بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قبولیت بندہ عمل است بغیر عمل قبولیت مردود
(فرمانِ مہدی علیہ السلام)

تصدیق و عمل

...... مولف ......

حضرت مولوی محمد نورالدین عربیؒ

زیرِ اہتمام

فقیر سید قاسم بخاری

شائع کنندہ

مکتبۂ سیدین، چنچل گوڑہ، حیدرآباد

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	:	تصدیق و عمل
مولف	:	حضرت مولوی محمد نور الدین عربیؒ
بار سوم	:	ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ م ڈسمبر ۲۰۰۶ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (۱۰۰۰)
ناشر	:	مکتبۂ سیّدین 16-4-71، چنچل گوڑہ، حیدرآباد 024 500.
زیرِ اہتمام	:	فقیر سید قاسم بخاری ولد حضرت سید ہاشم بخاری مرحوم
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	SAN کمپیوٹر سنٹر، چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ فون 24529428
قیمت	:	

(ملنے کا پتہ)

۱۔ اے ٹو زیڈ اسٹیشنری اینڈ بک سیلر، مرکزی انجمن مہدویہ بلڈنگ، چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔

۲۔ روشن اسٹیشنری اینڈ دینی بک سنٹر، مسجد حضرت سید مرتضٰی صاحب یداللّٰہی، چنچل گوڑہ، حیدرآباد

۳۔ سان کمپیوٹر اینڈ زیراکس سنٹر، نئی سڑک، چنچل گوڑہ، حیدرآباد

انتساب

ان طالبانِ حق کے نام جنہوں نے راہِ حق کے طئے کرنے میں کبھی تھکن محسوس نہیں کی....

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمُ

اظہارِ خیال

الحمدللہ قوم کے مشہور شاعر واہل قلم حضرت مولوی محمد نور الدین عربیؔ صاحب مرحوم کی شہرۂ آفاق تصنیف ''تصدیق وعمل'' تیسری بار زیور طباعت سے آراستہ کی جارہی ہے۔اس کتاب کو جو ناپید ہوگئی تھی فی زمانہ اس کی ضرورت،اہمیت وافادیت کے پیش نظر تقریباً دوسال سے اس کی طباعت کا ارادہ کررہا تھا۔لیکن ہر کام اپنے وقت پر ہی ہوتا ہے۔چنانچہ بعض احباب کی توجہ دہانی پر اس کی کتابت کی ذمہ داری جناب سید نور محمد صاحب نظامی (سان کمپیوٹر سنٹر) کو دی گئی جسے انہوں نے بحسن وخوبی انجام دیا۔اور حضرت سید حسین میراں صاحب اور حضرت مصنف مرحوم کے پوتے محمد نعمت مہدی صاحب نے اپنا قیمتی وقت نکال کر اس کی تصحیح فرمائی۔اور جناب شیخ چاند ساجد صاحب کے مشورہ کے مطابق اوران ہی کی دلچسپی سے طباعت کا کام مکمل ہوا۔نیز اس کتاب کی طباعت میں برادرم سید محمد عارف صاحب حال مقیم شکاگو (امریکہ) کا مالی تعاون حاصل رہا جس کے لئے میں ان تمام برادران کا شکر گذار ہوں۔

واضح رہے کہ ''تصدیق وعمل'' کا پہلا ایڈیشن ۱۳۷۹ھ م ۱۹۶۰ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۴۰۲ھ م ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا تھا جواب نایاب ہے۔اس کتاب میں عقائد واحکام شریعت کے مسائل کے علاوہ فرائض ولایت کی تشریح وتفہیم اوران پر عمل آوری کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔اس طرح طالبانِ حق کے لئے یہ کتاب ایک مشعل راہ ثابت ہوسکتی ہے۔کیونکہ ''تصدیق وعمل'' لازم وملزوم ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان تمام حضرات کو جزاء خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کے مختلف مراحل میں تعاون فرمایا۔نیز ہمارے خاندان اور حضرت محمد نور الدین عربیؒ مولف کتاب اوران کے خاندان کے جو لوگ اس فانی دنیا سے ابدی دنیا میں منتقل ہوگئے ہیں انہیں اپنے دیدار سے مشرف فرمائے اوراس کتاب کو پڑھ کر عمل کرنے والوں پر بھی ہدایت ورحمت نازل فرمائے۔اور ہر مہدوی کو ترک دنیا کی لذّت سے آشنا کرے اوراحکام شریعت اور فرائض ولایت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

خاکسار فقیر سید قاسم بخاری ولد حضرت سید ہاشم بخاری مرحوم
مورخہ ۱۹/ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ م ۱۱/ ڈسمبر ۲۰۰۶ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمُ

تعارفِ مولف

حضرت محمد نورالدین عربیؔ ایک شاعر، مصنف اور عالم دین کی حیثیت سے مشہور ہیں۔آپ کی تاریخ ولادت یکم شوال ۱۳۲۴ھ م ۱۸/ نومبر ۱۹۰۶ء ہے۔آپ کے والد محترم کا نام شیخ محمد اور والدہ محترمہ کا نام رحیم النساء بنت سید حسین تھا۔آپ کو طالب علمی کے زمانہ سے ہی مذہبی کتب کے مطالعہ کا شوق تھا۔اورنگ آباد میں سرکاری ملازمت انجام دی اور سبکدوشی کے بعد حیدرآباد منتقل ہوگئے اور تاحیات مشیرآباد میں قیام فرمایا۔

۱۹۲۵ء میں حضرت خوب میاں صاحب خلیفہ حضرت سیدنجی میاں صاحب اہل اکیلی سے تربیت ہوئے۔ بعدازاں حضرت ابوالعائذ سید احمد باچھامیاںؒ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔۱۹۶۳ء م ۱۹۸۱ھ میں ترک دنیا کا فریضہ انجام دیا اور حضرت کی صحبت میں رہ کر تربیت حاصل کی۔اس کے بعد مرشد محترم نے صفر ۱۳۸۹ھ میں افعالِ ارشادی کی اجازت دی۔شوال ۱۳۹۹ھ میں حضرت باچھامیاں صاحبؒ کے انتقال کے بعد حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ اہل اکیلی سے علاقہ لگا کر صحبت اختیار کی۔حضرت محمد میاں صاحبؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا ابوالاشفاق سید عبدالحئیؒ صاحب راشد منوریؒ سے علاقہ لگالیا۔

حضرت عربی صاحب کو جواں عمری سے ہی مطالعہ وتحریر کا شوق تھا۔اس زمانہ میں چونکہ زیراکس کی سہولت نہیں تھی اسلئے کئی مخطوطات نقل کر کے دوسرا نسخہ تیار کرنے کے لئے آپ کے پاس آتے تھے اس طرح مطبوعہ کتب کے علاوہ کئی نایاب مخطوطات بھی آپکے زیر مطالعہ رہے۔آپ کے کئی مضامین قومی جرائد میں شائع ہوچکے ہیں۔شعروشاعری کا بھی شوق تھالہذا آپکا کلام ’’جواہر پارے‘‘ اور ’’انمول موتی‘‘ شائع ہوچکے ہیں۔ دینی معلومات پر مشتمل نثر ونظم کی شکل میں (۲۸) کتابوں کے علاوہ اپل گوڑہ کی منظوم تاریخ ’’کہکشاں‘‘ عقائد فرائض وفقہ پر مشتمل ’’تصدیق وعمل‘‘ بزرگان سلف کے احوال پر مشتمل ’’والیانِ ولایت‘‘ ’’سیرت حضرت سید روشن منورؒ‘‘ وغیرہ آپ کے قلمی شاہکار ہیں۔اس کے علاوہ کئی غیر مطبوعہ مضامین وکتب بھی ہیں۔لیکن افسوس کہ وفات سے قبل علالت کے دوران اور بعداز وفات آپ کا انمول کتب خانہ بکھر گیا۔

تصنیف وتالیف کے علاوہ موصوف نے کئی مہدویہ آبادیوں کا دورہ کیا اور تعلیمات اماملؑ کی تبلیغ وتفہیم کی۔مختصر یہ کہ بزرگانِ دین کی صحبت میں رہ کر آپ نے جو کچھ تعلیم وتربیت حاصل کی تھی اس کو تحریر وتقریر کے

ذریعہ عوام تک پہنچانے کی فراخدلانہ کوشش کی ہے۔

حضرت محمد نورالدین عربیؔ نے ۱۹/ اگست ۱۹۹۸ء م ۲۵/ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا اور تدفین حظیرہ حضرت بندگی میاں شاہ نصرتؒ لال گڑھی میں عمل میں آئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سانس کی حفاظت

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دنیا میں پیدا ہوتے ہی سانس کا عمل شروع ہو جاتا ہے اوراس وقت تک چلتا رہتا ہے جب تک اللہ کے حکم سے فرشتہ موت آ کر روک نہ دے اور تب انسان سب کچھ چھوڑ کراس دنیا سے ابدی دنیا میں چلا جاتا ہے۔سانسوں کے مسلسل چلنے سے ہی دنیا میں ہماری حیات کی مدت کا تعین ہوتا ہے۔ یعنی عمر کا حساب لگایا جاتا ہے۔ جہاں سانس رکی عمر کا تسلسل بند ہوجاتا ہے وہی زندگی کی دنیا میں عمر گنی جاتی ہے۔ ہمارا وجود سانس ہی سے قائم ہے اس کو اعمال صالح کے ئے استعمال کرو یعنی اللہ کے فرمانوں پر عمل کرو۔نماز پڑھو' قرآن کی تلاوت کرو' اچھی باتوں کو پھیلاؤ' سچ کہو' خیر خیرات کرو' ہر ایک سے ہمدردی سے پیش آ ؤ' چھوٹوں بڑوں ساتھیوں' عورتوں سے محبت وحسن سلوک سے پیش آ ؤ' نیک کام کے کرنے میں جلدی کروان کاموں کے وقت آپ جو سانس لیں گے وہ نیک خوشبو والی سانس کہلائے گی اور جو سانس خدا تعالیٰ کے احکام کے خلاف یعنی جھوٹ کہنا' نماز نہیں پڑھنا' غیبت کرنا' بلاضرورت غصہ کرنا' ظلم کرنا' شراب نوشی' تمبا کو نوشی کرنا' کسی پر تہمت لگانا' ہر برائی جس کو مذہب نے روکا ہے کرنا' ایسے وقت کی سانس ناپاک وگندی کہلائے گی۔اب آپ غور کریں دن تمام میں کتنی خوشبو والی اور کتنی گندی سانس لے کر عمر طئے کر رہے ہیں۔سانس جہاں رکی وجود ناوجود ہوجاتا ہے۔کب رکے گی نہیں معلوم اس لئے سانسوں کو اللہ کے ذکر سے قائم رکھو جب بھی بند ہوجائے ذکر اللہ سے بند ہو۔اس لئے حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا سانسوں کی حفاظت کرو کوئی سانس بغیر ذکر کے اندر جائے نہ باہر آئے۔

اللہ ہر مہدوی کو سانسوں کی حفاظت کے ساتھ اللہ کے ذکر کی توفیق عطاء کرے۔آمین ثم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

فقیر سید قاسم بخاری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمُ

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

پہلا باب : 01 - 09

☆عقائد کا بیان

دوسرا باب : 10 - 12

☆احکام شریعت وطریقت اور تاکید عمل کا بیان

تیسرا باب : 13 - 15

☆طلبِ علم کا بیان

چوتھا باب : 16 - 25

☆طہارت کا بیان ☆احکامِ نجات ☆پانی کے مسائل ☆ کنویں کے مسائل

☆استجا کا بیان ☆وضو کا بیان ☆شکنندہٗ وضو ☆ مسح خفین

☆ غسل کا بیان ☆ تیمّم کا بیان ☆احکام حیض ونفاس اور استاضہ

پانچواں باب : 26- 60

☆نماز کا بیان ☆اوقاتِ نماز ☆اذاں ☆شرائط نماز

☆ارکان نماز ☆نماز کی سنتیں ☆ آدابِ نماز ☆مفسداتِ نماز

☆ مکروہاتِ نماز ☆تعدادِ رکعت ☆نماز پڑھنے کا طریقہ ☆ سجدۂ سہو

☆وہ اسباب جن سے نماز توڑ سکتے ہیں ☆احکام نماز باجمات ☆نماز میں حدث

☆نمازِ پنجگانہ کے علاوہ دوسری نمازیں ☆نمازِ وتر ☆نمازِ تحیۃ الوضو

☆نمازِ اشراق ☆نمازِ چاشت ☆نمازِ حاجت ☆نمازِ کسوف

☆نمازِ خسوف ☆نمازِ استسقاء ☆نمازِ توبہ ☆نمازِ استخارہ

☆نمازِ تراویح ☆نمازِ شبِ معراج ☆نمازِ جمعہ ☆مریض کی نماز

☆ تلاوتِ قرآن ☆ سجدۂ تلاوت

چھٹا باب : 61- 72

☆ نمازِ جنازہ اور تجہیز و تکفین کا طریقہ ☆ مرض الموت میں توبہ و ترکِ دنیا ☆ تفصیلِ کفن

☆ غسلِ میت ☆ کفن پہنانا ☆ نمازِ جنازہ ☆ میت کو دفن کرنا

☆ میت کو سونپنے کا طریقہ ☆ ورساء میت کے لئے کھانا بھیجنا ☆ ایام موتیٰ

☆ ساٹھی عمر وقضا ☆ زیارت قبور

ساتواں باب : 73- 75

☆ زکواۃ کا بیان ☆ صدقۂ نقل

آٹھواں باب : 76- 81

☆ روزوں کا بیان ☆ نقل روزے ☆ اعتکاف ☆ صدقۂ فطر

نواں باب : 82-85

☆ حج کا بیان ☆ ایام تشریق

دسواں باب : 86-96

☆ نکاح کا بیان ☆ عقد کا بیان ☆ خطبۂ نکاح ☆ خطبۂ حضرت شاہِ قاسم مجتہد گروہؒ

☆ خطبۂ جدید ☆ خلوت صحیحہ ☆ احکام مہر ☆ ولیمہ

☆ تسویۂ منکوحات ☆ حقوق الزوجین ☆ نکاحِ ثانی ☆ حکام طلاق

☆ احکام عدت ☆ ولاد کے حقوق

گیارھواں باب : 97-123

☆ احکامِ تقویٰ ☆ حلال وحرام ☆ کھانا کھانے کے آداب ☆ لباس

☆ سونا ☆ احکام وطی اور رودِاع وطی ☆ رات سننا ☆ احکام بیع وشریٰ وکسب حلال

☆ احکام لقطہ ☆ احکام قرض ☆ ممنوعات دین ☆ شرک کفر

☆ ترکِ شرک ☆ ترکِ نفاق ☆ ترکِ رسم ☆ ترکِ عادت

☆ ترکِ بدعت ☆ ترکِ ریا ☆ ترکِ اخلاق ذمیمہ ☆ ترکِ گناہ کبیرہ وصغیرہ

☆توبہ ☆پرہیزگاری کی تکمیل ☆اعمال حسنہ ☆صدق وصفا
☆اخلاق ☆عہدووفا ☆خوفِ خدا ☆رجا ☆رجا
☆سخاوت ☆ایثار ☆دیانت ☆امانت ☆زہد
☆قناعت ☆عدل وانصاف ☆احسان ☆شرم وحیا ☆صبر
☆شکر ☆تواضع اور فروتنی ☆نیک خوئی ☆عفو ☆حلم
☆تسلیم ورضا ☆رضا ☆موت کو یاد کرنا

بارھواں باب : 124-127

☆حقوق الناس ☆دعوت ☆عیادت

تیرھواں باب : 128-129

☆امر معروف ونہی عن المنکر

چودھواں باب : 130-131

☆جہاد فی سبیل اللہ

پندرھواں باب : 132-133

☆سنن نبوی علیہ السلام

سولھواں باب : 134-156

☆ترکِ دنیا کا بیان ☆دنیا کسے ہے؟ ☆ترکِ دنیا کے مراتب
☆کسب کی اجازت اور اس کے حدود ☆ترکِ دنیا کے شرائط ☆توبہ
☆کفارہ ☆ترکِ دنیا کا طریقہ اور عمل ☆ترکِ معیشت
☆ترکِ تدبیر ☆ترکِ تردو ☆ترکِ میراث ☆ترکِ تعین
☆ترکِ براءت ☆ترکِ سوال ☆ترکِ خلائق ☆عورتیں
☆بچے ☆اموال یعنی زرودولت ☆حیوانات ☆زراعت
☆تجارت ☆عمارات ☆ملبوسات ☆ترکِ خودی
☆ترکِ لہوولعب ☆ترکِ زینت ☆ترکِ زینت ☆ترکِ فخروغرور

☆ترکِ تکاثر ☆ترکِ عزت ☆ترک لذّت ☆لوازم فقیری
☆ گوشہ نشینی ☆ہجرت وصحبت ☆ذکراللہ ☆ کمال درویشی
☆امور شکنندۂ فقیری ☆ترکِ دنیا کے بعد مکرر کسب کی اجازت
☆مرتے وقت کا ترکِ دنیا

سترھواں باب : 157-166

☆دیدارِ خدا کا بیان ☆راہِ خدا میں حجاب ☆پہلا حجاب دنیا ☆دوسرا حجاب خلق
☆ تیسرا حجاب نفس ☆چوتھا حجاب شیطان ☆پانچواں حجاب روٹی
☆چھٹا حجاب طالب کا وجود ☆ساتواں حجاب علم ظاہر کا حصول
☆ آٹھواں حجاب خدا کے دیدار کی طلب میں شرم رکھنا ☆شرائط حصول دیدار
☆اکتساب عشق ☆عمل صالح ☆مرنے کے پہلے مرنا ☆ذکر دوام
☆صادقوں کی صحبت ☆اخلاق حمیدہ کا حصول ☆اقراب الطریق ☆بے اختیاری
☆پابندئ شریعت ☆مراتب دیدار ☆دیدار چشم خواب ☆دیدار چشم دل
☆دیدار چشم سر ☆صفات طالب صادق

اٹھارواں باب : 167-172

☆مرشد کی صحبت کے لئے ہجرت کرنا ☆جہاد کے لئے ہجرت کرنا
☆ایسے مقام سے جہاں رہ کر احکامِ دین کی پابندی نہیں ہوسکتی ہجرت کرنا
☆اخراج ☆ہجرت باطنی

انیسواں باب : 173-200

☆مرشد کے اوصاف ☆تربیت ہونے کا طریقہ ☆بیعت کا طریقہ
☆ صحبت کے شرائط ☆مرید کے آداب ☆مرشد کے فرائض
☆حصول علم معرفت ☆حصول علم معرفت کے شرائط ☆بہرۂ ولایت حاصل کرنے کے شرائط
☆ گروہ اویسیہ ☆امور شکنندۂ صحبت ☆ مقصود صحبت ☆افعال ارشادی
☆ تلقین ذکر ☆اجماع ☆بہرہ عام ☆فتوح

☆سویت ☆فتوح میں عشر کی تقسیم ☆نوبت ☆تسبیح
☆سلام پھیرنا ☆بیان قرآن ☆دوگانہ شبِ قدر ☆حد مارنا
☆پسخوردہ ☆نمازِ جنازہ پڑھانا ☆مشت خاک دینا ☆نمازِ تہجد
بیسواں باب : 201-215
☆ذکر دوام ☆ذکر کثیر ☆سلطان اللیل اور سلطان النہار
☆طلوع آفتاب سے دیڑھ پہر دن چڑھے تک کے اوقات ☆ظہر کے عصر تک اوقات
☆نوبت ☆بیان قرآن ☆خلوت ☆خاموشی
☆ذکر خفی ☆پاس انفاس ☆کلمہ لا الہ الا اللہ سے ذکر کرنا
☆نفئ خطرات ☆نوافل اور اوراد سے پرہیز ☆موجبات غفلت سے علیحدگی
☆ذکر کا طریقہ ☆آدابِ ذکر ☆ترکیبِ ذکر اللہ
☆حقیقت ذکر ☆مراقبہ ☆مراتب ذاکرین
اکیسواں باب : 216-219
☆توکل ☆اسباب وتدبیر پر نظر نہ رکھنا ☆ترک حرص وطمع
☆ترکِ اعمال توہمات ☆ترکِ انتظار فتوح ☆ترکِ فتوح معینہ
☆ترکِ فتوح معلومہ ☆ترکِ ذخیرہ اندوزی
بائیسواں باب : 220-229
☆عزلت خلق ☆قطع تعلق ☆مخالفین سے قطع تعلق ☆بدعتیوں سے قطع تعلق
☆دنیاداروں سے قطع تعلق ☆استغنائی ☆قید قدوم
☆تجرد اور تنہائی کی ممانعت
تیئسواں باب : 230-232
☆عشر کا بیان
چوبیسواں باب : 233-242
☆متفرقات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

ازحضرت خطیب ملّت ابوالاشفاق سید عبدالحئی صاحب راشد منوری مدظلہ'

فقہی مسائل میں غور وفکر کا سلسلہ قرونِ اولیٰ سے چلا آتا ہے۔جن مسائل میں قرآن وسنّت کے اندر نص صریح نہیں ان میں قرآن وسنّت کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق احکام شرعیہ معلوم کرنے کے لئے خود رسول انام ﷺ نے ایک زرّین ہدایت نامہ دیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ہمیں ایسا معاملہ پیش آجائے جس کا حکم قرآن وسنّت میں مذکور نہیں تو اس میں ہمارے لئے کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اس میں فقہا وعابدین سے مشورہ کر کے رائے قائم کرو اور انفرادی رائے کو نافذ نہ کرو'' (طبرانی)

یوں تو زندگی ہر دم رواں اور پیہم دواں ہے' اور ہر نیا زمانہ اپنے ساتھ نئے مسائل اور نئے حالات لے کر آتا ہے۔حالات نے جو پلٹا کھایا ہے اس سے زندگی کا کوئی گوشہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا اس نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کی ہیں اور ہر علم وفن میں نئے مسائل پیدا کر کے تحقیق وتفتیش کے نئے میدان کھولے ہیں۔

انسان کا دل چمن کی مانند ہے جس میں قسم قسم کے پودے اُگتے ہیں' پھول کھلتے ہیں' تناور درخت پھلتے اور پھولتے ہیں اگر ہر وقت ان کی آبیاری کی گئی تو وہ سرسبز وشاداب ہوں گے علم وعقل کی بارش کے قطرے ہی دل کو زندگی عطا کر سکتے ہیں' اسی طرح عقل سے محروم لوگوں کے دل مردہ ہیں ان میں زندگی فروغ پاسکتی ہے اور نہ پھل پھول پیدا کر سکتی ہے۔ ہمیشہ ہر حال میں زندگی کو عقل کے نور کی روشنی میں رکھنے کے لئے'' تصدیق وعمل'' کا مطالعہ ضروری ہے محترم مولوی محمد نورالدین صاحب عربی خلیفہ' علاّمہ' زماں صاحب رشد وہدایت' خطیب اعظم مرشدی ومولائی حضرت ابوالعائذ سید احمد پاشاہ میاں منوری اعلیٰ اللہ مقامہ' نے یہ لازوال سرمایہ اپنی انتہائی جدوجہد کے بعد عوام الناس کے افادہ کی خاطر تالیف کیا ہے۔

اس کتاب میں انسانی مسائل کا حل موجود ہے' علم ودانش کے ایجاز کارے ہیں حکمت کے آبدار موتی ہیں' مسائل کا حل اس طرح ہے جس طرح آسمان پر جگمگاتے ہوئے تارے اندھیری رات کے مسافر کو راستہ

بتاتے ہیں۔اور مسائل حیات کے تعمیری و تخریبی پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں،اس کتاب میں حرکت و حیات کی برق سامانی بھی ہے اور روحانی انبساط کا سامان بھی، سماجی برائیوں سے اجتناب کی ہدایت بھی ہے اور نیکو کاری کی ترغیب بھی، شریعت کے مسائل بھی ہیں اور طریقت کے احکام بھی، حقیقت کے نکات بھی ہیں اور معرفت کے رموز بھی، عقائد کی توضیح بھی ہے اور علم کی تشریح بھی، عمل کی تاکید بھی ہے اور متفرق ہدایات بھی، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع اور مفید بنائے۔

پہلی مرتبہ اس کی اشاعت ۱۳۷۹ھ میں عمل میں آئی تھی جو بے حد مقبول ہوئی۔اور اب اس کو دوبارہ جناب سید مشتاق حسین صاحب (مقیم جدّہ، سعودی عرب) کوچۂ میراں نشاط چنچل گوڑہ حیدر آباد سے جو انہی کی قائم کردہ ہے شائع ہوئی ہے خدا مولف محترم اور شائع کنندہ ہر دو کو اجر خیر عطا کرے آمین

فقط ۴/محرم ۱۴۰۲ھ دوشنبہ

احقر العباد سید عبدالحئی راشد منوری

جانشین حضرت علاّمۂ زماں مولانا سید احمد منوری علیہ الرحمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمُ

تمہید

خدائے جلّ وجلالہ کی حمد وتسبیح اور حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء ﷺ اور آپ کی آل پر درود وسلام کے بعد عرض ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے احکام نقلیات کی کتابوں میں چیدہ چیدہ طور پر مختلف طریقے سے بیان کئے گئے ہیں اور اردو زبان میں ایسی کوئی کتاب نہیں ہے جس میں ان جملہ احکام کا مجموعی طور پر اندراج ہو اور جو فقہ طریقت کا کام دے سکے اس لئے مجھے ایک عرصہ سے ہمیشہ یہ دُھن رہی کہ کتب نقلیات سے ان جملہ احکام اور ان کے ضمنی مسائل کو ایک جگہ کردیا جائے جو ہمارے پاس فرائض ولایت کے نام سے مشہور ہیں۔ چنانچہ میں نے انصاف نامہ، حاشیہ شریف، نقلیات میاں عبد الرشیدؒ نقلیات میاں سید عالمؒ، پنج فضائل، خاتم سلیمانی، سنت الصالحین، بعض کتب موالید مہدی علیہ السلام اور دیگر نقلیات کی کتابوں کو پیش نظر رکھ کر عقائد مہدویہ، فرائض ولایت کے عملی طریقے اور ان کے ضمنی اور متعلقہ احکام اس کتاب میں جمع کئے پھر اپنے بعض مخلص احباب اور ساتھیوں کی رائے اور اصرار پر فقہ کی مشہور کتابوں سے احکام ومسائل شریعت کا بھی اس میں مختصر طور پر اضافہ کیا، اس طرح اس کی سابقہ ترتیب بدل کر از سرنو ابواب کے تحت منقسم کر کے اس کو مرتب کرنا پڑا۔

خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ مصدقانِ مہدی علیہ السلام کو اس سے فائدہ پہونچائے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پہلا باب

عقائد کا بیان:

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، زندہ ہے، علیم ہے، صاحب ارادہ ہے، قدرت والا، سننے والا، دیکھنے والا اور کام کرنے والا ہے۔ پاک ہے وجوب و وجود کے ساتھ موجود ہے۔ اس کی ذات مقدّس اور مطلق ہے وہ اپنے تمام صفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ہر شئے پر محیط ہے وہ اللہ اپنی ذات سے ایک بے نیاز یکتا و یگانہ ہے جو نہ جنا ہے نہ جنا گیا نہ اس کے برابر کوئی ہے وہی صاحب جلال اور صاحب اکرام ہے (معدن الاداب) صفات کمال سے موصوف اور صفاتِ نقص و زوال سے پاک ہے (عقائد سنیہ)

فرشتے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ہیں جو نور سے پیدا کئے گئے ہیں وہ موجود مگر ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں معصوم ہیں۔ ہر وقت خدا کی بندگی میں رہتے ہیں اور جس کام پر مقرر ہیں وہی کام کرتے ہیں (عقائد سنیہ) ان میں چار فرشتے مشہور اور افضل ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام جو پیغمبروں کے پاس وحی لایا کرتے تھے، میکائیل علیہ السلام جو مینہ برسانے اور مخلوق کو روزی پہنچانے پر مامور ہیں۔ اسرافیل علیہ السلام جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے اور عزرائیل علیہ السلام جو ہر جاندار کی روح نکالنے پر مامور ہیں۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے پیدا کر کے اس کو بھی ہماری آنکھوں سے پوشیدہ رکھا ہے یہ جن کہلاتے ہیں ان میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں۔ ان کی اولاد بھی ہوتی ہے ان میں سب سے زیادہ مشہور و شریر ابلیس ہے۔ (حمایت الاسلام)

خدائے تعالیٰ نے بہت سی کتابیں اور صحیفے اپنے پیغمبروں پر نازل کئے ہیں جو سب برحق اور اللہ کا کلام ہیں ان میں چار کتابیں مشہور ہیں۔ توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی، انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور قرآن شریف جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم پر نازل ہوئی۔ قرآن شریف سب سے افضل اور آخری کتاب ہے اس کے بعد کوئی کتاب آسمان سے نہیں آئے گی، قیامت تک قرآن کا ہی حکم چلتا رہے گا۔ (حمایت الاسلام)

خدائے تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے بہت سے پیغمبر ہر ملک اور ہر زمانے میں مبعوث فرمائے ہیں یہ سب کے سب انسان تھے مگر عام انسانوں سے افضل تھے۔ یہ سب راست باز، امانت دار، نیکوکار اور معصوم تھے کفر، جھوٹ، خیانت، وعدہ خلافی وغیرہ ان سے کبھی نبوت سے پہلے ظاہر ہوئی نہ نبوت کے بعد اور انہوں نے خدا کے احکام پہونچانے میں رتی برابر کمی زیادتی نہیں کی اور جو کچھ انہوں نے قوم کو سنایا وہ حق ہے ان سے جو معجزات صادر ہوئے ہیں وہ حق ہیں (نصاب ائمہ)

جملہ پیغمبروں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے ان میں تین سو تیرہ انبیائے مرسل ہیں ان میں اٹھائیس مرتبے میں بزرگ ہیں جن کا ذکر کلام اللہ میں ہے اور ان اٹھائیس میں چھ اولوالعزم ہیں (الحکمات) ان چھ اولوالعزموں میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں پھر حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں جو تمام عالم کے لئے رحمت اور جملہ اہل جہاں کی جانب مبعوث ہیں۔ نبوت آپ پر ختم ہو چکی ہے آپ کو خدائے تعالیٰ نے معراج جسمانی عطا کی ہے یعنی آپ ﷺ نے مکہ سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمان ہفتم اور سدرۃ المنتہیٰ تک سیر کی ہے اس کا انکار کفر ہے آپ ﷺ قیامت کے دن گنہگارانِ اُمّت کی شفاعت فرمائیں گے اسی طرح دیگر انبیاء علیہ السلام و اولیاء رحمتہ اللہ علیہ اور صلحا کی شفاعت بھی حق ہے۔ (مالا بدمنہ)

آپ ﷺ کے ہزاروں صحابہ ہیں جو سب کے سب عادل تھے جو ان میں باہمی دشمنی کا قائل ہو وہ منکر قرآن ہے کیونکہ قرآن سے ان میں باہمی محبت و رحمت ثابت ہے۔ (مالا بدمنہ) ان سب میں مہاجرین افضل ہیں اور دس اصحاب مبشرین یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت ابوعبیدہؓ حضرت سعدؓ و حضرت سعیدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ (تکمیل الایمان) ان دس میں پہلے چار افضل ہیں اور یہی چار آنحضرت ﷺ کے خلفاء ہیں اور ان میں شیخینؓ مخصوص ہیں اور شیخین میں صدیق اکبرؓ ہیں (معدن الآداب)

آنحضرت ﷺ کی اولاد ازواج مطہرات سب کے سب قابل احترام اور لائق تعظیم ہیں ازواج میں بی بی خدیجہؓ اور بی بی عائشہؓ اور اولاد میں بی بی فاطمۃ الزہراءؓ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے۔ (حمایت الاسلام)

حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ آنحضرت ﷺ کے مقبول نواسے اور جوانانِ جنت کے سردار ہیں ان کی محبت اور پیروی باعث سعادت ہے۔

آنحضرت ﷺ کی امّت میں بہت سے اولیاء اللہ ہوئے ہیں جن سے عقیدت رکھنا فی الحقیقت دین سے محبت کی علامت ہے۔ان سے جتنی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں وہ حق ہیں ان کو بعض اسرار کشف یا الہام کے ذریعہ سوتے یا جاگتے میں معلوم ہوتے ہیں اگر یہ الہام خلاف شرع نہ ہو تو قابل قبول ہے وگرنہ متروک لیکن کشف اولیاء دوسروں کے لئے حجّت نہیں۔(حمایت الاسلام)

آنحضرت ﷺ سے محبت رکھنا اور آپ کو اپنی جان و مال اور اولاد سے زیادہ عزیز جاننا اور آپ ﷺ کا نام سن کر آپ پر درود پڑھنا فرض ہے۔

آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئیاں سب برحق ہیں۔ان میں بعض ظاہر ہو چکی ہیں اور بعض کا ظہور وقت پر موقوف ہے انہی پیشین گوئیوں میں ایک پیشین گوئی حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے متعلق ہے جس کا ظہور ہو چکا ہے یعنی حضرت مہدی موعود علیہ السلام آئے اور گئے اس لئے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق محبت سے کرنا فرض ہے۔اور یہ جانے کہ حضرت سید محمد جونپوری ہی کی ذات امام مہدئ آخرالزماں ہے آپ انبیاء علیہم السلام کے مانند معصوم عن الخطا اور منصب خلافت الٰہی پر فائز ہیں اور امر اللہ مراد اللہ آپ کے القاب ہیں آپ نبی کریم ﷺ کے وارث اور کتاب الٰہی اور ایمان کے عالم ہیں۔احکام حقیقت وشریعت اور خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کا بیان آپ نے فرمایا ہے آپ ناصرِ دین محمدی ہیں سنتوں کو آپ نے از سر نو زندہ کیا اور بدعتوں کو گرادیا آپ کو روزانہ خدائے تعالیٰ سے بلاواسطہ تعلیم ہوتی تھی آپ کے تمام احکام خدائے تعالیٰ کے حکم سے ہیں جو شخص ان احکام سے ایک حرف کا بھی منکر ہو' وہ خدا و کلام خدا اور اس کے رسول کا منکر ہوگا۔پس ایسا شخص بالضرور کافر ہے آپ نے بھی اپنے منکر کو کافر کہا ہے آپ کے منکر کے پیچھے نماز درست و جائز نہیں۔آپ خاتم دین ہیں۔ولایت مقیدہ محمدیہؐ کے خاتم بھی آپ ہی ہیں۔اور آپ کی بعثت کی خصوصیت احکام ولایت محمدیؐ کے ظاہر کرنے کے لئے ہے اور قرآن کا بیان آپ کی زبان مبارک سے ہوا ہے۔اور آپ کے حضور میں ارواح مقبول مردود کی تصحیح ہوئی ہے۔جو آپ کا مقبول ہے وہ خدا کا مقبول ہے اور جو آپ کے پاس صحیح (مقبول) نہ ہوا وہ خدا کے پاس مردود ہے۔اور آپ مرتبے میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے برابر ہیں۔(عقیدہ شریفہ)

حضرت مہدی علیہ السلام کے جملہ اصحاب حضرت رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے مانند واجب التعظیم ہیں ان اصحاب میں بارہ مبشر اور قطعی جنتی ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ بندگی میراں سید محمودؓ فرزند حضرت مہدی علیہ السلامؑ بندگی میاں سید خوند میرؓ بندگی میاں شاہ نعمتؓ بندگی میاں شاہ نظامؓ بندگی میاں شاہ دلاورؓ بندگی ملک برہان الدینؓ بندگی ملک گوہرؓ بندگی میاں شاہ عبدالمجیدؓ بندگی میاں امین محمدؓ بندگی ملک معروفؓ بندگی میاں یوسفؓ بندگی ملک جیؓ (خاتم سلیمانی) ان کے علاوہ حضرت مہدی علیہ السلام نے جن جن کو جو جو بشارتیں دی ہیں وہ سب حق ہیں ان بارہ صحابہ میں اول الذکر پانچ اکرم ہیں۔ اور یہی پانچ آپ کے خلیفہ ہیں ان پانچ خلفاء میں دو صحابہ بندگی میراں سید محمودؓ اور بندگی میاں سید خوند میرؓ افضل اور مرتبے میں باہم برابر ہیں۔ بندگی میراں سید محمودؓ کا لقب ثانی مہدی اور بندگی میاں سید خوند میرؓ کا لقب صدیق ولایت ہے۔ بندگی میاں سید میرانجیؒ زادالناجی میں لکھتے ہیں کہ ولایت ذات مہدی کی چار صفات ہیں۔ جو عاشقانِ مہدی کو عطا فرمائے گئے ہیں ان میں ایک صفت ذات کو بندگی میاںؓ کے حق میں مخصوص فرمائے ہیں وہ صفت کارزار ہے اس صفت میں حضرت بندگی میاں سید خوند میرؓ بدلۂ ذات مہدیؑ ہیں اور حامل بار امانت بھی آپ ہی ہیں اور ازواج حضرت مہدی علیہ السلام مثل ازواج حضرت رسول اللہ ﷺ کے امّہات المومنین ہیں اور تمام ازواج مطہرات میں بی بی الہداتیؓ (بی بیؓ کا نام الہ دادی نہیں بلکہ الہ دیتی ہے اس کی تشریح کے لئے دیکھئے "سراج منیر" مصنفہ حضرت خوب میاں صاحب صفحہ ۱۸۶) اور بی بی ملکانؓ یہ ہر دو حضرت مہدی موعود کو عزیز اور محبوب تھیں۔ بی بی الہ داتیؓ کو آپ نے ثانی خدیجۃ الکبریٰ اور بی بی ملکانؓ کو ثانی عائشہؓ فرمایا ہے اور بی بی فاطمہؓ جو حضرت مہدی علیہ السلام کی دختر ہیں ان کو حضرت نے فاطمہ ولایت کا لقب دیا ہے (خاتم سلیمانی) اور صحابہ ولایت نے جن امور کا اجماعی طور پر فیصلہ کیا ہے ان کا انکار کفر ہے صحابہؓ کے بعد تابعین میں حضرت بندگی ملک الہدادؓ سب سے برتر ہیں۔ آپ افضل التابعین کہلاتے ہیں۔ آپ کو سند خلافت حضرت مہدی علیہ السلام کے پانچوں خلفاء سے حاصل ہے۔ اور حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؑ کے ہر دو فرزند بندگی میراں سید عبدالحئیؒ اور بندگی میراں سید یعقوبؒ حضرت مہدی علیہ السلام کے مبشرین ہیں بندگی میراں سید عبدالحئیؒ کو حضرت مہدی علیہ السلام نے روشن منورؒ فرمایا ہے۔ اور آپ اسی لقب سے مشہور ہیں (خاتم سلیمانی) اور بندگی میراں سید یعقوب حسن ولایت کے نام سے متعارف رہے ہیں۔ بندگی میاں سید شہاب

الدین شہاب الحقؒ اور بندگی میاں سید محمودؒ یہ دونوں بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے فرزند اور حضرت صدیق ولایتؓ کے مبشر ہیں۔ اور یہ دونوں مرشدینِ کاملین کہلاتے ہیں (حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے جملہ (۸) فرزند ہیں (۱) بندگی میاں سید جلال شہید جنگ بدر ولایت (۲) بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحقؒ (۳) بندگی میاں سید شریف تشریف اللہؒ (۴) بندگی میاں سید عبدالقادر (۵) میاں سید احمد (۶) میاں سید خدا بخش یہ چھ فرزند بی بی عائشہ کے بطن سے ہیں۔ (۷) بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدینؒ (۸) بندگی میاں سید اشرف جو بچپن میں وفات پا گئے۔ یہ دونوں بی بی فاطمہ خاتون ولایتؓ کے بطن سے ہیں۔ بندگی میاں سید شریف تشریف اللہؒ کی ولادت شب ستائیس ذی الحجہ کو ہوئی ہے اور اس ولادت کی مسرت میں دائرہ میں ایمان کی سویت عمل میں آئی ہے اس لئے اس شب کو گروہ مقدسہ میں لیلۃ الایمان کہتے ہیں)۔ ان میں بندگی میاں سید محمودؒ حضرت مہدی علیہ السلام کے نواسے اور بی بی فاطمہؓ دختر امام علیہ السلام کے بطن سے ہیں اور حسب بشارت حضرت مہدی علیہ السلام آپ نے مدعاء مہدی کو تازہ کیا ہے آپ کو خاتم المرشدین اور حسینِ ولایت بھی کہتے ہیں آپ کے تینوں فرزند بندگی میاں سید میرانؒ بندگی میاں سید علیؒ بندگی میاں سید نور محمدؒ اور ایک پوتے بندگی میاں سید غیاث الدینؒ بن بندگی میاں سید ابراہیمؒ یہ چاروں دین کے چار ستون ہیں جن میں بندگی میاں سید نور محمدؒ کو خاتم کار اور آخر حاکم بھی کہتے ہیں۔ (اخبار الاسرار)

گروہ حضرت مہدی علیہ السلام میں بہت سے صاحب حال اور باکمال بزرگ گذرے ہیں جن کے سلسلے تابعین اور صحابہؓ سے ہوتے ہوئے حضرت مہدی علیہ السلام تک پہنچتے ہیں ان سب کے ساتھ عقیدت و محبت اور حسن ظن رکھنا قوت ایمان کا سبب اور ان کی فضیلت کے انکار یا ان کے اقوال کو رد کرنے میں نقص ایمان کا اندیشہ ہے۔

تفسیروں میں جو بیان حضرت مہدی علیہ السلام کے بیان کے مخالف ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح وہی حدیث صحیح ہے جو کتاب اللہ اور احوال مہدی علیہ السلام کے موافق ہو اور نقل مہدی علیہ السلام کی صحت کے لئے بھی کتاب اللہ کی موافقت کا معیار شرط ہے۔ اور مذاہب ائمہ اربعہ میں تقیدِ عمل ہمارے پاس ناروا ہے۔ ہمارا عمل وہی ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام کے قول و عمل سے ثابت ہو اور جس مسئلہ کے متعلق آپ کا کوئی قول و عمل نہ ملے اس میں ہم اس پر عمل کریں گے جو مبنی بر عالیت ہو۔ اور ہجرت اخراج ایذا و قتال ولایت

ذات مہدیؑ کی صفات ہیں ان صفات کی موافقت نشان تصدیق ہے اور آپ کے فرمان سے واضح ہے کہ دار دنیا میں خدا کا دیدار جائز و ممکن ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ ''ایمان ذات خدا ہے'' اور آپ ہی کے فرمان سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ''جو شخص دوزخ میں جائے گا وہ پھر واپس نہیں آئے گا'' اور ''جو شخص دنیا کا ارادہ رکھے اس کے لئے آیات قرآنی سے دوزخ کا وعدہ ہے'' اور یہ بھی اعتقاد رکھنا چاہئے کہ ہر شخص کا ایمان لانا و اطاعت کرنا روز میثاق سے ثابت ہے۔ (رسالہ فرائض اور عقیدہ شریفہ)

ایمان دل کی تصدیق اور زبان سے اقرار کا نام ہے۔ اور وہ عمل صالح سے زیادہ ہوتا ہے۔ حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؓ اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ارباب طریقت نے مومن کی دو قسمیں بتلائی ہیں واجد واصل اور طالب صادق (مکتوب نمبر ۳۱) حضرت شاہ قاسمؒ نے مومن کی تین قسمیں بتلائی ہیں ایک مصدق جو حضرت مہدی علیہ السلام کی پیروی میں ظاہر و باطن کوشش کرے اور اپنے حوصلہ کے موافق بہرۂ ولایت محمدیؐ حاصل کرے دوسرا موافق جو دائرہ میں رہے اور مصدقوں کے ساتھ دینی اعمال میں کامل موافقت رکھے اگر کسی وقت عجز بشری سے مضطرب ہو جائے تو شریعت محمدیؐ کے موافق جو شرائط سے مشروط ہے ٹکے دو ٹکے کا کسب کرلے لیکن مصدقوں کی صحبت کو نہ چھوڑے۔ تیسرا لسانی مصدق جو حضرت مہدی علیہ السلام کا نام زبان سے لے (یعنی مہدی کی تصدیق کرے) اور یہ امید رکھے کہ خدائے تعالیٰ فرمان مہدی پر خاتمہ کرے تاکہ فلاح آخرت حاصل ہو سکے (شفاء المومنین)

ہر شخص کے متعلق اعتبار خاتمہ کا ہے کوئی شخص تمام عمر کیسا ہی برا یا بھلا کام کرے مگر جس حال پر اس کا خاتمہ ہوگا اسی کی موافق اس کو سزا یا جزا ہوگی اور کسی کے مرنے کے بعد اس کے لئے دعائے خیر کرنے اور خیرات دے کر بخشنے سے اس کا ثواب اس کو پہنچتا ہے۔ (حمایت الاسلام) اور کوئی مومن جب تک حرام کو حلال قرار نہ دے اقسام کے گناہوں سے کافر نہیں ہوتا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ایسا ہی فرمایا ہے (جامع الاصول) لیکن بندگی میاں سید حسین عالمؒ نے اپنی شرح عقیدہ میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے جن لوگوں کو بروئے آیاتِ قرآنی مخلد فی النار بتلایا ہے وہ بُرے کام کرنے والے اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک عمل داخل حقیقت ایمان اور اس کا جزو ہے۔ اور میاں سید یعقوبؒ نے بھی معرفت المصدقین میں بحوالہ مکتوب حضرت قاضی منتجب الدین تحریر فرمایا ہے کہ

حضرت مہدی علیہ السلام نے آیات قرآنی کی حجت سے فرمایا ہے کہ ''مومن عمداً گناہ نہیں کرتا۔اور جو عمداً گناہ کرے وہ کافر ہے'' ونیز کہتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے اس بات کی تحقیق ہوئی ہے کہ ''مصر گناہ کبیرہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور ہمیشہ دوزخ میں رہنے والا بالاجماع کافر ہے'' اور حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ نے بھی لطمۃ المصدقین میں کبیرہ پر اصرار کو کفر لکھا ہے اس سے واضح ہے کہ عمداً ارتکاب گناہ کبیرہ اور اس پر اصرار کفر ہے اور جو شخص برے کاموں سے توبہ کرے اس کے لئے قرآن وحدیث اور نقل مہدیؑ میں بخشش کی بشارت ہے۔اور خدائے تعالیٰ توبہ کا قبول کرنے والا اور گناہوں کا معاف کرنے والا ہے بلکہ اگر وہ چاہے تو شرک کے سوا دوسرے گناہوں کو توبہ کے بغیر بخش دے (مالا بدمنہ) اور ایمان خوف اور رجا کے بیچ میں ہے یعنی ہمیشہ خدا سے ڈرتا رہے اور اس کی رحمت سے ناامید بھی نہ ہوا سکے عذاب سے نڈر ہو جانا اور اس کی رحمت سے مایوس ہو جانا کفر ہے۔اور کسی سے غیب کی خبر پوچھ کر اس پر یقین رکھنا بھی کفر ہے (حمایت الاسلام)

قیامت حق ہے اور اس کی آمد قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اس کے متعلق جن علامات کی خبر حضرت رسول خدا ﷺ نے دی ہے وہ حق ہیں جیسے یاجوج وماجوج کا نکلنا دجال کا خروج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول صور کا پھونکا جانا وغیرہ۔(عقائد الاسلام)

خیر وشر جو کچھ بھی وجود میں آئے اور کفر اور ایمان اور طاعت وعصیان جس کا بندہ مرتکب ہو وہ سب خدا کے اردا ے اور اس کی مشیت کے تابع ہے لیکن چونکہ بندہ کو فعل کے متعلق کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔اس لئے خدائے تعالیٰ کفر ومعصیت سے راضی نہیں اور اس پر عذاب مقرر کیا اور اطاعت اور ایمان سے راضی ہے اور اس پر ثواب کا وعدہ فرمایا۔(مالا بدمنہ)

قبر میں منکر نکیر کا سوال اور کافروں اور بعضے گناہ گارانِ امّت کے لئے قبر کا عذاب حق ہے اور مرنے کے بعد پھر قیامت کے روز زندہ ہونا اور قیامت کے دن حساب کتاب اور پل صراط سے ہر شخص کا گذرنا حق ہے۔اور جنت حق ہے جس میں سب مومنین داخل ہوں گے اور نعمائے جنت حور وقصور وہاں کے ماکولات ومشروبات اور حوضِ کوثر وغیرہ سب حق ہیں اور جنت کی بہترین نعمت خدا کا دیدار ہے۔اور دوزخ حق ہے جس میں کفّار وفجّار داخل ہوں گے اور وہاں کا عذاب جیسے سانپ بچھو' آگ' گرم پانی' طوق وزنجیر سب حق

ہیں۔اور جن چیزوں پر ایمان لانا ضرور ہے جب تک کوئی شخص ان کا انکار یا ان میں شک نہ کرے یا کوئی فعل نہ کرے جس سے انکار یا شک ظاہر ہو وہ کافر نہیں ہوتا (عقائد الاسلام)

پانچ کلمے معہ کلمہ تصدیق اور صفات ایمان مجمل و مفصّل یہ ہیں۔

اول کلمہ طیّب:۔لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ:۔نہیں ہے کوئی معبود سوائے خدا کے محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔

دوم کلمہ شہادت:۔اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ.

ترجمہ:۔میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے خدا کے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

سوم کلمہ تمجید:۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

ترجمہ:۔اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اللہ بہت بڑا ہے نہیں ہے طاقت اور نہیں ہے قوت سوائے خدا کے جو بلند مرتبہ اور عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ توحید:۔لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَ هُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

ترجمہ:۔نہیں ہے کوئی معبود سوائے خدا کے وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اسی کے لئے تعریف ہے جلاتا ہے اور مارتا ہے وہ زندہ ہے اس کو موت نہیں ہمیشہ ہمیشہ ہے جلال اور بخشش والا ہے اسی کے ہاتھ میں خیر و برکت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ رد کفر:۔اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَ الْمَعَاصِيْ كُلِّهَا اَسْلَمْتُ وَ اٰمَنْتُ وَ اَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ:۔یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری کہ تیرے ساتھ کسی چیز کو جان بوجھ کر شریک کروں اور جس کو میں نہیں جانتا اس سے مغفرت چاہتا ہوں میں اس سے توبہ کیا اور کفر اور شرک اور تمام گناہوں سے میں باز آیا اور میں اسلام لایا اور ایمان لایا اور کہتا ہوں نہیں ہے کوئی معبود سوائے خدا کے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

کلمۂ تصدیق:۔ اُصَدِّقُ اَنَّ الْمَهْدِیَ الْمَوْعُوْدِ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ قَدْ جَآءَ وَمَضٰی اِمَامُنَا آمَنَّا وَصَدَّقْنَا

ترجمہ:۔تصدیق کرتا ہوں میں کہ بے شک مہدی موعودؑ اللہ کے خلیفہ آئے اور گئے وہ ہمارے امام ہیں ہم ان پر ایمان لائے اوران کی تصدیق کی۔

ایمان مجمل:۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَ سْمَائِهٖ وَ صِفَاتِهٖ وَ قَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْكَامِهٖ

ترجمہ:۔ ایمان لایا میں اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے سب احکام قبول کئے۔

ایمان مفصل:۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ حَق" لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ مَهْدِیُ مُرَادُ اللّٰهِ

ترجمہ: ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی اور برائی پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد زندہ ہونے پر کہ وہ حق ہے نہیں ہے کوئی معبود سوائے خدا کے محمد اللہ کے رسول ہیں مہدی اللہ کی مراد ہیں۔

☆☆☆

دوسرا باب

احکامِ شریعت وطریقت اور تاکید عمل کا بیان :

قرآن مجید میں جو خدائے تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جملہٗ احکام درج ہیں چاہے وہ شریعت سے متعلق ہوں یا طریقت سے ان میں باقتضاء حکمت اول الذکر احکام کی تفصیل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے بیان ہوئی ہے اور ثانی الذکر احکام کی صراحت حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنی زبان درفشاں سے فرمادی ہے۔ جو احکام متعلق بہ طریقت ہیں ان کو احکام ولایت بھی کہا جاتا ہے۔ احکام شریعت یہ ہیں۔ کلمہ یعنی خدا کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا' نماز پنجگانہ' روزۂ رمضان' زکوۃ اور حج۔ اس کے علاوہ حلال وحرام میں امتیاز بھی فرض ہے۔ (رسالہ صحبت صادقان) اور بعض علماء کے پاس علم کا سیکھنا بھی داخل فرائض ہے۔ حضرت امام غزالیؒ نے طلب علم کو فرض لکھا ہے (کیمیائے سعادت) مسلمانوں کے حقوق کی رعایت رکھنا دین کی تبلیغ کرنا دشمنانِ دین سے جہاد کرنا' فطروں کی ادائی اور ایام حج میں قربانی دینا' کبیرہ گناہوں سے بچنا بھی فرض وواجب ہے۔ ہر مسلمان پر حتی الامکان ان احکام پر عمل ضروری ہے کہ عمل ہی سے راہ نجات متعین ہوتی ہے۔ حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت متقی کے لئے ہے اگر چہ وہ غلام حبشی ہو اور دوزخ شقی کے لئے ہے اگر چہ وہ سید قریشی ہو (زادالناجی)

علاوہ فرض کے شریعت کے احکام کی مزید سات قسمیں ہیں۔ واجب' سنّت' مستحب' حلال' حرام' مکروہ اور مباح۔ فرض تو وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ اس میں فرض عین کی ادائی ہر عاقل وبالغ پر فرض ہے۔ جیسے نماز' روزہ اور فرض کفایہ کہ بعض ادا کرلیں سب کی جانب سے ساقط ہوجائے۔ جیسے نماز جنازہ لیکن اگر کوئی بھی اس فرض کو ادا نہ کرے تو سب گناہ گار ہوں گے۔ واجب جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا انکار کفر نہیں مگر بے ضرورت ترک کرنے والا گناہ گار ہے جیسے نماز وتر۔ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا عمل ہے اس کو بے ضرورت ترک کرنا قابل ملامت ہے۔ اس میں موکدہ سنت وہ ہے جس پر آنحضرت ﷺ کا ہمیشہ عمل رہا جیسے فجر کی سنت۔ اور غیر موکدہ کہ اس کو مستحب بھی کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے اس کو کبھی ادا فرمایا کبھی ترک کردیا جیسے فرض عشاء کے پہلے چار رکعت حلال پر عمل کرنا جائز اس کو حرام جاننا کفر ہے۔ اور حرام کو ترک کرنا واجب اور اس کا ارتکاب موجب عذاب اور اس کو حلال جاننا کفر ہے۔ مکروہ وہ فعل ہے جس کو کرنا

باعث کراہت ہے اس کا ترک موجب ثواب ہے اس میں مکروہ تحریمی حرام کے قریب ہے۔بغیر عذر اس پر عمل موجب گناہ ہے۔لیکن اس کا انکار کفر نہیں اور مکروہ تنزیہی وہ ہے جس کا ترک تو موجب ثواب ہے لیکن اس پر عمل گناہ کا سبب نہیں۔اور مباح وہ فعل ہے کہ نہ تو اس کے کرنے میں ثواب ہے نہ اس کے ترک کرنے میں عذاب (حمایت الاسلام)

حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کے زمانے ہی سے مسائل شرعی میں اختلاف پیدا ہو گیا اور جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا عقائد و عمل میں افتراق ہو کر رسول اللہ ﷺ کی اس پیشین گوئی کا ظہور ہوا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ''میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی (ترمذی) خود اہل سنّت میں مختلف مذاہب ہو کر ان کے یہ چار مذہب حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی تمام عالم میں پھیل گئے جنہوں نے بلحاظ اصول اشعری ماتریدی اور حنبلی طریقہ اختیار کیا۔مہدویہ کا مذہب بھی تقریباً انہی مذاہب کو حاوی و شامل ہے۔لیکن عقائد و مسائل شرعیہ میں جس بات کی قول یا فعل حضرت مہدی علیہ السلام سے تصریح ہو چکی ہو ہمارے لئے اس پر اعتقاد و عمل واجب ہے۔اگر ایسی کوئی توضیح و تصریح نہ ملے تو پھر جو مسئلہ فضیلت و عزیمت کا حامل ہو وہی ہمارا شعار ہو گا اس لئے ہم ان مذاہب میں کسی مذہب کے مقید نہیں ہیں بلکہ حسب فرمان حضرت مہدی علیہ السلام ہمارا مذہب کتاب اللہ اور اتباع محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔(عقیدہ شریفہ)

دین میں ایمان (اعتقادات) اسلام (احکام شریعت) اور احسان (احکام ولایت) یہ تینوں جز داخل ہیں۔جس طرح حضرت رسولِ خدا ﷺ نے اسلام یعنی احکامِ فرائض شریعت کی کامل طور پر تبلیغ فرمائی ہے اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام نے احکام احسان کی جن کا تعلق دیدارِ خدا سے ہے تبلیغ فرمائی اور آپ کی بعثت بھی انہی احکام کے اظہار کے لئے ہوئی ہے (عقیدہ شریفہ)

چونکہ آپ کی اتباع کا حکم احادیث متواتر المعنی سے ثابت ہے اور آپ خاتم دین اور خلیفۃ اللہ ہیں اس لئے یہ تمام احکام جو آپ نے ظاہر کئے ہیں احکام شریعت کے مانند واجب التعمیل اور فرض ہیں اور ان کا انکار کفر ہے۔بلکہ آپ کا بیان ہی شریعت حقیقی ہے۔بندگی عبدالملک سجاوندیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا قول اور فعل اور آپ کا کسی کام کو جائز ٹھیرانا یا حرام قرار دینا ہی دین محمدی ہے (سراج الابصار)

حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد دورِ صحابہ ہی سے نقلیات کی تدوین شروع ہو چکی تھی اور صحبت کے لزوم کی وجہ جو سختی سے عائد تھا ہر مرید اپنے مقتدا کے عمل و عقیدہ پر مستحکم رہتا اور وہ اپنے پیشرو کے عمل پر اس طرح یہ

سلسلہ حضرت مہدی علیہ السلام تک پہونچتا لیکن امتداد زمانہ کی وجہ یا فطرت انسانی کا اقتضاء ہی سمجھئے یہاں بھی جزوی طور پر اختلافات ظاہر ہوئے۔ اس لئے حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے جو احکام بیان فرمائے ہیں ان کی تعداد میں بھی اختلاف رونما ہوا کسی نے سبھی احکام کا شمار اصول میں کیا ہے کسی نے بعض کو اصل اور بعض کو ان کے فروعات میں گنا ہے۔ لیکن حضرت بندگی میاںؒ کے عقیدے میں جو احکام درج ہیں وہ آٹھ ہیں اور یہی احکام جملہ احکام ولایت کا اصل ہیں یعنی ترک دنیا' طلب دیدار خدا' ہجرت' صحبت' عزلت جس کو ماسوی اللہ سے پرہیز کرنا بھی کہتے ہیں ذکر دوام' توکل اور عشر پہلے چھ احکام کے تحت عقیدۂ شریفہ میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ہر مرد وزن پر طلب دیدار کو فرض کیا ہے اور ہجرت وصحبت سے باز رہنے والے پر آیات قرآنی سے منافقی کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اور ترک دنیا' عزلت اور ذکر دوام کے متعلق قرآن شریف کی آیتیں پیش کی ہیں۔ بعد کے دو احکام توکل اور عشر کا ذکر عقیدۂ شریفہ میں حصر ایمان کی آیت کے تحت موجود ہے۔ اور جن امور پر ایمان منحصر ہو ان پر عمل کرنا یقیناً فرض ہے۔ اس طرح ان آٹھ احکام کا ذکر عقیدہ شریفہ میں کردیا گیا ہے۔ یہ وہ فرائض ہیں جن کا تارک نماز' روزے کے تارک کے مانند ہے۔ (جامع الاصول) اور جب تک ان پر عمل نہ ہو حصولِ دیدار حق محال ومشکل ہے۔ جنت الولایت میں حضرت مہدی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا "مومن اس کو کہتے ہیں جو حق تعالیٰ کو دیکھنے والا ہو چشم سر سے یا چشم دل سے اگر اس درجے پر نہ پہونچا ہو تو طالب صادق رہے۔ اور معارج الولایت میں ہے کہ "اصحاب حضرت سید محمد مہدی علیہ السلام نے اس ذات سے تحقیق کی ہے کہ مومن اس کو کہتے ہیں جو خدا کو دیکھتا ہو یا چشم سر سے یا چشم دل سے یا خواب میں خدا کو دیکھے جو شخص یہ صفت نہ رکھے اور طلب کی صفت رکھتا ہو اس پر بھی آپ نے ایمان کا حکم کیا ہے" حضرت مہدی علیہ السلام نے طالب صادق اس کو کہا ہے جو غیر حق سے پلٹ کر مولیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ ہمیشہ خدا میں مشغول رہے' دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور اپنے سے نکل آنے کی کوشش میں رہے (عقیدہ شریفہ) یہی صفات گویا منجملہ فرائض ولایت کے ہیں اور ان پر عمل کی اس قدر تاکید ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ "قبولیت بندہ عمل ہے بغیر عمل کے قبولیت مردود" (شفاء المومنین) نیز آپ کی فرمان ہے کہ "تصدیق بندہ بینائی خدا" نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "جس نے میری حدیں توڑیں اس نے اپنی مرادیں توڑیں۔ (شرح عقیدہ)

ابواب ذیل میں انہی احکام شریعت اور طریقت کے متعلقہ مسائل کی وضاحت کی گئی ہے۔ اور چونکہ فرائض کا جاننا بھی فرض ہے اس لئے باب علم سے اس کا آغاز کیا گیا ہے۔

تیسرا باب

طلب علم کا بیان :

علم کی طلب ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے (کیمیائے سعادت) اس علم سے مراد یہ ہے کہ احکام وفرائض شریعت وطریقت کو کامل طور سے جانے مثلاً اگر کوئی شخص مسلمان ہوتو اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنی جاننا اور اہل سنت کے عقائد کا قبول کرنا فرض ہوجاتا ہے۔اور جب نماز کا وقت آئے تو اس کے ارکان وشرائط سے واقفیت حاصل کرے اور جب رمضان آئے تو روزہ کے مسائل سیکھے اور جو مالدار ہو سال بھر کے بعد زکوۃ کی مقدار اور مصارف اور شرائط معلوم کرے اور حج کے وقت اس کے احکام سیکھے اور نکاح کے وقت احکام نکاح سے واقفیت حاصل کرے۔کاسب کو کسب کے حدود کا جاننا منجملہ فرائض کے ہے اسی طرح حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق محبت سے کرنا اور فرائض طریقت سے آگاہ ہونا اور ذکر اللہ کی ماہیت کو جاننا اور بوقت ترک دنیا اس کے شرائط وحدود پوری طرح معلوم کرنا ہجرت وصحبت وغیرہ دیگر فرائض طریقت اور ان کے ضمنی اور متعلقہ احکام سے کما حقہ آگاہ ہونا اور خدائے تعالیٰ کی معرفت کا علم سیکھنا فرض ہے اور یہی علم فرائض ہے حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

تاآں علم فریضہ رانخوانی   تحقیق صفات حق ندانی

(نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

یعنی جب تک تو علم فرائض نہ پڑھے گا خدائے تعالیٰ کی صفات کو نہ جانے گا۔اور اس علم کے حاصل کرنے کی اس حد تک تاکید ہے کہ جو شخص پڑھا لکھا نہیں ہے اس کو چاہئے کہ دوسروں سے پوچھ کر ان مسائل سے واقف ہوجائے۔تاکہ احکام پر عمل درستی کے ساتھ ہوتا رہے (حاشیہ شریف)

معاملات کا علم اور احکام اور عقائد کو دلائل سے جاننا فرض کفایہ ہے کسی بستی میں ایک دو اگر ایسے آدمی ہوں تو کافی ہیں تاکہ کسی کے دل میں کوئی شبہہ پیدا ہو تو وہ ان سے رجوع کرسکے۔ایسا عالم اگر متقی پرہیزگار اور علمائے سلف کا متبع وفرمانبردار ہو تو اس سے علم سیکھنا اور اس کی صحبت میں رہنا باعث منفعت اور اس کی

زیارت وملاقات موجب سعادت ہے (کیمیائے سعادت) اورایسے عالم کا بڑا مرتبہ ہے منقول ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام جب کسی عالم کو دیکھتے تو اس کی تعظیم فرماتے تھے۔(سوانح مہدی موعودؑ)اورایسے علم کا سیکھنا جو مفید ہے سب کاموں سے اولیٰ ہے اور مفید وہ علوم ہیں جن سے دنیا کی حقارت اور عقبیٰ کی عظمت کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور جن سے آدمی آخرت کے منکروں اور دنیا داروں کی نادانی اور حماقت کو جانتا ہے(کیمیائے سعادت) یہی وجہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے تصوف کی بعض کتابوں کے پڑھنے کوسودمند بتلایا ہے جیسے مبتدی کے لئے ''انیس الغرباء(تصنیف حضرت شیخ نورؒ) اور مرغوب القلوب(تصنیف حضرت شمس تبریزیؒ) کا پڑھنا اور منتہی کے لئے ''زاد المسافرین'' اور ''نزہت الارواح'' (یہ دونوں کتابیں سادات حسینی کی تصنیف ہیں) کا مطالعہ (معارج الولایت) تاکہ طالب کے ذوق وشوق میں اضافہ ہوکراس کا دل دنیا سے متنفر ہوجائے۔لیکن جس علم سے ذکر دوام ساقط ہوایسے علم کے سیکھنے کی نقلیات میں ممانعت آئی ہے۔اوراس وقت تک کہ ذکراللہ کی مداومت اور کثرت سے باطن نہ کھل جائے علم ظاہر میں مشغول رہنے کو پسندنہیں کیا گیا۔ایک روز بندگی میاں نظامؒ کے ہاتھ میں کتاب دیکھ کر حضرت مہدی علیہ السلام نے پوچھا کہ کونسی کتاب ہے تو عرض کیا نزہت الارواح اورانیس الغرباء ہے حضرت مہدی علیہ السلام شاہ نظامؒ کے ہاتھ سے کتاب لے کر بی بی ملکانؒ کے گھر چلے گئے۔چندروز کے بعدوہی کتاب شاہ نظامؒ کے ہاتھ میں دے کرفرمایااب اپنے احوال کواس کتاب کے موافق کرو۔

(مولودمیاں عبدالرحمٰنؒ)

اسی طرح جوعلم دنیا کی طلب میں ڈال دے وہ بھی ممنوع ہے جوشخص کوئی معاش نہ رکھتا ہواورعلم کی طلب سے اس کا مقصود حصول دنیا ہوتو ایسا آدمی دوسروں کے لئے شیطان ہوجائے گا۔اوراس کے سبب سے بہت سے لوگ تباہ اور گمراہ ہوں گے۔اور جو جاہل اس کو مال حرام لیتے اور حیلے اور تاویلیں کرتے دیکھے گا دنیا حاصل کرنے میں اس کی اقتداء کرے گا اور صلاحیت کی بہ نسبت ضلالت لوگوں میں بہت پھیل جائے گی(کیمیائے سعادت) حضرت رسول خدا ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آدمیوں میں بڑا شریر آدمی کون ہے؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ''عالم جب فساد کرنے لگے'' عالم کا فساد یہ ہے کہ علم کے ذریعہ مال ودولت اور مرتبہ ومنزل حاصل کرے۔(المعیار) نیز حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ''جوشخص بہت پڑھتا ہے

بہت ہی ذلیل ہوتا ہے اور دنیا کی طلب میں پڑ جاتا ہے اور جو دنیا کو طلب نہ بھی کرے تو اس کو غرور بہت ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا جو کچھ بندہ کہتا ہے ویسا ہی کرو یعنی خدائے تعالیٰ کا ذکر کرو تا کہ اس کی بینائی حاصل ہو سکے (انصاف نامہ) حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں ''آخر زمانے میں میری امّت کی اولاد پر ان کے ماں باپ کی طرف سے ہلاکت ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ان کے مشرک ماں باپ کی طرف سے ہلاکت ہوگی تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کے مومن ماں باپ کی طرف سے کیونکہ وہ علم سیکھیں گے اور جب ان کی اولاد علم سیکھے گی تو اس کو علم دین سیکھنے سے منع کریں گے اور وہ اپنی اولاد سے اسباب دنیا کے سوا کسی اور چیز سے راضی نہ ہوں گے۔ اور جب ان کی دنیا درست ہو جائے گی تو اپنی اولاد کی آخرت بگڑنے کی پرواہ نہ کریں گے وہ لوگ مجھ سے جدا ہیں میں ان سے بیزار ہوں مگر یہ کہ توبہ کر لیں۔

(انصاف نامہ)

☆☆☆

چوتھا باب

طہارت کا بیان :

طہارت نصف ایمان ہے اور یہ چار قسم کی ہے اول ماسوی اللہ سے دل کو پاک کرنا' دوسرا درجہ حسد' تکبّر' ریا' حرص' عداوت' رعونت وغیرہ واخلاق ناپسندیدہ سے ظاہر دل کو پاک کرنا' تیسرا درجہ غیبت' جھوٹ' حرام کھانا' خیانت کرنا' نامحرم عورت کو دیکھنا اور جو گناہ ہیں جن سے جوارح یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہری اعضاء کو پاک رکھنا' چوتھا درجہ کپڑے اور بدن کو نجاست سے پاک رکھنا تاکہ رکوع وسجود وغیرہ ارکان نماز سے آراستہ ہوں (کیمیائے سعادت) اور اس چوتھے درجہ کی طہارت شرط نماز ہے۔

احکام نجاست

نجاست دو قسم کی ہے حقیقی و حکمی۔ اور حقیقی کے دو اقسام ہیں۔ غلیظہ اور خفیفہ' نجاست غلیظہ میں پیشاب' پائخانہ' شراب' حرام جانوروں کا پیشاب' منی' خون جاری' مرغی' بطخ' مرغابی کی بیٹ' اور قئے جو منہ بھر کر ہو اور گوبر اور لید داخل ہیں اگر یہ نجاست بقدر درہم کپڑے یا جسم پر لگ جائے تو اس کو پانی سے تین یا سات بار دھو کر پاک کرنا چاہئے۔ ورنہ نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور اس سے کم میں بغیر دھوئے نماز پڑھے تو نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اور اس سے زیادہ ہو تو نماز ہی نہ ہوگی۔ (درمختار)

حلال جانوروں کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ اور سوّر کتے اور دوسرے درندوں کا جھوٹا اور پسینہ نجاست خفیفہ میں داخل ہے اگر یہ کپڑے یا بدن پر بقدر چوتھائی حصہ کے لگ جائے تو معاف ہے اگر کسی کپڑے پر غلیظہ اور خفیفہ دونوں نجاستیں لگ جائیں اور اپنی اپنی مقدار معافی سے کم ہوں تو نجاست خفیفہ نجاست غلیظہ کے تابع ہوگی۔ (عالمگیری)

بلّی اور خانگی مرغوں اور باز وغیرہ شکاری پرندوں اور کوّے' چوہے' چپکلی وغیرہ خانگی جانوروں کا جھوٹا مکروہ ہے آدمی اور جانورانِ حلال کا جھوٹا اور پسینہ اور گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے۔ سوّر' کتا' ہاتھی اور سوائے بلّی کے دوسرے حرام چار پایوں کا جھوٹا نجس ہے (مالا بد منہ) اور شراب پینے والے کا جھوٹا پینے کے وقت اور جس شخص کا منہ خون آلود ہو اس کا جھوٹا ناپاک ہے۔ (سراج الوہاج)

سوّر اور کتے کے سوا دوسرے جانوروں کے چمڑے دباغت سے پاک ہوجاتے ہیں اور ان کے بال' ہڈیاں' کھر' سینگ' پٹھے پاک ہیں۔ پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جائیں جو دکھائی نہ دیں تو معاف ہیں (نورالھدایہ) نجس چیز کی راکھ پاک ہے۔ گدھا نمک میں گر کر نمک ہوجائے تو یہ نمک پاک ہے۔ کسی کپڑے کا استر نجس ہو اور ملا کر سیا ہوا نہ ہو تو اس پر نماز درست ہے۔ اسی طرح پاک اور ناپاک کپڑا ملا کر لپیٹ دیا جائے اور اس کی نجاست کا اثر اس پر ظاہر نہ ہو تو بھی اس پر نماز جائز ہے۔ (نورالھدایہ)

نجاست حکمی وہ ناپاکی ہے جو بظاہر نظر نہیں آتی مگر وہ حکماً ناپاکی کہلاتی ہے اس کے دو قسم ہیں حدث اصغر اور حدث اکبر۔ پہلی نجاست وضو سے دور ہوجاتی ہے دوسری غسل سے۔

پانی کے مسائل

بارش' سمندر اور بڑے بڑے تالابوں' جھیلوں اور کھاڑیوں کا پانی پاک ہے۔ اور آب جاری یعنی بہتا پانی بھی پاک ہے۔ جو تنکے کو بہالے جائے مگر یہ کہ جہاں سے اس کا بہاؤ شروع ہوتا ہے وہ کوئی نجس مقام نہ ہو جیسے گھوڑ بدروح وغیرہ اور آب کثیر یعنی ایسے حوض اور چشمے کا پانی بھی پاک ہے جو دہ دردہ یا اس سے زائد ہو یعنی طول وعرض میں دس دس گز شرعی یا سات سات ہاتھ ہو اور اس کی گہرائی اتنی ہو کہ چلّو سے پانی اوپر اٹھانے پر زمین کھل نہ جائے اس سے کم مقدار آب قلیل ہے بقدر ضرورت قلّتین یعنی ایسے چشمے کا پانی بھی پاک ہے جو طول عرض و گہرائی میں سوا سوا ہاتھ ہو کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ایک دفعہ ایسے پانی میں وضو کیا ہے (دینیات مہدویہ) اور آب جاری اور آب کثیر جب تک رنگ یا بو یا مزہ متغیر نہ ہو ناپاک نہیں ہوتا اور مذہب مالکی میں آبِ قلیل کا بھی یہی حکم ہے۔ (ہدایہ واحیاء العلوم) آب کثیر میں ایسی نجاست گرنے سے جو نظر نہ آئے جیسے شراب یا پیشاب وغیرہ وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا اور جس ناپاک حوض میں پاک پانی داخل ہو کر وہ بہنے لگے تو اس کا پانی پاک ہوجائے گا۔ اور جو حوض دہ دردہ سے کم ہو اگر اس کے ایک طرف سے پانی آ کر دوسری طرف سے نکل جائے تو وہ آب جاری کے حکم میں ہے۔ (نورالہدایہ) اگر کسی چھوٹی نہر میں کتّا بیٹھ جائے یا مردار گر جائے یا پرنالے میں نجاست گر پڑے اور بارش میں چھت کا پانی اس پرنالے سے رواں ہو اور اکثر پانی کسی کتّے یا نجاست سے متاثر ہو تو نجس ہے۔ ورنہ پاک ہے (مالابدمنہ) پانی میں ایسے کیڑے جن میں خون نہیں جیسے مکھّی' چیونٹی' جھینگر وغیرہ یا پانی میں رہنے والے جانور جیسے مینڈک' مچھلی

وغیرہ مرجائیں تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔البتہ جنگلی مینڈک جس کی انگلیوں کے درمیان بط کے مانند پردہ نہیں ہوتا مرنے سے پانی ناپاک ہوگا۔(غایۃ الاوطار)

کنویں کے مسائل

کنویں میں کوئی نجاست گرجائے تو جب تک اس کا پانی نہ نکالا جائے وہ پاک نہیں ہوتا لیکن اونٹ' بکری کی ایک دو مینگنیاں یا کبوتر یا چڑیا کی بیٹ سے وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا (غایۃ الاوطار) کنوئیں میں کوئی جانور گر کر مرجائے اور پھول جائے یا ریزہ ریزہ ہوجائے یا کوئی آدمی یا کبیر الاندام جانور مثلاً بکری گر کر مرجائے تو پورا پانی نکالنا چاہئے۔(عالمگیری) ورنہ چڑیا یا چوہا یا اس کے مانند کوئی جانور گر کر مرے تو بیس سے تیس ڈول تک اور اگر کبوتر یا مرغی یا بلّی یا اس کے مانند کوئی جانور گر کر مرے تو چالیس سے ساٹھ ڈول تک پانی نکالنا کافی ہے۔جو جانور بلّی اور بکری کے درمیان میں ہیں وہ بلّی کا حکم رکھتے ہیں اور متوسط اور کبیر الاندام کے درمیان حکم متوسط کا جاری ہوگا۔البتہ تین چوہے ایک بلّی' کا حکم رکھتے ہیں۔چھ چوہے اور دو بلّیاں ایک بکری کا حکم رکھتے ہیں۔آدمی اور بکری کا بچہ اپنے بڑے کا حکم رکھتا ہے (غایۃ الاوطار) اور جس کنوئیں میں کوئی جانور گر کر مرے تو پہلے اس جانور کو نکالنا چاہئے ورنہ پانی پاک نہ ہوگا لیکن اگر وہ چیز غائب ہو یا اس کا نکالنا غیر ممکن ہو جیسے ناپاک لکڑی یا نجس کپڑے کے ٹکڑے تو یہ چیزیں کنوئیں کے ساتھ ہی پاک ہوجائیں گی (عالمگیری) اگر کوئی جانور کسی مٹکے یا گھڑے میں گر کر مرجائے اور وہ پانی کنوئیں میں ڈال دیا جائے تو اس جانور کے کنوئیں میں گر کر مرجانے پر جو حکم اس کنوئیں پر عائدہ ہوتا تھا وہی حکم اس پانی کے کنوئیں میں ڈالدینے پر جاری ہوگا (عالمگیری) اگر کنوئیں میں جھرّہ ہونے کی وجہ اس کا پورا پانی نکالنا ممکن نہ ہو تو اس قدر پانی نکالنا چاہئے جتنا اس کنوئیں میں ہے اور پانی کی مقدار معلوم کرنے کے لئے دو متقی آدمیوں کے قول پر عمل کرنا چاہئے جن کو پانی کا اندازہ خوب معلوم ہو (نور الہدایہ) ڈول وہی معتبر ہے جو اوسط ہو اور جس کا اس شہر میں رواج ہو۔جس میں کم سے کم تین سیر پانی آئے اس سے بڑا ڈول ہو تو حساب کر کے برابر کرلیں اور ڈول پھٹا ہوا ہو اور کنوئیں سے اوپر آنے تک نصف سے زائد پانی چلے جائے تو درست نہیں آدھے سے کم پانی گرے تو جائز ہے۔(غایۃ الاوطار) اگر کسی کنوئیں میں کوئی جانور گر کر مرجائے اور اس کے گرنے کا وقت معلوم نہو تو اس پانی کو ایک رات اور ایک دن سے ناپاک خیال کر کے ایک روز کی نمازوں کا اعادہ کرنا

چاہئے۔ اگر پھول اور پھٹ جائے تو تین رات اور تین دن سے اس کو ناپاک سمجھیں اور تین دن کی نمازوں کا اعادہ کریں بشرطیکہ اس پانی سے وضو یا غسل کرکے نمازیں ادا کی گئی ہوں (عالمگیری)

استنجا کا بیان

اگر کوئی آدمی صحرا میں ہو تو بوقت پیشاب و پائخانہ لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو جائے اور بیٹھنے سے پہلے شرمگاہ نہ کھولے اور آفتاب و مہتاب کی جانب رخ نہ کرے اور قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کرے لیکن اگر پائخانہ میں ہو تو درست ہے میوہ دار درخت کے نیچے اور کسی بل میں پیشاب پائخانہ نہ کرے سخت زمین پر اور ہوا کے رخ پر پیشاب نہ کرے اور بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے پائخانہ میں داخل ہونے سے پہلے یہ پڑھ لے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الرِّجسِ النَّجَسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

ترجمہ:۔ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ناپاکی' نجاست' خباثت اور شیطان مردود سے داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھے اور جس چیز پر خدا کا نام ہو اسے ساتھ نہ لے جائے۔ اور پیشاب' پائخانہ کو ننگے سر نہ جائے اور بوقت پیشاب' پائخانہ ذکر اللہ دل ہی دل میں کرتا رہے۔ (اساس المصلیٰ) نہر یا کنوئیں یا حوض یا چشمے کے کنارے یا اس کے نیچے جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں اور مسجد اور عیدگاہ کے آس پاس اور قبرستان میں بول و براز مکروہ ہے۔ جب فارغ ہو جائے تو پاکی حاصل کرے اور یہ اس چیز سے مسنون ہے جو نجاست دور کر سکے جیسے پانی' پتھر' ڈھیلا' لکڑی پرانی' کھال' دیوار' زمین' ریت وغیرہ لیکن ہڈی' لید' خشک براز' جلی ہوئی اینٹ' ٹھکری' جانوروں کے چارے' نفع دینے والی اور حرمت والی چیز سے اور کاغذ سے خواہ وہ سادہ ہو اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے اور آب زم زم اور کانچ اور کوئلے سے استنجا مکروہ ہے۔ (غایۃ الاوطار) صرف پانی یا صرف ڈھیلوں پر اکتفا کرنے سے سنت ادا ہو جاتی ہے۔ لیکن دونوں کو جمع کرنا افضل ہے۔ اور جب استنجا کرنا چاہے تو طاق ڈھیلوں سے کرے موسم سرما میں پہلا ڈھیلا پیچھے کی جانب سے آگے کو لائے اور دوسرا آگے سے پیچھے لے جائے۔ تیسرا پیچھے سے آگے کو لائے اور موسم گرما میں اس کے برعکس کرے لیکن عورت ہر موسم میں پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو لائے اور دوسرا آگے سے پیچھے کو لے جائے پھر پیشاب کی جگہ ڈھیلے سے خشک کرلے ڈھیلوں سے پاک کرنے کے بعد پانی سے دھو ڈالے فراغت کے بعد جب پاخانہ سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَبْقٰی فِیْ جَسَدِیْ مَا یَنْفَعَنِیْ

ترجمہ:۔ خدا کی حمد ہے کہ اس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز دور کردی اور میرے جسم میں وہ چیز باقی رکھی جو میرے لئے نفع بخش ہے۔

وضو کا بیان

وضو ہر نماز کے لئے فرض ہے اور طواف کعبہ اور مسِ مصحف کے لئے واجب ہے۔(غایۃ الاوطار) جو شخص نماز جنازہ کی نیت سے وضو کرے اور فرض نماز کا وقت آ جائے تو تازہ وضو کرے کیونکہ نماز کے لئے وضو فرض ہے (حرز المصلین) ایسے امور کی ادائی کے وقت جو مستحب ہیں وضو بھی مستحب ہے جیسے تلاوت قرآن' اذاں' اقامت' خطبہ نکاح وغیرہ (غایۃ الاوطار) اور ہمیشہ باوضو رہنا بھی مستحب ہے اور صالحین کا طریقہ ہے۔

وضو میں چار فرض ہیں پیشانی سے تھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک منہ دھونا' دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا' چوتھائی سر کا مسح کرنا اور دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھونا اگر ان اعضاء میں کوئی عضو ناخن برابر بھی خشک رہے تو وضو نہ ہوگا۔ وضو کی نیت' ترتیب سے وضو کرنا' پے در پے اعضاء کا دھونا' بسم اللہ کہنا' ناک میں پانی لینا' پورے سر کا مسح کرنا' دونوں ہاتھ کلائی تک دھونا' مسواک کرنا' کلی کرنا' ہر عضو کو تین بار دھونا' ہاتھ اور پیر کی انگلیوں میں خلال کرنا' گردن اور کانوں کا مسح کرنا سنت ہے۔(نور الہدایہ) بوقت وضو قبلہ رو بیٹھنا' انگشتری پھیرنا' دنیا کی بات نہ کرنا' اونچی جگہ بیٹھنا مستحبات وضو ہیں (غایۃ الاوطار) ننگے سر وضو کرنا' وضو کرتے ہوئے دنیا کی بات کرنا' منہ پر ہاتھ مارنا یا ہاتھ جھٹکنا' دھوپ کے جلے ہوئے پانی سے وضو کرنا' پانی بہت خرچ کرنا' اور تین مرتبہ سے زیادہ اعضاء کا دھونا مکروہ ہے۔ (کیمیائے سعادت)

وضو کی نیت:۔ نَوَیْتُ اَنْ اَتَوَضَّا لِلّٰہِ تَعَالیٰ رَفْعًا لِلْحَدَثِ وَاِسْتِبَاحَۃً لِلصَّلٰوۃِ

ترجمہ:۔ "میں نے نیت کی اللہ تعالیٰ کے لئے وضو کی حدث کو دور اور نماز کو مباح کرنے کے لئے"

وضو کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رخ بیٹھے پہلے مسواک کرے کہ مسواک کے ساتھ ایک نماز بغیر مسواک کے ستر نمازوں سے ثواب میں بڑھ کر ہے (غایۃ الاوطاد) اس سے فارغ ہو کر وضو شروع کرے اور یہ پڑھے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ وَالۡحَمۡدُلِلّٰهِ عَلٰى دِيۡنِ الۡاِسۡلَامۡ

(میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت بلند مرتبہ وعظمت والا ہے اور اللہ کی حمد ہے دین اسلام کے لئے)

پھر دونوں ہاتھ کلائی تک تین مرتبہ دھوئے اور اَللّٰهُمَّ احۡفَظۡنِىۡ يَدَىَّ عَنۡ اِرۡتِكَابِ الۡمَعَاصِىۡ وَالۡمَلاَهِىۡ (یا اللہ میرے دونوں ہاتھوں کو گناہوں اور برے کاموں میں مرتکب ہونے سے بچا) پڑھے اور انگلیوں میں خلال کرے اور انگوٹھی ہاتھ میں ہو تو اس کو پھرالے پھر تین مرتبہ کلی کرے اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىۡ عَلٰى تِلاَوَةِ الۡقُرۡآنِ وَذِكۡرِكَ وَشُكۡرِكَ وَحُسۡنِ عِبَادَتِكَ (یا اللہ میری مدد کر قرآن کی تلاوت اور تیرے ذکر وشکر اور حسن عبادت پر) پھر تین مرتبہ ناک میں پانی لے اور ناک کو بائیں ہاتھ سے صاف کرے اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ ارۡحَنِىۡ رَائِحَةِ الۡجَنَّةِ (یا اللہ سونگھا مجھ کو جنت کی بو) پھر تین بار منہ دھوئے اور یہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ بَيِّضۡ وَجۡهِىۡ يَوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهُ اَوۡلِيَاءَ (یا اللہ میرا منہ روشن کر جس دن تیرے دوستوں کے منہ روشن ہوں گے) اور داڑھی میں تین بار انگلیوں سے خلال کرے پھر کہنی تک تین بار سیدھا ہاتھ دھوئے اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اَعۡطِنِىۡ كِتَابِىۡ بِيَمِيۡنِىۡ وَحَاسِبۡنِىۡ حِسَابًايَسِيۡرًا (یا اللہ میرے سیدھے ہاتھ میں میرا اعمال نامہ عطا کر اور مجھ سے آسان حساب لے) پھر بایاں ہاتھ تین بار دھوئے اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ لاَ تُعۡطِنِىۡ كِتَابِىۡ بِشِمَالِىۡ وَلاَ مِنۡ وَّرَآءِ ظَهۡرِىۡ (یا اللہ میرے بائیں ہاتھ میں میرا اعمال نامہ مت عطا فرما اور نہ پشت کی جانب سے) پھر اپنے ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے پاؤ سر کا مسح کرے اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِىۡ تَحۡتَ ظِلِّ عَرۡشِكَ يَوۡمَ لاَ ظِلِّ اِلاَّ ظِلِّ عَرۡشِكَ (یا اللہ مجھ کو اپنے عرش کے سایہ کے تلے سایہ کر جس دن کہ کوئی سایہ سوائے تیرے عرش کے سایہ کے نہ ہوگا) اور پگڑی یا عمامہ سر سے نہ نکالے کیونکہ یہی طریقہ سنت ہے (نور الہدایہ) پھر کانوں کا مسح کرے اور پڑھے اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡنِىۡ مِنَ الَّذِيۡنَ سَيَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ فَيَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَهٗ (یا اللہ مجھ کو ان لوگوں میں کر دے جو بات سنتے ہیں اور پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں) پھر گردن کا مسح کرے اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اعۡتِقۡ رَقۡبَتِىۡ مِنَ النَّارِ (یا اللہ میری گردن دوزخ سے آزاد کر) پھر دونوں پیر ٹخنوں تک تین تین بار دھوئے اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتۡ قَدَمِىۡ عَلٰى صِرَاطِ يَوۡمَ تَزِلُّ الۡاَقۡدَامِ (یا اللہ پل صراط پر مجھ کو ثابت قدم رکھ جس دن کہ پاؤں لغزش کریں گے) اور پیر کی انگلیوں میں خلال کرے۔

بعد ختم وضو کلمہ شہادت پھر کلمہ تصدیق پڑھے اور یہ دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

(یا اللہ مجھ کو توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں اور اپنے صالح بندوں میں سے کردے جن کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے) (ترمذی) اس کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورۂ قدر تین بار پڑھے) (حزر المصلین) گردنہ جمنے کے خیال سے ہاتھ منہ پونچھ لینا یا اس نیت سے منہ نہ پونچھنا کہ عبادت کا اثر دیر تک رہے دونوں باتیں جائز ہیں (کیمیائے سعادت)

شکنندۂ وضو

ایک وضو سے کئی نمازیں درست ہیں جب تک وضو نہ ٹوٹے وضو توڑنے والی چیزیں یہ ہیں پیشاب' پائخانہ' یا خون یا پیپ کا جسم سے نکلنا پیچھے کی راہ سے ہوا کا نکلنا' یا آگے اور پیچھے کی راہ سے کوئی چیز نکلنا جیسے کیڑا وغیرہ' مذی' ودی' منی' قطرہ بول' منہ بھر قئے کرنا چاہے ایک دفعہ ہو یا کئی دفعہ تھوڑی تھوڑی' کڑوا پانی کھانا یا جما ہوا خون منہ سے نکلنا' ٹیکا لگا کر سونا' رکوع سجدہ والی نماز میں بالغ آدمی کا قہقہہ مار کر ہنسنا' نماز جنازہ میں یا سجدۂ تلاوت میں قہقہہ مار کر ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ وہ نماز اور سجدہ باطل ہوگا اور مباشرت فاحشہ یعنی دو آدمیوں کا ننگے ہو کر ملنا چاہے دو مرد ہوں یا دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت اور دیوانگی مستی (نشہ) اور بیہوشی آنکھ ناک کان وغیرہ سے درد کے ساتھ پانی برآمد ہونا (غایۃ الاوطار) لیکن آنسو اور پسینہ سے وضو نہیں ٹوٹتا (درمختار) بے پردہ مس ذکر اور عورت کو چھونے سے سوائے امام اعظمؒ کے دیگر ائمہ کے پاس وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور امام احمدؒ کے پاس اونٹ کا گوشت کھانے سے بھی وضو ٹوٹتا ہے۔ اور ان سب سے احتیاط اولیٰ ہے (مالا بدمنہ) اگر وضو کرتے ہوئے کسی عضو کے دھونے نہ دھونے کے متعلق شک پیدا ہوا اور شک اس کی عادت میں داخل نہ ہو تو اعادہ کرے ورنہ ضرورت نہیں (غایۃ الاوطار)

مسح خفین

وضو میں خفین پر مسح جائز ہے اور خفین وہ موزے ہیں جو چمڑے یا بانات کے ہوں جن کو پہن کر بلا تکلف چل پھر سکیں۔ وضو کر کے جو شخص ایسے موزے پہن لے اگر وہ مقیم ہے تو ایک رات دن اور مسافر ہے تو تین

رات دن تک پیر دھونے کے بجائے ان پر مسح کر لے سکتا ہے۔موزے اتنے ہونے چاہیں کہ ٹخنے ڈھب جائیں تین انگل سے زیادہ پھٹے ہوئے موزے پر مسح درست نہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو تر کر کے ان کی پانچوں انگلیاں معہ ہتھیلیوں کے دونوں پیروں کے موزوں کے اگلے حصہ پر رکھ کر پنڈلی کی جانب کھینچے سیدھا ہاتھ سیدھے پیر پر اور بایاں ہاتھ بائیں پیر پر ہو اگر صرف تین انگلیاں رکھ کر کھینچے گا تو فرض ادا ہو جائے گا سنت ادا نہ ہوگی (عالمگیری) اگر ایک یا دونوں موزے پاؤں سے نکل جائیں تو مسح باطل ہو جائے گا۔اور غسل کی صورت میں مسح خفین درست نہیں پاؤں دھونا چاہئے۔جبرہ یعنی اس پٹی پر جو ٹوٹے ہوئے اعضاء پر باندھی جائے۔اور خرفہ یعنی اس پھاہے پر بھی جو زخم یا پھوڑے پر لگایا جائے تر ہاتھ سے مسح کر لینا جائز ہے بشرطیکہ ان کے نکالنے سے نقصان ہوتا ہو۔چاہے پٹی وضو کے پہلے باندھی گئی ہو یا بعد اگر پٹی زخم درست ہونے کے پہلے بھی گر جائے تو مسح باطل نہیں ہوتا۔(درمختار)

غسل کا بیان

موجبات غسل یہ ہیں جماع کرنا اور بے جماع کئے انزال ہونا خواہ سوتے میں ہو یا جاگتے میں اور عورت کے لئے حیض ونفاس کے بند ہونے پر (مالا بدمنہ) اگر کسی آدمی کے اکثر حصۂ جسم پر نجاست لگ جائے یا کوئی کافر مسلمان ہو تو غسل واجب ہے اور میت کو غسل دینا بھی واجبات سے ہے۔اور نماز جمعہ وعیدین کے لئے' احرام کے لئے وقوف عرفات کے لئے غسل سنت ہے۔مکہ معظّمہ یا مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت اور شب قدر میں غسل مستحب ہے (غایۃ الاوطار) اور غرغرہ کرنا' ناک دھونا اور تمام جسم کا دھونا فرائض غسل ہیں (نورالھدایہ) دونوں ہاتھ دھونا جسم سے نجاست دور کرنا' وضو کرنا' تین بار جسم پر سے پانی بہانا' اور نیت کرنا غسل کی سنتیں ہیں۔(مالا بدمنہ) اور غسل کی نیت یہ ہے۔

نَوَيۡتُ اَنۡ اَغۡتَسَلَ مِنۡ غُسۡلِ الۡاِحۡتَلَامِ رَفۡعًا لِلۡحَدَثِ وَ اِسۡتِبَاحَةً لِّلصَّلٰوةِ فَرَضَ اللّٰهُ تَعَالٰى

ترجمہ:۔میں نے نیت کی ہے کہ احتلام کا غسل کروں رفع حدث اور اباحت نماز کے لئے جو کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے۔

اگر احتلام کے بجائے دوسرا غسل ہو تو وہی نام لے جیسے الجنابۃ وغیرہ اور فرض کے بجائے غسل سنت یا

مستحب ہوتو فرض اللہ تعالیٰ کے الفاظ نہ کہے نیت کے بعد کلمہ شہادت اور کلمہ تصدیق پڑھے اور غسل کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً دونوں ہاتھ دھوئے پھر جسم سے نجاست دور کرے پھر تمام جسم اس طرح دھوئے کہ ایک بال بھی خشک نہ رہے پھر وضو کرے پھر غسل کی نیت کرے اور تین بار سر پر پھر تین بار سیدھے منڈھے پر پھر تین بار بائیں مونڈھے پر پانی بہائے ۔غسل کے بعد مکرر وضو کرنا درست نہیں بلکہ خلاف سنت ہے۔(مشکوۃ شریف)بوقت غسل عورتوں کو اپنی چوٹی کھولنا ضروری نہیں بلکہ بالوں کی جڑوں کو بھگو دینا کافی ہے۔مگر کھولنا داخل تقویٰ ہے۔جس پر غسل فرض ہے۔اس کا قبل از غسل اپنی عورت سے صحبت کرنا یا کھانا پینا یا سونا مکروہ نہیں ہے۔(غایۃ الاوطار) لیکن حالت ناپاکی میں بقصد قراءت قرآن پڑھنا اور اس کو چھونا اور مسجد میں جانا اور طواف کعبہ کرنا جائز نہیں (مالا بد منہ) جو باتیں وضو میں سنت یا مستحب یا مکروہ ہیں وہ غسل میں بھی سنت، مستحب ومکروہ ہیں اور غسل میں اعضاء کا اچھی طرح ملنا اور اونچی جگہ بیٹھ کر غسل کرنا بھی مستحب ہے اور غسل کے پانی میں اسراف جائز نہیں۔اس کی مقدار ایک صاع یعنی سوا دو سیر (موجودہ پیمانہ تقریباً سوا دو کیلو) پانی کی ہے مگر جاری پانی میں اسراف نہیں ہے۔(غایۃ الاوطار)

تیمم کا بیان

اگر پانی دستیاب نہ ہو یا پانی کے استعمال سے مرض کے پیدا ہونے یا بڑھنے کا اندیشہ ہو تو بجائے غسل یا وضو کے تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔اور پانی کے دستیاب نہ ہونے کی صورتیں یہ ہیں کہ پانی دو میل پونے تین کلومیٹر دور ہو یا پانی کے پاس کوئی درندہ یا موذی جانور یا دشمن ہو جس سے ہلاکت کا خوف ہو یا پانی ایسی باؤلی میں ہو جس کو سیڑھیاں نہ ہوں اور اپنے پاس ڈول رسی نہ ہو یا پانی قیمت سے ملے اور قیمت کی ادائی پر قدرت نہ ہو اور نیت کرنا اور پاک مٹی پر دو مرتبہ دونوں ہاتھ مار کر پہلی مرتبہ منہ پر ملنا دوبارہ ہاتھوں پر کہنیوں تک ملنا فرض ہے۔(نور الہدایہ) اور بوقت ضرب انگلیوں کو کشادہ رکھنا اور ہاتھوں کو زمین پر آگے اور پیچھے کھینچنا اور بسم اللہ کہنا سنت ہے اور نیت تیمّم کی یہ ہے۔

نَوَیْتُ اَنْ اَتَیَمَّمَ رَفْعًا لِّلْحَدَثِ وَاِسْتِبَاحَةً لِّلصَّلٰوةِ

ترجمہ:۔میں نیت کرتا ہوں کہ تیمّم کروں حدث کو دور کرنے اور نماز کو مباح کرنے کے لئے

اور اسباب شکنندۂ وضو سے اور پانی پر قدرت حاصل ہونے سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے اور ایک تیمّم سے کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔(مالا بد منہ)

احکام حیض ونفاس اور استحاضہ

نوسال کی عمر سے لے کر ساٹھ سال کی عمر تک عورت کو جو خون ہر ماہ جاری رہتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں اس کی مدت کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن کی ہے۔اور حیض سے پاک ہونے کو طہر کہتے ہیں اگر تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ خون جاری ہو یا نوسال سے کم اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر والی عورت کو خون جاری ہو تو وہ حیض نہیں استحاضہ ہے۔کسی عورت کو زجگی کے چالیس روز کے بعد بھی خون جاری رہا یا ایام حمل میں خون جاری ہوا تو وہ بھی استحاضہ ہے اسی طرح کسی عورت کو عادت سے زیادہ دنوں تک خون رہا اگر یہ مدت دس دن سے زیادہ ہے تو جتنے دن زیادہ خون آیا ہے وہ استحاضہ میں شمار ہوں گے۔(شرح وقایہ)جو خون زجگی کے بعد یا زجگی سے تین دن پہلے سے جاری ہوتا ہے وہ نفاس ہے اس کی آخر مدت چالیس دن ہے۔ایام حیض ونفاس میں عورت سے صحبت حرام ہے۔جب تک کہ عورت پاک ہونے پر غسل نہ کرے یا خون کے بند ہونے کے بعد ایک نماز کا وقت نہ گزر جائے اگر کوئی شخص غلطی سے حیض کے دنوں میں عورت سے قربت کر بیٹھے تو بطور کفارہ نصف دینار (سوا دو ماشہ سونا) خیرات کرے (ترمذی) حالت استحاضہ میں صحبت جائز ہے (نور الہدایہ) ایام حیض ونفاس میں عورت کو نماز روزہ معاف ہے مگر بعد پاکی روزوں کی قضاء کر لینی چاہئے ایسی عورت کو کعبہ کا طواف کرنا یا مسجد میں داخل ہونا قرآن پڑھنا اور اس کو چھونا جائز نہیں۔استحاضہ والی عورت کو نماز روزہ کی ممانعت نہیں ہے۔(مالا بد منہ) خون حیض ونفاس کے بند ہونے پر غسل کرنا فرض ہے۔

☆☆☆

پانچواں باب

نماز کا بیان :

روزانہ پانچ وقت فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہے۔ اور نماز وتر امام اعظمؒ کے پاس واجب اور ائمہ ثلاثہ کے پاس سنت ہے۔ لیکن امام زفرؒ نے اس کو بھی فرض کہا ہے اگر کوئی کافر مسلمان ہوجائے یا لڑکا بالغ ہوجائے یا مجنون عاقل ہوجائے یا عورت حیض ونفاس سے پاک ہوجائے اور وقت نماز بقدر تحریمہ باقی ہے تو اس وقت کی نماز اس پر فرض ہوگی حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ ''کفر اور اسلام میں فرق نماز کا ہے'' (مواعظ حسنہ)

اوقات نماز

نماز فجر کا وقت طلوع صادق سے آفتاب کا کنارہ نظر آنے تک ہے (نماز فجر طلوع کے سات منٹ پیشتر تک پڑھ سکتے ہیں) اس نماز کو اول وقت تاریکی میں پڑھ لینا ہی افضل ہے۔ (غنیتہ الطالبین) حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؒ نے اپنے تابعین کو فجر کی نماز اول وقت پڑھ لینے کی تاکید فرمائی ہے (اخبار الاسرار) حنفیہ کے پاس نماز فجر کا آغاز جس وقت ہوتا ہے شافعیہ کے پاس اسکے ۵۵ منٹ پہلے ہی اس نماز کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ عصر کا وقت بھی برخلاف حنفیہ کے شافعیہ کے پاس ایک گھنٹہ پہلے شروع ہوتا ہے لیکن انصاف نامہ میں فجر کی نماز کا روشنی میں پڑھنا افضل بیان کیا گیا ہے۔

ظہر کی نماز کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہر چیز کا سایہ سایۂ اصلی کے سوا دو چند ہونے تک ہے۔ اول وقت اس نماز کا پڑھنا افضل ہے لیکن موسم گرما میں تاخیر مستحب ہے۔

ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے اور اس میں سورج کے متغیر ہونے تک تاخیر مستحب ہے (کبیری) (ایک بار ام المومنین ام سلمہؓ نے اپنے زمانے کے لوگوں کو مخاطب کر کے تنبیہاً فرمایا کہ '' آنحضرت ﷺ ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو'' (مسند ابن حنبل) لیکن آفتاب زرد ہونے کے بعد عصر کا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (درمختار) اور ایک قول یہ ہے کہ اول وقت میں اس نماز کا پڑھنا افضل ہے۔ (غنیۃ الطالبین، مالا بدمنہ)

نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب کے بعد سے شفق سفید کے غائب ہونے تک ہے۔اور اس نماز میں جلدی مستحب ہے حتی کہ ستاروں کے کثرت سے نمودار ہونے کے بعد یہ نماز مکروہ تنزیہی ہے(مالا بدمنہ) اور اس کے بعد سے عشاء کا وقت شروع ہو کر صبح صادق تک رہتا ہے۔اور امام شافعیؒ کا قول ہے کہ اول وقت اس نماز کا پڑھ لینا افضل ہے(غنیۃ الطالبین)

نماز وتر کا وقت نماز عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔اور اکثر اس کو نماز عشاء کے ساتھ ہی پڑھ لیتے ہیں ہر نماز کی ادائی وقت پر ہی مناسب ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ایسی ہی تاکید فرمائی ہے۔(نقلیات میاں سید عالمؒ) طلوع اور غروب آفتاب اور استواء کے وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے۔اور نماز فجر اور عصر کے بعد نفل نماز مکروہ ہے۔مگر غروب آفتاب کے وقت صرف اس روز کی نماز عصر جائز ہے۔(نورالہدایہ)

اذاں

بروقت نماز ادا و قضاء اذاں سنت ہے مسافر کو اذاں کا ترک کرنا مکروہ ہے۔جو شخص گھر میں نماز پڑھ لے شہر کی اذاں اس کو کافی ہے اذاں کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ   اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر

اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ   اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ   اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰواۃ حَیَّ عَلَی الصَّلٰواۃ   حَیَّ عَلَی الْفَلاَحُ   حَیَّ عَلَی الْفَلاَحُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ   لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ

ترجمہ:۔اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں' آؤ نماز کی طرف آؤ نماز کی طرف' آؤ بھلائی کی طرف آؤ بھلائی کی طرف' اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اور صبح کی اذاں میں حَیَّ عَلَی الْفَلاَحُ کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیرٌ" مِّنَ النَّوْم (نماز نیند سے بہتر ہے) دو مرتبہ کہے اذاں سننے کے بعد اس کا جواب واجب ہے یعنی اذاں سن کر سب کام چھوڑ دے یہاں تک کہ

تلاوت قرآن بھی ترک کردے اور مسجد کو چلا جائے یہی اس کا جواب ہے اور اس کی اس قدر تاکید ہے کہ اذاں ہوجانے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کھانا نہ کھاتے (معارج الولایت) اور صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین کا بھی یہی عمل تھا کہ اگر وہ کسی کام میں رہتے اور اذاں ہوجاتی تو اس کام کو چھوڑ دیتے' اگر کھانا کھاتے رہتے تو کھانے پر سے اٹھ جاتے (حاشیہ شریف) حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کاسب اذاں سننے کے بعد کام نہ کرے اگر کریگا تو وہ کسب حرام ہوگا (حاشیہ شریف) یہ تو عملی جواب تھا لیکن زبان سے جواب دینا بھی مستحب ہے جب اذاں سنے تو یہ کہے لبیک دعوتک الحق جل جلالہ عمّا نوالہ (حاضر ہوں میں تیری دعوت حق ہے اس کا جلال بہت بڑا ہے اس کی بخشش عام ہے) پھر جو موذن کہے وہی الفاظ کہے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ وحَیَّ عَلَی الْفَلَاحْ کے الفاظ سن کر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم سن کر صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ (تو صادق اور نیکوکار رہے) کہے بعد ختم اذاں یہ دعاء پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الْعَالِیَۃِ الرَّفِیْعَۃ (بخاری شریف)

ترجمہ:۔ یا اللہ اس دعوت کامل اور نماز قائم کے مالک محمدؐ کو وسیلہ اور بزرگی اور درجے اور بلندی عطا کر۔

حائضہ عورت یا زچہ اور خطبہ سننے والا نماز جنازہ پڑھنے یا پڑھانے والا پیشاب یا پائخانہ کرنے والا شخص اور جو اپنی بیوی سے صحبت کررہا ہو وہ اذاں کا جواب نہ دے اور جو آدمی کھانا کھانے اور علم کے سیکھنے یا سکھانے میں مشغول ہو وہ بھی اگر اس کا جواب نہ دے تو مضائقہ نہیں (غائیۃ الاوطار) اندھے ولدالزّنا اور دہقانی کی اذاں جائز ہے (غایۃ الاوطار) اور بے وضو اذاں دینا درست ہے (نورالہدایہ) اذاں اونچی جگہ کھڑے ہوکر منہ قبلہ کی طرف کرکے اور کانوں میں انگلیاں رکھ کر بلند آواز سے دینا چاہئے۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص بارہ برس تک اذاں دے اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے (ابن ماجہ)

شرائط نماز

شرائط نماز یہ ہیں نجاست حکمی و حقیقی سے جسمٗ جائے اور لباس کا پاک ہونا اور ستر عورت یعنی مرد کا ناف سے زانو تک اور لونڈی کا ناف تا زانو معہ شکم و پیٹھ اور آزاد عورت کا بجز چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں اور تلووں کے کل جسم کا چھپانا اگر ستر عورت سے بقدر چوتھائی حصہ نماز میں کھل جائے تو نماز نہ ہوگی اور ایسے کپڑے پہن کر

نماز پڑھنا مکروہ ہے جس کو پہن کر لوگوں میں جانے حیامانع ہو۔(نورالہدایہ) بلکہ جس قدر اچھا لباس موجود ہو پہن کر نماز پڑھے۔

وقت کا پہچاننا اور قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی شرط ہے اگر قبلہ معلوم نہ ہو تو فکر کرے اور جس طرف دل گواہی دے نماز پڑھ لے اگر دشمن کے خوف یا مرض کی زیادتی کی وجہ سے منہ قبلہ کی طرف نہیں کرسکتا تو جیسا ممکن ہو کرے اور جو شخص سواری پر نماز پڑھے اس کو اس طرف منہ کرنا چاہئے جس طرف سواری جارہی ہے۔

نیت کرنا بھی نماز کے لئے ضروری ہے کہ بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔اور نیت اس طرح کرے کہ میں ظہر یا عصر کی نماز پڑھتا ہوں مقتدی کے لئے اقتداء کی نیت بھی ضروری ہے اور سنت اور نفل کے لئے مطلق نیت بھی جائز ہے نیت کے الفاظ یہ ہیں۔

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰهِ تَعَالیٰ رَکْعَتَیْنِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَرْضَ اللّٰهِ تَعَالیٰ مُتَوَجِّهًا اِلٰی جِهَتِ الْکَعْبَةِ الشَّرِیْفَه تین رکعت یا چار رکعت میں بجائے رکعتین کے ثلث رکعت یا اربع رکعت کہے اور ظہر' عصر' مغرب اور عشاء 'وتر یا کوئی اور دوسری نماز ہو تو بجائے صلوٰۃ الفجر کے اسی کا نام لے امام کو انا امام الجماعت اور مقتدی کو اِقْتَدَیْتُ بِهٰذَا الْاِمَام کہہ کر نیت باندھنا چاہئے۔سنت نماز ہو تو بجائے فرض اللہ کے سنت رسول اللہ اور تحیۃ الوضوٗ تہجد اور تراویح میں جبکہ وہ تین دن سے زائد پڑھی جائے متابعة المهدی الموعود کہے اور دوگانہ لیلۃ القدر میں بھی فرض اللہ کے بعد متابعة المهدی الموعود کے الفاظ کا اضافہ کرے (رسالہ لیلۃ القدر مولفہ حضرت شاہ قاسمؒ)

ارکان نماز

ارکان نماز جن کو فرائض بھی کہتے ہیں یہ ہیں تکبیر اولیٰ کہنا' قیام کرنا' قراءت پڑھنا' رکوع وسجود کرنا' قعدۂ اخیرہ میں بیٹھنا' اپنے قصد سے نماز سے باہر ہونا۔ان فرائض میں کوئی فرض ترک ہو تو نماز نہ ہوگی۔

نماز میں جس قدر قراءت فرض ہے اسی قدر قیام بھی فرض ہے اس سے زیادہ مستحب اور قراءت میں سورۂ فاتحہ اور قرآن پاک کی ایک بڑی یا تین چھوٹی آیتوں کا پڑھنا داخل ہے۔ بیماری' برہنگی اور بڑھاپے کے عذر سے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے (درمختار) گونگے اور ایسے ان پڑھ کی نماز جو اچھی طرح نہ پڑھ سکے صرف نیت سے ہو جاتی ہے رکوع کی حالت میں نہ سر کو بلند کرے نہ پست (مسلم) ہر رکعت میں دوسجدے فرض ہیں سجدے میں ناک اور پیشانی دونوں زمین پر لگنا چاہئے۔ورنہ بلا عذر پیشانی زمین پر نہ لگی تو سجدہ نہ

ہوگا اگر ناک زمین پر نہ لگائے تو نماز مکروہ ہوگی (عالمگیری) ان فرائض کے علاوہ بعض ائمہ کے پاس حضور قلب یعنی دل حاضر رکھ کر نماز پڑھنا بھی فرض ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''بغیر حضور دل کے نماز نہیں ہوتی'' (کیمیائے سعادت)

واجبات نماز

نماز میں فاتحہ پڑھنا ضم سورہ کرنا اور پہلی دو رکعت میں تعین قراءت واجب ہے اور دوسری رکعت یا تیسری' چوتھی رکعت میں قراءت کی جائے تو ترک واجب ہوگا تعدیل ارکان کرنا قعدۂ اولیٰ میں بیٹھنا وتشہد کا پڑھنا بھی واجبات سے ہے۔لیکن قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات اور تشہد پڑھنے تک بیٹھے اگر **اللھم صل علی محمد** کہے اتنی دیر زائد بیٹھے گا تو واجب ترک اور سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ ترتیب ارکان کی رعایت رکھنا **السلام علیکم ورحمۃ اللہ** کہہ کر سلام پھیرنا وتر میں دعائے قنوت پڑھنا عیدین میں تکبیرات زائد کہنا فجر' مغرب' عشاء کی نماز جہر سے اور ظہر' عصر آہستہ پڑھنا واجب ہے۔اور جہریہ نماز بہت بلند آواز سے پڑھے نہ پست بلکہ درمیانی آواز اختیار کرے۔(احسن المسائل)

نماز کی سنّتیں

تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کا دونوں ہاتھ کانوں تک اور عورت کا مونڈھوں تک اٹھانا اور مرد کا ناف پر اور عورت کا چھاتیوں کے نیچے ہاتھ باندھنا' ثنا' تعوذ اور بسم اللہ کا پڑھنا' ختم فاتحہ پر آمین کہنا تسبیحات' رکوع وسجود اور تکبیرات' انتقالات اور رکوع سے اٹھتے ہوئے **سمع اللہ لمن حمدہ** کہنا قومہ اور جلسہ میں توقف کرنا درود شریف اور دعائے ماثورہ کا پڑھنا نماز کی سنّتیں ہیں (نورالہدایہ)

آداب نماز

قیام میں سجدہ کی جگہ رکوع میں پشت پا پر یا دونوں پیروں کے درمیان سجدہ میں ناک پر قعدہ میں آغوش یا دل پر نظر رکھنا' جمائی کے وقت منہ بند رکھنا' کھانسی کو روکنا' سجدہ میں جاتے وقت زمین پر پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھنا اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت اس کے بالعکس کرنا' قعدہ میں انگلیاں قبلہ رخ رکھنا سلام کے وقت دائیں بائیں جانب منہ پھیرنا اور دیکھنا آداب نماز ہیں (نورالہدایہ) تشہد کے وقت انگشت شہادت اٹھانا بعض کے پاس مستحب اور بعض کے پاس غیر مستحسن ہے منقول ہے کہ حضرت بندگی میاںؓ بوقت

تشہد اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیاں اٹھاتے تھے۔ (دفتر دوم)

مفسدات نماز

جو شخص نماز میں بات چیت کرے یا قصداً سلام کرے اور قصداً یا سہواً سلام کا جواب دے آہ یا اف کہے آواز سے روئے بغیر عذر کھانسے‘ چھینک کا یا کسی اچھی یا بری چیز کا جواب دے‘ امام کے سوا دوسرے کو قرآن بتلائے یا دوسرے کا لقمہ لے قرآن دیکھ کر پڑھے‘ نجس جگہ سجدہ کرے‘ کھائے پیئے چاہے تل کے دانے کے برابر کوئی چیز کیوں نہ ہو عمل کثیر کرے یا امام سے آگے کھڑے رہے اور جو چیز لوگوں سے مانگتے ہیں وہ اللہ سے مانگے‘ منہ قبلہ سے پھیرے یا قرآن غلط پڑھے کہ اس سے معنی بدل جائیں تو نماز فاسد ہوگی۔ عورت کا مہین کپڑے سے نماز پڑھنا یا کسی کے ستر عورت کا چوتھائی حصہ کھل جانا اور عورت مرد کا ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا باعث فساد نماز ہے۔ زور سے ہنسنے سے جس کو قہقہہ کہتے ہیں نماز بھی جائے گی اور وضو بھی ٹوٹ جائے گا (غایۃ الاوطار)

مکروہاتِ نماز

سنت یا آداب نماز کو ترک کرنا نماز میں مکروہ ہے اسی طرح نماز میں ایسی چادر جس کے کنارے لٹکے ہوئے ہوں اور بغیر آستین کے قبا پہننا یا عمامہ یا پگڑی ایسا باندھنا کہ بیچ میں سر کھلا رہے یا ڈھاٹا باندھے ہوئے نماز پڑھنا اور نماز پڑھتے ہوئے کپڑوں کو دیکھنا یا اوپر اٹھانا‘ آستین یا دامن کو چڑھا کر نماز پڑھنا یا سستی سے عمامہ یا ٹوپی رکھتے ہوئے ننگے سر یا ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا جس کو پہن کر لوگوں میں نہ جائے اور نماز میں کپڑے یا بدن سے کھیلنا‘ جوڑا یا چونڈا باندھنا‘ انگلیوں کو چٹخانا‘ اوپر یا ادھر اُدھر دیکھنا‘ کنکریوں کا سجدہ کی جگہ سے ہٹانا‘ جمائی یا انگڑائی لینا‘ ہاتھوں کا کھینچنا‘ کمر پر ہاتھ رکھنا‘ کتّے کی طرح بیٹھنا‘ سجدہ میں بازوؤں کا بچھانا‘ بے عذر چار زانو بیٹھنا‘ امام کا اکیلے محراب میں یا ایک ہاتھ سے زائد بلندی پر کھڑا ہونا یا مقتدیوں کا بلندی پر اور امام کا نیچے ہونا ایک آدمی کا تنہا صف میں جگہ ہونے کے باوجود صف کے پیچھے کھڑا ہونا‘ سجدہ کی جگہ پیشانی مل کر مٹی صاف کرنا‘ پگڑی یا شملے کے پیچ پر سجدہ کرنا‘ تصویر والے کپڑے پہننا یا سر کے اوپر یا آگے تصویر کا ہونا بایاں ہاتھ سیدھے ہاتھ پر باندھنا‘ ٹیکے سے یا پنجوں پر کھڑا ہونا یا ایک پاؤں پر زور دے دوسرا پاؤں اٹھا کر کھڑا ہونا امام کا سرّی نماز میں سجدہ کی آیت پڑھنا‘ بغیر رفع یدین کے ہاتھ

باندھنا' پہلی رکعت سے دوسری رکعت میں دراز قراءت پڑھنا' امام سے پہلے رکوع وسجود کرنا' نماز کا تنگ وقت پر پڑھنا' جہاں باجہ بج رہا ہو وہاں یا جھگڑے کی جگہ نماز پڑھنا' کسی آدمی کے منہ کی طرف نماز پڑھنا اگر چہ کہ وہ دور ہو اور بیچ میں آڑ نہ ہو' پیشاب پائخانہ کی حاجت کے وقت نماز پڑھنا' رکوع' سجود' قومہ' جلسہ اطمینان سے نہ کرنا بھی مکروہات نماز ہیں۔(غایۃ الاوطار)

زمین مقبوضہ' گذرگاہ عام' جانوروں کو باندھنے یا ذبح کرنے کی جگہ' کچرا ڈالنے کی جگہ' قبرستان میں قبر کے مقابل اور کافروں کے گھر میں یا ان کی زمین پر بغیر ان کی اجازت کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(حرز المصلین)

نماز پڑھتے ہوئے بالوں یا کپڑوں کو سمیٹنے اور کھجانے سے بہت احتیاط کرنا چاہئے کہ بندگی میاں شاہ نظامؒ نے ایسے فعل کو عمل کثیر کہا ہے۔اور حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کے قول کو درست فرمایا(پنج فضائل)

تعداد رکعت

نماز فجر میں دو رکعت فرض اور اس کے پہلے دو رکعت سنت موکدہ ہیں' ظہر میں چار رکعت فرض ہیں اس کے پہلے چار رکعت اور بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں' عصر میں چار رکعت فرض ہیں (بعض بزرگوں نے عصر کے پہلے چار رکعت پڑھنے کو مستحب کہا ہے) مغرب میں تین رکعت فرض پھر دو رکعت سنت موکدہ ہیں' عشاء میں چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت موکدہ ہیں اس کے بعد وتر کے تین رکعت واجب ہیں۔فرض عشاء کے پہلے چار رکعت مستحب ہیں۔کبھی کبھی شب جمعہ یا کسی بہرہ عام اور اجماع کے موقع پر اس نماز کے پڑھنے کا گروہ میں طریقہ ہے ان میں سب سے زیادہ تاکید سنت فجر کی ہے (بخاری) فرض نماز کے پہلے کی سنت پڑھنے کے بعد کسی کام میں مشغول ہونے سے سنت باطل ہو جاتی ہے۔اور بعض کے پاس ثواب جاتا رہتا ہے (عالمگیری) پس اس سنت کی ادائی کے بعد اگر کوئی شخص دنیوی بات چیت کرے یا کوئی چیز کھائے پیئے تو سنت پھر لوٹا کر پڑھے (حرز المصلین) فجر اور مغرب کی سنت میں قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد کی سورتیں پڑھنا سنت ہے بی بی عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نماز صبح کے پہلے کی دونوں رکعتیں بہت خفیف پڑھتے تھے یہاں تک میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ معلوم نہیں حضرت نے سورۂ الحمد بھی پڑھی ہے یا نہیں (بخاری) نماز سنت فجر کے بعد یہ دعا دل میں تین مرتبہ پڑھ لے۔

اَللّٰھُمَّ رَبِّ جِبۡرَئِیۡلِ وَمِیۡکَائِیۡلِ وَرَبِّ مُحَمَّدٍنَبِیۡ وَمُحَمَّدِ مَھۡدِیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ النَّارِ

ترجمہ:۔ یا اللہ جبرئیل ومیکائیل کے پروردگار محمد نبیؐ اور محمد مہدیؑ کے پروردگار مجھے آگ سے پناہ میں رکھ
نوٹ:۔ میاں سید محمودؒ رسالۂ محمود میں لکھتے ہیں سنت فجر کے بعد ۴۱ بار ''یا حی یا قیوم'' اور ۱۰۱ مرتبہ سبحان الله بحمده وسبحان الله العظیم بحمده استغفر الله (پاک ہے اللہ اسی کے لئے حمد ہے پاک ہے عظمت والا اللہ اسی کے لئے حمد ہے میں مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے) پڑھ لے۔

حضرت رسول خدا ﷺ فجر کی سنت سے فارغ ہونے کے بعد دعائے نور پڑھتے تھے (مسلم)

دعائے نور:۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِی فِی قَلْبِیْ نُوْرًا وَفِی قَبْرِیْ نُوْرًا وَفِی سَمْعِیْ نُوْرًا وَفِی بَصَرِیْ نُوْرًا وَفِی شِعْرِیْ نُوْرًا وَفِی بَشْرِیْ نُوْرًا وَفِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَفِی دَمِّیْ نُوْرًا وَفِی مُخِّیْ نُوْرِا وَفِی عِظَامِیْ نُوْرًا وَمِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَمَنْ تَحتِی نُوْرًا وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَمِنْ بَیْنَ یَدَیْنِ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَاَعْطِنِیْ نُوْرًا وَزِدْنِیْ نُوْر" عَلٰی نُور یا نور یا نور یا نور یا نور یَا مُدبر الْاُمور یا مقدر الْاَصْوَامِ الشُّھُوْرَ وَصَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِہٖ یہ دعائے نور ہے جو فجر کی سنت یا فرض کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

جو شخص نماز پڑھنا چاہے پہلے وضو کرلے اور اچھا لباس پہنے اور عورت چادر اپنے سر پر لپیٹ لے پھر قبلہ رو مصلّی پر اس طرح کھڑے رہے کہ دونوں پیروں کا فاصلہ چار انگل ہو اور وزن دونوں پیروں پر برابر رہے اور تمام اعضاء کو حرکت سے محفوظ رکھے اور مصلّے پر قدم رکھتے ہی یہ دعاء پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ

ترجمہ:۔ میں نے اپنا منہ سب سے یکسو کر کے اسی کی طرف کیا ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے ہیں اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں بیشک میری نماز میری عبادت میری زندگی میری موت صرف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور مجھ کو یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

پھر نیت باندھے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا کر ان کے انگوٹھے لولکیوں تک لائے اس طرح

کہ ہتھیلیاں قبلہ کی طرف رہیں اور ہاتھ بطخ کے پاؤں کی طرح کھلے رہیں پھر ان کو ناف پر ایسا باندھے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پنجے سے آگے رہے لیکن عورت صرف مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے اور سینہ پر باندھ لے پھر یہ ثنا پڑھے۔

سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ

ترجمہ:۔ یا اللہ تجھ کو پاکی سزاوار ہے اور میں تیری حمد کے طفیل سے پناہ چاہتا ہوں اور تیری تعریف کے ساتھ شروع کرتا ہوں اور تیرا نام زیادہ برکت والا ہے اور مبارک اور قائم اور بہت نیکی والا اور پاک ہے اور بندگی ہے تیری بزرگی اور تو انگری عظمت اور بے پروائی اور تیرے سوائے کوئی معبود نہیں۔

پھر تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں) پھر تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان اور بڑا رحم والا ہے) پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے ختم فاتحہ پر آمین کہہ کر ضم سورہ کرے یعنی کم از کم قرآن کی کوئی چھوٹی سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع کرے بحالت رکوع نظر قدموں پر یا ان کے درمیان رکھے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے گھٹنوں کو مضبوط پکڑے رہے اور انگلیوں کو کشادہ رکھے۔ رکوع میں پیٹھ سر اور سرین برابر رہیں اس طرح کہ اگر پانی سے بھرا ہوا کٹورا پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو حرکت نہ کرے لیکن عورت رکوع میں تھوڑا جھکے اور ہاتھوں پر سہارا نہ دے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ پھیلائے بلکہ ملی ہوئی رکھے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے مگر مضبوط نہ پکڑے اور گھٹنوں کو جھکا دے اور سمٹی رہے رکوع میں تین مرتبہ یا طاق عدد میں جتنے زیادہ مرتبہ پڑھ سکتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ (پاک ہے میرا پروردگار جو بڑا بزرگ ہے) پڑھے پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ (سنتا ہے اللہ جو کوئی اس کی تعریف کرے) کہتے ہوئے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اس کو قومہ کہتے ہیں قومہ میں رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (اے پروردگار تیرے ہی لئے تمام تعریف ہے) کہے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں اس طرح جائے کہ پہلے دونوں گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک اور پیشانی زمین پر رکھے دونوں پیروں کی انگلیاں زمین پر جانب قبلہ اور دونوں بازو پہلو سے جدا اور زمین سے اٹھے ہوئے رہیں اور دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے دونوں کانوں کے مقابل رکھے مگر عورت پیٹ کو ران سے متصل، بغل کو پہلو سے ملا کر اور تمام اعضاء کو سمیٹی ہوئی رہے اور پاؤں کی انگلیاں کھڑی ہوئی نہ رکھے اور سجدہ میں تین یا اس سے زیادہ مگر طاق مرتبہ سُبْحَانَ

رَبِّیَ الْاَعْلٰی (پاک ہے میرا پروردگار جو بہت بلند مرتبہ ہے) پڑھے اور اپنی نظر پرّہ بینی پر رکھے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے اٹھ کر دو زانو بیٹھ جائے اس کو جلسہ کہتے ہیں جلسہ میں یہ دعاء پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ (یا اللہ مجھ کو بخش دے مجھ پر رحم فرما مجھ کو ہدایت دے اور مجھ کو رزق عطا کر)۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرے اور وہی تسبیح پڑھے جو پہلے سجدہ میں پڑھا جا چکا ہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور کھڑا ہوتے ہوئے پہلے پیشانی پھر ناک پھر گھٹنے اٹھائے یہ ایک رکعت پوری ہوئی پھر تسمیہ اور سورہ فاتحہ پڑھ کر ضم سورہ کرے پھر پہلی رکعت کے طریقہ پر رکوع وسجود کرے قعدہ میں بائیں پاؤں کا پنجہ بچھا کر بیٹھ جائے اور سیدھے پیر کا پنجہ کھڑا رہے اور دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر انگلیوں کو قبلہ کے مقابل کر کے رکھے ایسا کہ دونوں زانو کے کنارے برابر رہیں نظر گود یا سینہ پر رکھے لیکن عورت ایسا بیٹھے کہ اس کے دونوں پیر سیدھے جانب باہر نکل پڑیں اور وہ اپنی بائیں سرین پر بیٹھی رہے اس کے بعد یہ التحیات اور تشہد پڑھے۔

اَلتَّحِیَاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَالسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِا للّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ:۔ تحفے اور عبادات قولیہ وفعلیہ اور رحمت کامل اور پاک چیزیں خدائے تعالیٰ کے لئے ہیں اے نبی آپ پر سلامتی اور خدا کی رحمت اور برکت ہو اور ہم پر اور خدائے تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی نازل ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر درود ابراہیم پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

ترجمہ:۔ اے خدا محمد اور آل محمد پر رحمت کاملہ نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی تھی بیشک تو ستودہ صفات اور بزرگ ہے یا اللہ محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل کی تھی بیشک تو ستودہ صفات اور بزرگ ہے۔

پھر یہ دعائے ماثورہ پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَسِیۡحَ الدَّجَّالِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَحۡیَا وَفِتۡنَۃِ الۡمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡمَاثَمِ والۡمَغۡرَمِ (ترجمہ:۔یا اللہ میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی کے فتنے اور موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں یا اللہ گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں) اس کے بعد مومنین اور ملائکہ کی نیت سے سیدھے اور بائیں جانب اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ کہہ کر سلام پھیرے سلام پھیرتے وقت نظر مونڈھوں پر رکھے اگر چار رکعت یا تین رکعت والی نماز ہوتو دو رکعت کے بعد بیٹھ کر صرف التحیات اور تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے اور مابقی رکعتیں پوری کرلے مگران میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے ضم سورہ کرنے کی ضرورت نہیں چاہے فرض نماز ہو یا سنت (سنت الصالحین) اور قوم کے بعض خانوادوں میں سنت کی چاروں رکعتوں میں ضم سورہ کا طریقہ ہے۔اہل دل کے پاس نماز میں حضور قلب بھی شرط ہے اس لئے دل کو حاضر رکھ کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔اور حضور قلب کی ترکیب یہ ہے کہ جو کچھ زبان سے کہتا جائے وہ کان سے سنتا رہے۔اور دل میں کسی طرح کے کوئی خطرے آنے نہ دے حضرت بندگی خوندملکؓ فرماتے ہیں کہ بھول کے ساتھ اور دل پراگندہ رکھ کر نماز مت پڑھو (نقلیات میاں سید عالمؒ) کیونکہ اس طرح صحیح طریقے پر نماز ادا نہ ہوگی اور دل کا حضور اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ انسان علائق دنیوی کو قطع نہ کردے ورنہ طرح طرح کے خیالات اس کے دل میں آتے رہیں گے اور اس کا دل دنیا اور اہل دنیا کی جانب مائل رہے گا (کیمیائے سعادت) حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ تو خدا کی عبادت اس طرح کر گویا اس کو دیکھ رہا ہے۔اگر یہ نہیں ہوسکتا تو پھر اس کی عبادت یہ سمجھ کر کر کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے (مشکوۃ شریف) پس اس میں پہلا مرتبہ تو وہ ہے کہ انسان اپنی ہستی و خودی کو بھول کر خدا کے حضور میں حاضر ہوتا ہے اور یہ نماز اس کے لئے معراج ہو جاتی ہے۔جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''نماز مومنین کے لئے معراج ہے''

نماز زاہداں سجدہ سجود است　نماز عارفاں ترک وجود است

یعنی زاہدوں کی نماز سجدہ سجود کی حد تک ہے لیکن عارفان الٰہی ترک وجود کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اگر یہ

مرتبہ نصیب نہ ہو تو پھر خدا کو حاضر و ناظر جان کر دل سے جملہ خیالات غیریت دفع کر کے نماز پڑھنا چاہیئے کہ فی الحقیقت حضور قلب ہی نماز کی جان ہے اور نماز کے تین درجے ہیں ارکان و شرائط کی تکمیل کے ساتھ نماز پڑھنا سکون سے نماز پڑھنا اور قرآن کو سمجھنا اس کی معنی پر دھیان رکھنا اور خدا کی عظمت و جلال میں غرق ہو کر نماز پڑھنا۔ نماز فرض کے ختم پر یہ دعا اپنے دل میں پڑھ لے۔

اَللّٰھُمَ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَتَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

(مسلم) فجر کی نماز کے بعد سات مرتبہ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ پڑھنا چاہیئے (نسائی)

سجدۂ سہو

واجب کو ترک کرنے اس کے تکرار و تاخیر سے ادا کرنے اور فرض کی تکرار و تاخیر سے اور نماز میں کسی فعل کے کرنے نہ کرنے کے متعلق شک پیدا ہونے کی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اگر ایسی صورت میں کوئی سجدۂ سہو نہ کرے تو پھر نماز کو دھرالے اور یہ حکم سب نمازوں کے لئے ہے چاہے وہ فرض ہو یا واجب اور سنت (عالمگیری) اور طریقہ سجدۂ سہو کا یہ ہے کہ التحیات اور تشہد کے بعد داہنے جانب سلام پھیر کر دو سجدے کرلے پھر التحیات اور تشھد اور درود و دعاء پڑھ کر نماز پوری کرلے اگر دونوں جانب سلام پھیرے گا تو نماز کا اعادہ ضروری ہوگا (غایۃ الاوطار) امام کے سہو سے امام مقتدی مسبوق سب پر سجدہ سہو ہے لیکن مقتدی کے سہو سے کسی پر بھی سجدہ سہو لازم نہیں (نور الھدایہ) جو شخص قعدۂ اخیرہ نہ کر کے بھول کر کھڑا ہو جائے اور قبل سجدہ یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور تاخیر فرض کی وجہ سجدہ سہو کرلے ورنہ یہ فرض اس کا باطل ہوگا کہ قعدۂ اخیرہ فرض ہے اگر سجدہ کے پہلے یاد نہ آیا اور سجدہ کرلیا تو وہ چاہے تو ایک رکعت اور ملالے پس اگر دو رکعت والی نماز پڑھ رہا تھا تو یہ چار رکعت اور چار رکعت والی نماز میں تھا تو چھ رکعت نفل ہو جائیں گے اگر قعدۂ کر کے بھول گیا اور پھر کھڑا ہو گیا تو ایسا ہی عمل کرے اور سجدۂ سہو کرے نماز فرض ادا ہو کر بعد کے دو رکعت نفل ہو جائیں گے (نور الھدایہ)

اگر نماز کی رکعتوں کے متعلق شک واقع ہو اور یہ شک پہلی مرتبہ ہو تو نماز کا اعادہ کرے اگر کئی بار شک ہو تو غور کر کے گمان غالب پر عمل کرے اگر کچھ نہ معلوم ہو تو کم کو اختیار کرے (نور الھدایہ)

وہ اسباب جن میں نماز توڑ سکتے ہیں

اگر حالت نماز میں کوئی درندہ یا سانپ سامنے آجائے تو اس کے خوف سے نماز توڑنا جائز ہے یا اگر کوئی

چور کچھ سامان لے کر جانے لگے اور ختم نماز تک اس کے بھاگ جانے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ دے یا پیشاب پائخانہ زور کرے تو بھی نماز توڑ کر اس سے فارغ ہو جائے اگر حالت نماز میں ریل چلنے لگے اور اس میں اپنا سامان ہے یا اہل وعیال ہیں تو نماز توڑ کر اس میں سوار ہو جانا درست ہے۔ اگر کسی بچے وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ جائے تو نماز توڑ کر وہ آگ بجھادے اور اگر حالت نماز میں کوئی اندھا کسی ایسے کنویں یا باولی کی جانب جاتا ہوا نظر پڑے جس کو حصار نہ ہو تو نماز توڑ کر اس کو روک دے ورنہ اس کے گر کر مر جانے کی صورت میں یہ گناہگار ہوگا۔ ماں باپ' دادا دادی' نانا نانی کسی مصیبت کی وجہ پکاریں تو نماز توڑ کر ان کو جواب دے یا اگر بہ حالت بیماری میں رفع حاجت یا کسی ضرورت کو جانے یا آنے میں گر جائیں یا گر جانے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ کر ان کو اٹھانا یا سنبھالنا درست ہے (غایۃ الاوطار)

احکام نماز باجماعت

حضرت مہدی علیہ السلام نے نماز با جماعت کی بہت تاکید فرمائی ہے (انصاف نامہ) یہاں تک کہ کاسب کے لئے کسب کی ایک شرط آپ نے یہ بھی بیان کی ہے کہ وہ پنجگانہ نماز جماعت سے پڑھا کریں (حاشیہ) یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ قاسمؒ نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو فرض لکھا ہے (رسالۂ لیلتہ القدر) جماعت کی ایک نماز تنہا نماز پڑھنے سے ثواب میں ستائیس حصے زیادہ ہے (مالا بدمنہ)

نیز حدیث شریف میں ہے تنہا نماز پڑھنے سے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے میں پچیس نمازوں کے برابر اور جامع مسجد میں نماز پڑھنے میں پانچ سو نمازوں کے برابر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے میں پانچ ہزار نمازوں کے برابر مسجد نبوی میں نماز پڑھنے میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور کعبۃ اللہ میں نماز پڑھنے میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ثواب ہے (ابن ماجہ)

پیر یا استاد کی مسجد میں نماز پڑھنے میں محلّہ کی مسجد اور جامع مسجد سے زیادہ ثواب ہے (غایۃ الاوطار) اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا نماز کے انتظار میں جتنا وقت گذرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے (بخاری) حسب ذیل عذرات کے تحت نماز با جماعت سے باز رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ بیمار ہونا' اپاہج ہونا' مینہ اور کیچڑ کا ہونا' شدت کا جاڑا پڑنا' سخت اندھیرا ہونا' رات کے وقت آندھی کا آنا' اپنے مال پر چوروں یا قرض خواہوں یا ظالم کا خوف ہونا' قافلے کے چلے جانے کا خوف ہونا' مریض کی خدمت کرنا' اس کھانے کا

سامنے آجانا جس کا نفس مشتاق ہو،علم فقہ میں مشغول ہونا اور بڑھاپا (شامی)

محلے کی مسجد میں جماعت نہ بھی ہو تو اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا درست نہیں اگر محلے میں دو مسجدیں ہو تو جو مسجد قریب ہو اس میں نماز پڑھے (درمختار) لیکن اگر اپنے مرشد کی مسجد دوسرے محلے میں ہو تو اس میں جا کر نماز پڑھنا محلّہ کی مسجد بلکہ جامع مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔عورت کا جماعت میں شرکت کی غرض سے مسجد میں آنا ممنوع ہے۔اس کے لئے گھر میں نماز پڑھ لینا ہی ثواب کا باعث ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''عورت کی دالان کی نماز بہتر ہے صحن کی نماز سے اور کوٹھری کی نماز بہتر ہے دالان کی نماز سے'' (ابو داؤد) تراویح اور دوگانہ لیلتہ القدر میں پردہ کا انتظام ہو تو عورتیں بھی مسجد میں آ کر یہ نمازیں پڑھ سکتی ہیں۔جو شخص مسجد میں داخل ہو پہلے سیدھا پاؤں رکھے پھر یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

ترجمہ:۔یااللہ رحمت نازل فرما محمد پر اوران کی آل پر یااللہ مجھ کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

جب مسجد سے باہر آئے پہلے بایاں پاؤں رکھے پھر درود مذکور پڑھ کر یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ ترجمہ:۔یااللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سائل ہوں

اور مسجد میں عبادت یعنی نماز اعتکاف' تلاوت اور ذکر کی نیت سے داخل ہو وہاں بلند آواز سے بات چیت نہ کرے وہاں دنیوی گفتگو اور تجارت بیوپار کرنا بھی منع ہے۔حدیث شریف ہے کہ بہترین جگہ مسجد اور بدترین جگہ بازار ہیں (مسلم) اور حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسجدوں کو صرف وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے (ترمذی) جو شخص مسجد میں ہو اور اذاں سنے تو نماز سے قبل مسجد سے اس کا نکلنا مکروہ ہے (نورالھدایہ)

امامت کے لئے وہ شخص سب سے بہتر ہے جو نماز کے احکام اچھی طرح جانتا ہو پھر قاری پھر پرہیزگار اور متقی پھر وہ شخص جو عمر میں سب سے زیادہ ہو اور نماز مومن صالح ہو یا فاسق ہر دو کے پیچھے جائز ہے۔لیکن غلام' گنوار' فاسق' اندھے' بدعتی اور ولد الزنا کے پیچھے نماز مکروہ ہے (نورالھدایہ) اور امام کا محراب مسجد میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے لیکن اگر پیر محراب کے باہر ہوں تو جائز ہے۔اور مقتدیوں کو چاہئے کہ صف میں

خوب مل کر کھڑے رہیں اور درمیان میں جگہ باقی نہ رہے اگر ایک ہی مقتدی ہو تو امام کی سیدھی طرف کھڑا رہے اس طرح کہ اس کے پاؤں کی انگلیاں امام کی ایڑھی کے برابر ہوں (درمختار) ایک سے زائد آدمی ہو تو امام آگے بڑھ جائے لیکن دو آدمی ہونے کی صورت میں امام بیچ میں کھڑا ہو سکتا ہے نماز میں پہلے مردوں کی اور پھر لڑکوں کی پھر عورتوں کی صف ہونا چاہیئے۔ (نورالہدایہ) عورتیں اگر اپنی جماعت سے نماز پڑھ لیں تو جو عورت امام بنے وہ بیچ میں کھڑی ہو جائے آگے نہ بڑھے۔ اور پہلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اور بلحاظ نزول رحمت سب سے بہتر پہلی صف ہے پھر دوسری پھر تیسری مگر نماز جنازہ میں اس کے برعکس (غایۃ الاوطار) اگر کسی مسجد میں نماز جماعت کے لئے وقت مقرر ہو تو بغیر کسی کے انتظار کے اسی وقت نماز پڑھ لینا چاہیئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں وقت ہو جائے تو نماز پڑھ لو بندہ کا انتظار مت کرو (نقلیات میاں سید عالمؒ) جماعت تیار ہونے پر پہلے تکبیر کہی جائے کہ یہ سنت ہے اور تکبیر کے الفاظ وہی ہیں جو اذاں کے ہیں مگر حَیَّ عَلٰی الْفَلَاحُ کے بعد قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃِ (تحقیق نماز قائم ہوگئی) دو مرتبہ کہنا چاہیئے اکیلا آدمی بھی اگر فرض پڑھے تو تکبیر کہہ لے اور سوائے مغرب کے دوسری نمازوں میں اذاں کے بعد اقامت کہنے میں اتنی تاخیر مستحب ہے کہ کھانا کھانے والا شخص کھانے پینے سے اور قضاء حاجت کو گیا ہوا شخص اپنی حاجت سے فارغ ہو جائے (نورالہدایہ) اور سنت یہ ہے کہ تکبیر میں **حی علی الصلوۃ** کہتے وقت امام اور مقتدی اٹھ کر نیت کریں پھر امام تکبیر اولیٰ کہے اور مقتدی امام کے متصل تکبیر کہے، تکبیر کے بعد سوائے فرض نماز کے کوئی نماز نہیں ہے (ہدایہ) اس لئے تکبیر سنتے ہی فوراً جماعت میں شریک ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ تکبیر اولیٰ کے ثواب سے محروم رہے گا حضرت خلیفہ گروہؓ فرض نماز کی تکبیر کے بعد سنت پڑھنے سے منع فرماتے تھے (انتخاب المو الید) مقتدی کی نماز امام کی اقتداء کی نیت کے سوا صحیح نہیں ہے۔ لیکن امامت بدون نیت کے صحیح ہے۔ عورتیں اگر کسی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہوں تو امام ان کی امامت کی نیت کرے ورنہ نماز جائز نہ ہوگی (نورالہدایہ) اور امام کو جماعت کی حالت پیش نظر رکھ کر قراءت پڑھنی چاہیئے۔ آنحضرت سرور کائنات ﷺ نے کبھی عشاء میں سورہ والتّین پڑھی ہے (بخاری) کبھی نماز فجر میں **قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعوذ برب الناس** کے سورہ پڑھے ہیں کبھی مغرب میں سورہ طور، سورہ النجم اور سورہ والمرسلات کی تلاوت فرمائی ہے (غنیۃ الطالبین) اگر مقتدیوں کے احوال اجازت دیں یا اگر اکیلا نمازی چاہے تو فجر اور ظہر میں طوال مفصّل

(حجرات سے بروج تک) عصر اور عشاء میں اوساط مفصل (بروج سے لم یکن تک) اور مغرب میں قصار مفصل (لم یکن سے آخر قرآن تک) پڑھے (مالا بد منہ) اور بہتر یہ ہے کہ نماز نہ بہت دراز پڑھے نہ کوتاہ جیسا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی نماز تھی (حاشیہ) جہری نماز میں مقتدی امام کے پیچھے ثناء پڑھ کر خاموش ہو جائے۔ جب امام سورہ فاتحہ ختم کر لے تو مقتدی آہستہ یا زور سے آمین کہہ کر تسمیہ کے ساتھ سورہ فاتحہ پڑھ لے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ اور امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ امام جہری نماز میں قراءت بلند آواز سے پڑھے اور تین وقفے بجالائے ایک جب تکبیر اول کہے اور وجہت وجھی پڑھے مقتدی سورہ فاتحہ پڑھنے میں مشغول ہوں۔ دوسرے جب سورہ فاتحہ پڑھ چکے تو دوسری سورۃ ٹھیر کر پڑھے کہ جس مقتدی نے سورہ فاتحہ تمام نہ کی یا بالکل نہ پڑھی ہو وہ تمام پڑھ لے تیسرے جب سورہ تمام کرے اور اکیلے نمازی کو اختیار ہے کہ جہری نماز زور سے پڑھ لے یا آہستہ اور ختم قراءت پر اتنا ٹھیرے کہ رکوع کی تکبیر سورہ سے نہ مل جائے۔ (کیمیائے سعادت) امام رکوع سے اٹھے تو مقتدی کو رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد بلند آواز سے یا آہستہ کہنا چاہیئے۔ لیکن امام کو ان الفاظ کے کہنے کی ضرورت نہیں اور مقتدی کا امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلا جانا اور سجدہ سے سر اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔ (عالمگیری) اگر امام مقتدی سے پہلے ہی التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے یا درود و دعا پڑھ کر سلام پھیر دے یا قراءت یا وتر میں دعائے قنوت پڑھ کر اور ختم کر کے رکوع میں چلا جائے تو مقتدی کو ان کا پڑھنا ترک کر کے اس کی اتباع کرنی چاہیئے۔ (عالمگیری) اگر امام کی نماز فاسد ہو جائے تو جملہ مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور سب کو لوٹا کر نماز پڑھنا ہوگا (نور الہدایہ)

ختم نماز کے بعد امام اور مقتدی پڑھنا چاہیں تو چپکے سے دعا دل میں پڑھ کر اٹھ جائیں علامہ ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ نماز فریضہ کے بعد جماعت کی طرف منہ کر کے بیٹھنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا نبی ﷺ کی سنت نہیں ہے۔ (اعلام الموقعین) فرض نماز کے بعد مصلےٰ سے ہٹ کر سنتیں پڑھے۔ منقول ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نماز کے وقت قید کے ساتھ ایک ہی مصلے پر نہیں بیٹھتے تھے (نقلیات میاں سید عالمؒ) اگر سنتیں گھر میں یا حجرہ میں پڑھ لی جائیں تو درست ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام نے فرض ظہر کے پہلے اور بعد کی سنتیں حضرت رسول خدا ﷺ کی اتباع میں حجرہ کے باہر مسجد میں گزاری ہیں۔ (انصاف نامہ)

نماز فجر یا عشاء کے بعد مصلّیوں کا آپس میں مصافحہ کرنا بدعت ہے۔ (درمختار) البتہ اس حدیث کی تعمیل میں کہ جو جماعت ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتی ہے اسے رحمت کے فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ (مسلم) نماز فجر کے بعد

طلوع آفتاب تک جماعت کے ساتھ ذکر میں بیٹھنا اور دن نکلنے کے بعد سلام پھیرنا اور عشاء کے بعد تسبیح دے کر یا بغیر تسبیح کے سلام پھیر کر حاضرین کو رخصت کرنا صالحین کا طریقہ ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام سے اب تک یہ عمل گروہ میں برابر چلا آرہا ہے۔

جو شخص نماز شروع ہونے کے بعد آکر شریک ہو وہ مسبوق ہے ایسا شخص امام کو جس حالت میں پائے بعد تحریمہ شریک ہوجائے اگر امام رکوع یا سجدے میں ہو اور یہ ثناء پڑھکر اس میں شریک ہوسکتا ہو تو ثنا پڑھ لے ورنہ چھوڑ دے۔ البتہ اگر امام قعدہ میں ہو تو ثناء نہ پڑھے جب باقی نماز پوری کرنا چاہے اس وقت پڑھ لے اگر مسبوق کو کسی رکعت کا رکوع مل گیا تو وہ رکعت مل گئی اس کو اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کے لئے اسوقت اٹھنا چاہئے جبکہ امام دونوں طرف سلام پھیر دے (عالمگیری) اور ایسا شخص قعدۂ اخیر میں صرف التحیات اور تشہد پڑھ کر امام کے سلام پھیرنے تک خاموش بیٹھا رہے جس شخص کے ذمہ ایک یا دو رکعت باقی ہوں وہ ان رکعتوں میں فاتحہ کے بعد ضم سورہ بھی کرے اور جو شخص چوتھی رکعت میں شریک ہو وہ امام کے دوسرا سلام پھیرتے وقت اٹھ کر ایک رکعت معہ ضم سورہ ختم کر کے بیٹھ جائے کیونکہ تین یا چار رکعت والی نماز میں ہر دو رکعت کے بعد بیٹھنا واجب ہے پھر اٹھ کر تیسری رکعت بھی ضم سورہ کے ساتھ ادا کرے اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر نماز پوری کرے اگر مغرب کی آخری رکعت میں شریک ہوا تو ایک رکعت تو معہ ضم سورہ پوری کر کے بیٹھ جائے پھر بعد تشہد کے اٹھ کر اس کے بعد کی رکعت معہ فاتحہ وضم سورہ پوری کرے۔

جو شخص فرض نماز تنہا پڑھ رہا ہو اگر وہ تکبیر سنے تو نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہوجائے اگر آدھی سے زیادہ نماز پڑھ چکا تھا یا آخر رکعت میں تھا اور نماز پوری کر کے شریک جماعت ہوگیا تو وہ پہلی نماز نفل ہوجائے گی لیکن فجر اور عصر کی نمازوں میں ایسا نہ کرے کہ ان نمازوں کے بعد نفل ممنوع ہے جماعت ہورہی ہو تو دوڑتے ہوئے آکر اس میں شریک ہونے کی ممانعت ہے تا کہ دوسروں کو تشویش نہ ہو۔ (نقلیات میاں سید عالمؒ)

نماز میں حدث

حالت نماز میں اگر وضو ٹوٹ جائے تو اکیلے نمازی کے لئے بہتر ہے کہ وضو کر کے پھر سے نماز پڑھے اگر امام کو حدث ہو تو اپنی جگہ خلیفہ مقرر کر کے خود وضو کے بعد شریک جماعت ہوجائے اگر مقتدی کو حدث ہوا تو وضو کر کے جہاں سے گیا تھا وہیں آکر کھڑا ہوجائے پہلے اس نماز کو ادا کرے جو امام پڑھ چکا ہے پھر امام کے

ساتھ شریک ہو جائے اگر امام نے نماز پوری کر دی ہے تو مختار ہے جہاں سے گیا تھا وہاں آ کر یا کسی دوسری جگہ نماز پوری کر لے لیکن قصداً حدث کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (مالا بدمنہ)

نماز پنجگانہ کے علاوہ دوسری نمازیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرض اور سنت نمازوں کے علاوہ تمام نفل نمازوں سے منع فرمایا ہے لیکن اس مضمون میں جن مستحب نمازوں کا ذکر کیا گیا ہے جیسے اشراق وچاشت وغیرہ تو نقل مہدی سے اس کے پڑھنے کا جواز ثابت ہے۔ حضرت امام علیہ السلام کی ممانعت کا منشاء یہ ہے کہ نفل عبادات میں لگے رہنے سے ذکر دوام ساقط نہ ہو پس ایسی نفل عبادتیں جو صحیح حدیث سے ثابت نہیں ممنوع قرار پائیں۔ نیز بعض ارباب طریقت بھی اس امر پر متفق ہیں کہ فرائض کو چھوڑ کر سوائے ذکر کے کوئی نفل عبادت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ (مطالب رشیدی)

کچھ نمازیں نماز پنجگانہ کے علاوہ بھی ہیں جس میں فرض بھی ہیں واجب بھی، سنت بھی ہیں اور مستحب بھی، عشاء کے بعد وتر کے تین رکعت واجب ہیں۔ تحیۃ الوضو کے دو رکعت اور نماز تہجد سنت موکدہ ہے۔ اس کے علاوہ روزانہ کی نمازوں میں نماز اشراق وچاشت اور عشاء کے بعد چار رکعت نماز سنت الحاجات سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت کی نمازیں کسوف وخسوف مستحب ہیں رمضان کے مہینے میں نماز تراویح کے بیس رکعت سنت ہیں اور شب قدر کا دوگانہ اور نماز جمعہ کے دو رکعت فرض ہیں۔ اور نماز عیدین کے دو دو رکعت چھ تکبیرات زائد کے ساتھ واجب ہیں کئی نوافل کی نیت سے اگر ایک ہی نماز پڑھے تو سب ادا ہو جائیں گے مثلاً میں دو رکعت تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد پڑھتا ہوں اور دو رکعت تحیۃ الوضو اور ضحیٰ کی نماز پڑھتا ہو تو دونوں نمازیں ادا ہو جائیں گی (غایۃ الاوطار)

نماز وتر

عشاء کے بعد وتر پڑھنا واجب ہے حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ''جو وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں (ابوداؤد) اس کے تین رکعت ہیں اور اس کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ دو رکعت کے بعد قعدۂ اولیٰ سے اٹھ کر تیسری رکعت میں فاتحہ وضم سورہ کے بعد اللہ اکبر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر پھر باندھ لے اور یہ دعائے قنوت پڑھ لے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَ نُؤمِنُ بِکَ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَ نُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرُ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَ نَتْرُکُ مَنْ یَفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَ نَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِق" .

ترجمہ:۔ یا اللہ ہم تیری مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں ہم تیری بہترین ثناء کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور کفران نعمت نہیں کرتے اور ہانک دیتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں ہم اس کو جو تیرا گناہ کرے یا اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں (اور اے ہمارے پروردگار) تیرے لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف دوڑتے ہیں اور تیرے راستہ پر چلتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں کیونکہ تیرا عذاب کافروں سے ملا ہوا ہے۔

اس کے بعد رکوع وسجود کے ساتھ رکعت پوری کر کے سلام پھیرے۔

اس نماز کی پہلی رکعت میں سبح اسم دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھنا مسنون ہے جو لوگ تہجد گذار ہیں وہ وتر تہجد کے بعد پڑھیں یا عشاء کے بعد پڑھ لیں اور تہجد کے بعد نہ پڑھیں دونوں عمل درست ہیں بعض لوگ عشاء کے بعد بھی وتر پڑھتے ہیں اور تہجد کے بعد بھی منقول ہے کہ حضرت بندگی میاںؒ جب کبھی عشاء کے بعد وتر پڑھتے تو سجدۂ سہو کرتے (انصاف نامہ) حدیث میں ہے "جو وتر نہ پڑھ کر سوئے وہ صبح کے وقت پڑھ لے"

نماز تحیتہ الوضو

وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو کا پڑھنا سنت ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ بعض علماء کے پاس اس کی ادائی مستحب ہے لیکن حضرت مہدی علیہ السلام نے ہمیشہ یہ نماز پڑھی ہے اور فرمایا "جو شخص وضو کر کے دوگانہ نہ پڑھے وہ دین کا بخیل ہے (حدود دائرہ)

آپ نے اس نماز کی پہلی رکعت میں وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوْا اللّٰہَ فَاسْتَغْفِرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ (آل عمران ۱۳۵)

ترجمہ:۔اور وہ لوگ جب بے حیائی یا ظلم کریں اپنی جانوں پر اللہ کو یاد کریں پھر بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی اور سوائے خدا کے گناہوں کو کون بخشتا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس پر اصرار نہ کریں اور وہ جانتے ہیں۔
دوسری رکعت میں وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرً رَّحِیْماً (النساء۱۱۰)
ترجمہ:۔جو کوئی برا کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پائے گا۔کی آیتیں تلاوت فرمائی ہیں (پنج فضائل) بعد ختم نماز سجدہ میں جا کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ سَجَدَتُ لَکَ سُوَادِیْ وَآمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ وَاَقَّرَبِکَ لِسَانِیْ هَا اَنَا ذَالِکَ اَذْنَبْتُ ذَنْباً عَظِیْمًا وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوبِ الْعَظِیْمِ اِلَّا الرَّبِ الْعَظِیْمِ اِلَّا الرَّبِ الْعَظِیْمِ اِلَّا الرَّبِ الْعَظِیْمِ اِلٰهِی کَفَانِیْ مِنْ نَعِیْمِ الدُّنْیَا مُحَبَّتِکَ وَشَوْقِکَ وَعِشْقِکَ وَذِکْرِکَ وَکَفَانِیْ مِنْ نَعِیْمِ الْاٰخِرَةِ لِقَآئِکَ وَرَضَآئِکَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمِ الْاَکْرَمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (پنج فضائل)

ترجمہ:۔یا اللہ تجھ کو میرے جسم نے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا اور میری زبان نے تیرا اقرار کیا افسوس میں نے بہت بڑا گناہ کیا اور بہت بڑے گناہ کون بخشتا ہے سوائے عظمت والے پروردگار کے سوائے عظمت والے پروردگار کے سوائے عظمت والے پروردگار کے۔الٰہی مجھے کافی ہے دنیا کی نعمتوں سے تیری محبت اور تیرا شوق اور تیرا عشق اور تیرا ذکر اور کافی ہے مجھے آخرت کی نعمتوں سے تیرا دیدار اور تیری رضا مندی تیرے فضل وکرم سے اے بڑے کریموں سے زیادہ کرم کرنے والے اور تیری رحمت کے طفیل سے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

اوقات مکروہہ یعنی وقت استواء بعد نماز عصر تا مغرب اور بعد نماز فجر تا طلوع آفتاب نماز تحیۃ الوضو پڑھنا منع ہے۔اور حضرت افضل العلماء سید نجم الدین صاحب قبلہ اپنے ایک فتوے میں کہتے ہیں ''حنفیہ کے پاس طلوع فجر کے بعد سے سنت فجر کے سوا ہر نماز مکروہ تحریمی ہے اور امام احمدؒ کے پاس حرام ہے۔اور صبح کی نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کا دوگانہ تحیۃ الوضو پڑھنا ثابت نہیں ہوتا اس لئے وقت استوا اور بعد نماز فجر کی طرح وقت نماز فجر کے بعد بھی دوگانہ تحیۃ الوضو کی ادائی میں احتیاط مناسب ہے (ملاحظہ ہو رسالہ نور حیات ماہ نومبر ۱۹۸۰)

نماز تہجد

اس نماز کا وقت تو عشاء کے بعد شروع ہوجاتا ہے لیکن بالعموم آدھی رات کے بعد پڑھی جاتی ہے۔
حضرت رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز مداومت کے ساتھ پڑھی ہے حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''ولایت کا فیض چاہتے ہوتو تہجد پڑھا کرو'' (شواہد الولایت) اس نماز کے دو سے لے کر بارہ رکعت تک ہیں جتنے چاہے پڑھے اس کی ادائی کے لئے اجازت کی بھی قید ہے کسی سندی بزرگ سے اجازت لے کر شروع کرے آنحضرت ﷺ نے اس میں کبھی طویل قراءت پڑھی کبھی مختصر طور پر اس کو ادا کیا ہے بہتر یہ ہے اس میں اِنَّا فَتَحْنَا کا سورہ پڑھے (رسالہ محمود) یا دس رکعتیں مقرر کرے اَلَمْ تَرَ سے وَالنَّاسِ تک قراءت پڑھ لے یا بارہ رکعت پڑھے اور اس میں سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں بارہ مرتبہ دوسری میں گیارہ مرتبہ تیسری میں دس ایسے ہی ہر رکعت میں ایک ایک کم کرتے ہوئے آخری رکعت میں ایک بار یہ سورہ پڑھے (مخزن الولایت) نماز تہجد کے ہر دو رکعت کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لاَ اَمْلِکُ ضَرًّا وَلاَ نَفْعًا وَلاَ مَوْتًا وَلاَ حَیٰوتًا وَلاَ نُشُوْرًا وَلاَ اَسْتَطِیْعَ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَیْتَنِیْ وَلاَ اَنِ اتَّقٰی اِلَّا مَا وَقِبْتَنِیْ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَاقِبَتِهٖ بعد ختم نماز تہجد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْنِیْ مِنَ الظُّلَمَاتِ الْوَهْمِ وَاَکْرِمْنِیْ بِنُوْرِ الْفَهْمِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا بَابَ حِکْمَتِکَ وَانْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِنْ بَرَکَاتِکَ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ اَللّٰهُمَّ اَسْکُرْلِیْ فِیْ شَرَابِ مُحَبَّتِکَ وَاحْرُقْنِیْ فِیْ نَارِ عِشْقِکَ وَاقْتُلْنِیْ فِیْ سَیْفِ اِشْتِیَاقِکَ وَاغْسُلْنِیْ فِیْ مَآءِ رَحْمَتِکَ وَاکْفِنِیْ فِیْ ثَوْبِ مَغْفِرَتِکَ وَاقْبِرْنِیْ فِیْ مَقَابِرِ الْعَاشِقِیْنَ وَاخْلُقْنِیْ مِنْ خَلَقْتُ الْمُخْلِصِیْنَ

اگر تہجد کے بعد وتر پڑھے تو بعد ختم وتر یہ دعا پڑھ لے۔

اَللّٰهُمَّ یَا هَادِیْ الْمُضِلِّیْنَ وَیَا اَرْحَمُ الْمُذْنِبِیْنَ وَیَا مَقْبِلُ عَشْرَاتُ الْعَاشَرِیْنَ اِرْحَمْ عَبْدَکَ وَالْخَطْرِ الْعَظِیْمِ وَالْمُسْلِمِیْنَ کُلَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْاَحْیَآءِ لَمَرْزُوْقِیْنَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّنَ وَالصِّدِّقِیْنَ

وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِیۡنَ آمِیۡن یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ

اس نماز کو پڑھ کر صبح تک جاگنا بڑی فضیلت رکھتا ہے لیکن اگر کسلمندی غالب ہو تو سوجانا چاہئے تاکہ صبح کی نماز میں سستی باقی نہ رہے کبھی کبھی آنحضرت ﷺ اس نماز کے پڑھنے کے بعد صبح کی اذان ہونے تک لیٹ جاتے جو لوگ نوبت جاگتے ہوں ان کو اختیار ہے کہ یہ نماز اپنی نوبت میں پڑھ لیں یا پھر آخر شب اٹھ کر اس نماز کو ادا کریں (شرح عقیدہ)

حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ ''رات کا جاگنا بہت مشکل و دشوار ہے جب وتر پڑھ لو تو اس کے بعد دو رکعت بھی پڑھ لیا کرو کیونکہ اگر رات کو (تہجد کے لئے) اٹھ گئے فبہا ورنہ یہ دو رکعتیں ہی اس کی جگہ ہو جائیں گی (دارمی)

نماز اشراق:۔ اس نماز کے پڑھنے کی حضرت مہدی علیہ السلام نے اجازت عطا فرمائی ہے دن بلند ہونے کے بعد یہ نماز پڑھی جاتی ہے اور اس کے دو یا چار رکعت ہیں۔

نماز چاشت:۔ اس کو نماز ضحیٰ بھی کہتے ہیں اس کے دو تا آٹھ رکعت ہیں حضرت رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز یہ نماز پڑھی ہے۔ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے یہ نماز حضرت مہدی علیہ السلام کی اجازت سے پڑھی ہے (پنج فضائل) یہ نماز پہر دن چڑھنے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

نماز حاجت:۔ اس کو سنت الحاجات بھی کہتے ہیں یہ نماز عشاء کی نماز کے فرض و سنت کے بعد اور وتر کے پہلے پڑھی جاتی ہے اس کے چار رکعت ہیں اور اس کے پڑھنے کی اجازت حضرت مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں شاہ نظامؓ کو مرحمت فرمائی ہے (پنج فضائل)

نماز کسوف:۔ سورج گرہن لگنے کی صورت میں دو رکعت نماز پڑھنا اور اس میں قراءت طویل پڑھنا چاہئے۔ جماعت سے بھی یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے بعد ختم نماز سورج صاف ہونے تک ذکر میں بیٹھا رہے۔

نماز خسوف:۔ چاند کو گرہن لگنے پر دو رکعت پڑھے قراءت مختصر پڑھے اور ختم نماز پر ذکر میں مشغول رہے یہاں تک کہ گرہن دور ہو جائے (دینیات مہدویہ)

نماز استسقاء:۔ یہ نماز طلب باراں کے لئے پڑھی جاتی ہے ایک دفعہ حضرت رسول خدا ﷺ استسقاء کی دعا کے لئے نکلے اور چادر کو لپیٹ لیا پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی (بخاری) اور ایک حدیث یہ

ہے کہ آپ نے نماز نہیں پڑھی بلکہ صرف دعا کی (مشکوۃ شریف) حضرت عمرؓ نے بھی بارش کے لئے دعا کی ہے۔(مالابدمنہ)

نماز توبہ:۔ اگر کوئی گناہ سرزد ہو تو جلد وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور استغفار کرے اور اس گناہ سے توبہ کرے اور کئے ہوئے گناہ پر نادم رہے اور آئندہ کے لئے عزم کرے کہ پھر کبھی اس کا مرتکب نہ ہوں گا۔ (مالابدمنہ)

نماز استخارہ:۔ اگر کوئی کام درپیش ہو تو اس کے لئے استخارہ سنت ہے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَخِیۡرُکَ بِعِلۡمِکَ وَاسۡتَقۡدِرُکَ بِقُدۡرَتِکَ وَاَسۡئَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ الۡعَظِیۡمِ ۔ فَاِنَّکَ تَقۡدِرُ وَلَا اَقۡدِرُ وَتَعۡلَمُ وَلَا اَعۡلَمُ وَاَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرُ خَیۡرٌ'' لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَدُنۡیَایَ وَعَاقِبَۃُ اَمۡرِیۡ فَقَدِّرۡہُ لِیۡ وَیَسِّرۡہُ لِیۡ ثُمَّ بَارِکۡ لِیۡ فِیۡهِ وَاِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَ شَرٌّ'' لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ اَوۡدُنۡیَایِ اَوۡعَاقِبَۃُ اَمۡرِیۡ فَاصۡرِفۡهُ عَنِّیۡ وَاصۡرِ فۡنِیۡ عَنۡهُ وَاقۡدِرۡلِیَ الۡخَیۡرُ حَیۡثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیۡ بِهٖ

نماز تراویح

یہ نماز ماہ رمضان میں پڑھی جاتی ہے اس کے بیس رکعت ہیں اس کا وقت نماز عشاء کے بعد اور وتر کے پہلے ہے اور رمضان کی پہلی رات سے لے کر تین روز تک سنت موکدہ ہے۔اس کے بعد سات روز تک حضرت مہدی علیہ السلام کی اتباع میں یہ نماز پڑھتے ہیں کہ حضرت امام علیہ السلام نے یہ نماز دس روز تک پڑھی ہے۔اور پورا مہینہ ختم قرآن کے ساتھ مستحب ہے۔حضرت شاہ نظامؒ نے ختم قرآن کے ساتھ تیس تراویح پڑھے ہیں (اخبارا لاسرار) اگر حافظ نہ ہو تو اَلَمۡ تَرَ سے وَالنَّاسِ تک قراءت دو مرتبہ کر کے پڑھیں (عالمگیری) جماعت ہونے کی صورت میں نماز عشاء نماز تراویح اور نماز وتر جماعت سے ہی پڑھنی چاہئے۔ایک ہی مسجد میں دو مرتبہ تراویح جماعت کے ساتھ مکروہ ہے۔ایک امام عشاء اور وتر جماعت سے پڑھائے اور دوسرا تراویح پڑھائے تو جائز ہے۔اگر کوئی شخص غلطی سے دو کے بجائے چار رکعت اس نماز کے پڑھ لے تو دو رکعتوں کا ہی شمار ہوگا (عالمگیری) اس نماز کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نماز عشاء کے چار

رکعت سنت، پھر فرض پھر دو رکعت سنت کے بعد جماعت سے یہ نماز دس دوگانوں میں ادا کی جائے اور ہر دو رکعت کے بعد امام اور مقتدی یہ تسبیحات آواز سے پڑھیں۔

پہلے دوگانے کے بعد:۔ يَا كَرِيْمُ الْمَعْرُوْف يَا قَدِيْم الْإِحْسَان اَحْسِنْ اِلَيْنَا بِاِحْسَانِكَ الْقَدِيْم وَبِفَضْلِكَ الْعَظِيْم يَا كَرِيْم يَا رَحِيْم يَا اَللّٰه يَا اَللّٰه يَا اَللّٰه

ترجمہ:۔اے مشہور کرم کرنے والے اے قدیم احسان کرنے والے ہم پر احسان کر اپنے قدیم احسان اور بڑے فضل کے ساتھ اے بخشش والے اے رحم والے یا اللہ یا اللہ یا اللہ

دوسرے دوگانہ کے بعد:۔ کلمہ شہادت تین بار پڑھیں پھر یہ دعا ایک بار پڑھیں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَالرُّؤْيَةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ يَا خَالِقُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا كَرِيْمُ يَا سَتَّارُ يَا رَحِيْمُ يَا بَارُ. اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْر يَا مُجِيْر يَا مُجِيْر. اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفُوَ فَاعْفُ عَنَّا بِكَرَمِكَ يَا اَكْرَمُ الْاَكْرَمِيْنَ وَبِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ. اس کے بعد يَا كَرِيْمُ الْمَعْرُوْف تا آخر ایک بار پڑھیں۔

ترجمہ:۔ یا اللہ ہم تجھ سے جنت اور رویت کا سوال کرتے ہیں اور آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں اے جنت اور دوزخ کے پیدا کرنے والے اپنی رحمت کے طفیل سے اے غلبہ والے اے بخشش والے اے کرم والے اے عیبوں کو چھپانے والے اے رحم کرنے والے اے احسان کرنے والے۔ یا اللہ ہم کو دوزخ سے بچا اے بچانے والے اے بچانے والے اے بچانے والے یا اللہ تو معاف کرنے والا بخشش کرنے والا ہے معافی کو پسند کرتا ہے ہم کو معاف کر دے اپنے کرم سے اے کرم کرنے والوں میں سب سے زیادہ کرم کرنے والے اور اپنی رحمت سے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے

تیسرے دوگانے کے بعد:۔ يَا كَرِيْمُ الْمَعْرُوْف تا آخر ایک بار پڑھیں۔

چوتھے دوگانے کے بعد:۔ یہ درود شریف تین بار پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدَيْنِ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدَيْنِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ وَعَلٰى كُلِّ مَلَكٍ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ. پھر اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ تا آخر اور يَا كَرِيْمُ الْمَعْرُوْف تا آخر ایک ایک بار پڑھیں۔

ترجمہ:۔ یا اللہ رحمت کامل نازل فرما دونوں محمد (محمد نبی اور محمد مہدی) پر اور دونوں محمد کی آل پر اور برکت

اور سلامتی نازل فرما اور رحمت نازل فرما تمام انبیائے مرسلین پر اور تمام مقرب فرشتوں پر اور اللہ کے نیک بندوں پر اور تمام فرشتوں پر اپنی رحمت سے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

پانچویں دوگانے کے بعد:۔ یَا کَرِیْمُ الْمَعْرُوْفُ تا آخر ایک بار پڑھیں

چھٹے دوگانے کے بعد:۔ کلمۂ تمجید تین بار پھر اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ تا آخر اور یَا کَرِیْمُ الْمَعْرُوْف تا آخر ایک ایک بار پڑھیں۔

ساتویں دوگانے کے بعد:۔ یَا کَرِیْمُ الْمَعْرُوْف تا آخر اک بار پڑھیں۔

آٹھویں دوگانے کے بعد:۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ بِحَمْدِہٖ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُو اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَخَطِیْئَۃٍ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ تین بار اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ تا آخر اور یَا کَرِیْمُ الْمَعْرُوْف تا آخر ایک ایک بار پڑھیں۔

ترجمہ:۔ پاکی سزاوار ہے اللہ کو اور ہر قسم کی تعریف اس کے لئے ہے اور پاکی سزاوار ہے بلند مرتبہ اور عظمت والے اللہ کے لئے اور سب تعریف اسی کے لئے ہے میں مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے جو میرا پروردگار ہے اپنے تمام گناہوں اور خطاؤں سے اور اسی کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

نویں دوگانے کے بعد:۔ یَا کَرِیْمُ الْمَعْرُوْف تا آخر ایک بار پڑھیں

دسویں دوگانے کے بعد:۔ اَسْتَغْفِرُو اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُو اللّٰہَ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم غَفَّارُ الذُّنُوبِ سَتَّارُ الْعُیُوْبِ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ کَشَّافُ الْکُرُوْبِ یَا مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ. تین بار اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ تا آخر اور یَا کَرِیْمُ الْمَعْرُوْف تا آخر ایک ایک بار پڑھیں۔

ترجمہ:۔ میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں جو ہمیشہ زندہ اور قائم ہے گناہوں کا بخشنے والا عیبوں کا چھپانے والا غیب کی باتوں کا جاننے والا سختیوں کا کھولنے والا اے دلوں کے اور نظروں کے پھیرنے والے توبہ کرتا ہوں میں اس کی طرف۔

اس کے بعد وتر کی نماز جماعت سے پڑھ کر تین بار یہ تسبیح پڑھیں۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ

وَالْكِبْرِيَآ ءِ وَالْجَبْرُوْةِ سَبْحَانَ الْمَلِكُ الْحَىُّ الَّذِىْ لاَ يَنَامُ وَلاَ يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالْجَلاَلِ وَالْاِكْرَامِ سَبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلاَ ئِكَةِ وَالرُّوْح. پھرایک باراَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ تاآخراور يَا كَرِيْمُ الْمَعْرُوْف تاآخرایک ایک بار پڑھیں۔

ترجمہ:۔پاک ہے ملک وحکومت والا پاک ہے عزت وعظمت اور ہیبت اورقدرت اور بڑائی اوردبدبے والا پاک ہے وہ بادشاہ جوزندہ ہے جس کونہ نیند ہے نہ موت ہمیشہ ہمیشہ ہے جلال اور بزرگی والا ہے پاک ہے بہت پاک ہے ہمارا پروردگاراور فرشتوں کااورارواح کاپروردگار۔

نماز شب معراج

مشائخین طریقت نے کہا ہے شب معراج میں چاررکعت نماز ایک سلام سے پڑھے جوقرأت چاہے پڑھے عمراس کی دراز ہوفقروفاقہ اس سے دورہو(بیاض الاولیاء)

بندگی میاں سید فضل اللہؒ نے اپنی تالیف سنت الصالحین میں شب معراج اورشب برأت کے غیرضروری اہتمام سے منع کیا ہے مہدویہ میں صرف فرائض کی ادائی کی اہمیت ہے۔دائرہ کی زندگی میں نماز تہجد کاپڑھنا اورنوبت کاجاگنا نہایت ضروری تھا۔دائرہ ٹوٹ جانے سے اغیار کی صحبتوں نے رنگ لایااوران راتوں میں جن کے تقدس سے انکارنہیں اورجن کوصرف ذکروفکرہی میں بسرکردینا چاہئے۔عوام نے جلسے کرنااوررات بھرنوافل پڑھنا شروع کردیا ہے۔یہاں شب معراج اورشب برأت کی ان نمازوں کے ذکر سے مقصود محض یہی ہے کہ لوگ نوافل کے بجائے کم ازکم مشائخین طریقت کی بتائی ہوئی ان نمازوں کوپڑھ لیاکریں۔" ہمارے بزرگوں نے مقدس ایام ولیالی میں قضانمازوں کے پڑھنے کاحکم دیا ہے۔تاکہ اجروثواب زیادہ حاصل ہوکرنمازیں بھی ذمہ سے ساقط ہوجائیں۔اورنوافل کی ادائی کے التزام سے بھی بچے رہیں۔جس کی ممانعت حضرت مہدی علیہ السلام نے کردی ہے" بی بی عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس رات میں آدھی رات کے بعد دورکعت نماز پڑھی ہے۔سجدہ درازکیا اوربہت دیرتک سجدہ میں دعامانگتے رہے نیزآنحضرت ﷺ نے اس رات قبرستان میں جاکرمردوں پرفاتحہ پڑھی ہے(غنیۃ الطالبین)

نماز شب برأت

مشائخین طریقت نے اس میں جواعمال مقررکئے ہیں ان میں یہ ہے کہ مغرب کے بعداورعشاء سے پہلے

۳ دوگانے پڑھے ان نمازوں کی ہر رکعت میں آیت الکرسی ایک بار اور قل هو الله احد تین بار پڑھے پہلا دوگانہ درازیٔ عمر کی نیت سے دوسرا دفع بلا کی نیت سے اور تیسرا زیادتی رزق کی نیت سے پڑھے۔ ہر دوگانہ کے ختم پر یٰسین شریف ایک بار قل هو الله احد ۲۱ بار پڑھ کر دعائے نصف شعبان پڑھے جو یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ يَا ذَا الْمَنِّ وَلاَ يُمَنُّ يَا ذَالْجَلاَلِ وَالْإِكْرَامُ يَا ذَا لطَّوْلِ وَالْاَنْعَامِ ط لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ ظَهَرُ الاَّجِيْنَ ط وَجَارَ الْمُسْتَجِرِيْنَ ط وَاَمَانَ الْخَائِفِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ كَتَبْتَنِىْ عِنْدَكَ فِىْ اُمُّ الْكِتَابِ شَقِيًّا اَوْ مَحْرُوْمًا اَوْ مَطْرُوْرًا اَوْ مُقَتَّرًا عَلَىَّ فِى الرِّزْقِ ط فَامْحُ اَللّٰهُمَّ بِفَضْلِكَ شَقَاوَتِىْ وَحِرْمَانِى وَطَرْدِىْ وَاقْتِتَارَ رِزْقِىْ وَاثْبِتْنِىْ عِنْدَكَ فِىْ اُمُّ الْكِتَابِ سَعِيْدًا مَرْزُوْقًا مُوَفَّقًالِلْخَيْرَاتِ ط فَاِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَق ط فِىْ كِتَابِ الْمُنَزَّلَ ط عَلٰى لِسَانِ نَبِيُّكَ الْمُرْسَلِ ط يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثَبِّتُ وَعِنْدَهُ اُمُّ الْكِتَابُ اِلٰهِىْ بِالتَّجَلِّىَ الْاَعْظَمُ فِىْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ شَعْبَانُ الْمَكَرَّمُ ط اَلَّتِىْ يُفْرِقُ فِيْهَا كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ وَيُبْرَمُ ط عَنْ تَكْشِفُ عَنَّا مِنَ الْبَلآءِ وَالْبَآوَاءِ مَا تَعْلَمُ وَمَا لاَ نَعْلَمُ ط وَمَا اَنْتَ بِهٖ اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ط وَصَلَى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

عشاء کے بعد دو رکعت صلوٰۃ الخیر کی نیت سے پڑھ کر ۱۰۱ مرتبہ کلمہ تمجید پڑھ لے۔

نماز دوگانہ ٔ لیلۃ القدر

ماہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو دو رکعت نماز حضرت مہدی علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کے حکم سے ادا فرمائی ہے اور اپنی گروہ پر اس کو فرض کر دیا ہے۔ اس لئے یہ نماز آپ کی اتباع اور فرض کی نیت سے پڑھی جاتی ہے (رسالۂ لیلۃ القدر) اس نماز کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ رمضان کی ستائیسویں شب غسل کر کے جو اچھے سے اچھا لباس مل سکے پہن کر خوشبو میسر ہو تو لگا کر اس نماز کے لئے تیاری کریں۔ اور دو پہر رات کے بعد اذاں دے کر سحری سے پہلے عشاء کی چار رکعت سنت پھر فرض پھر دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد وتر سے پہلے یہ نماز جماعت سے پڑھیں اور ہر مہدوی کے لئے اس کو اپنے مرشد کے پیچھے

پڑھنا باعث خیر و برکت ہے۔ اور عورتیں بھی اس نماز میں شریک رہ کر ثواب حاصل کریں اس نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ والضّحٰی اور دوسری میں سورۃ انا انزلناہ پڑھنا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی تقلید ہے کہ آپ نے اس نماز میں یہی سورتیں پڑھی ہیں اس نماز کے ختم پر امام بآواز بلند یہ دعائیں مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنَا مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ زُمْرَۃِالْمَسَاکِیْنَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۔ اَللّٰھُمَّ صَغِّرِ الدُّنْیَا بِاَعْیُنِنَا وَعَظِّمْ جَلَالَکَ فِیْ قُلُوْبِنَا وَوَفِّقْنَا لِمَرْضَاتِکَ وَثَبِّتْنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَطَاعَتِکَ وَمُحَبَّتِکَ وَشَوْقِکَ وَعِشْقِکَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ط رَبَّنَا لاَ تُوَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَانَا رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلْنَا مَالاَ طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا قف اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ۔ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِی لِلْاِیْمَانْ اَنْ آمَنُوْا بِرَبِّکُمْ فَآمَنَّا ۔ ربَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارَ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَاوَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلاَ تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ط اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِیْعَادُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارْ رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ط اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَابَ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَابَ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَابَ

ترجمہ:۔ یا اللہ ہم کو مسکین زندہ رکھ، مسکین مار اور قیامت کے دن ہمارا مسکینوں کے ساتھ حشر کر اپنے فضل اور اپنے کرم سے اے سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والے اور اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔ یا اللہ دنیا کو ہماری نظروں میں چھوٹی اور حقیر کر کے بتلا اور اپنے جلال کی عظمت ہمارے دلوں میں بٹھا اور اپنی مرضی سے ہم کو واقف کر اور ہم کو اپنے دین اور اپنی اطاعت اور اپنی محبت اور اپنے شوق اور اپنے عشق پر ثابت قدم رکھ اپنے فضل سے اور اپنے کرم سے اے سب کرم کرنے

والوں سے زیادہ کرم کرنے والے اوراے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے یا اللہ ہم کوحق کو حق کرکے بتلا اوراس کی اتباع روزی کر یا اللہ ہم کو باطل کو باطل کرکے بتلا اوراس سے دوری ہم کو روزی کر اپنے فضل اوراپنے کرم سے اے سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والے اوراپنے رحم سے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔اے ہمارے پروردگارہم کو بھول اور خطا پر نہ پکڑ اے ہمارے پروردگارہم پر بھاری بوجھ مت رکھ جیسا کہ تونے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھااے ہمارے پروردگار ہم سے وہ بارنہ اٹھا جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگزر کرہم سے اور بخشدے ہم کواوررحم کرہم پر تو ہی ہمارا مولا ہے پس مدد کر ہماری کافروں کی قوم کے مقابلے میں اے ہمارے پروردگار بیشک ہم نے سنا ایک منادی (یعنی مہدی) کو جو بلاتا ہے ایمان کی طرف یہ کہ تم ایمان لاؤ اپنے پروردگار پر پس ہم ایمان لائے اے ہمارے پروردگار پس ہمارے گناہ بخشدے اور ہماری برائیاں اتاردے اورنیک لوگوں کے سات ہم کو موت دے اے ہمارے پروردگارہم کو عطا کر وہ چیز جس کا وعدہ تونے اپنے رسولوں کے ذریعہ کیا ہے اور قیامت کے دن ہم کورسوا مت کر بیشک تو اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا اے ہمارے پروردگارہم کو عطا کراس دنیا میں بھلائی اورآخرت میں بھلائی اورہم کودوزخ کے عذاب سے بچااے ہمارے پروردگارہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد مت پھیر اوراپنے پاس سے ہم کورحمت عطا کر بیشک تو سب کچھ دینے والا ہے بیشک تو سب کچھ دینے والا ہے بیشک تو سب کچھ دینے والا ہے۔

اس کے بعد سب کے سب سجدہ میں جا کر وہ دعائیں پڑھیں جو دوگانہ تحیۃ الوضو کے بعد سجدۂ مناجات میں پڑھی جاتی ہیں اوراپنے دل کا مدعا جناب باری میں عرض کریں اس کے بعد سب کے سب وتر کی نماز جماعت سے ادا کریں نماز کے بعد تسبیح دی جائے چونکہ اس ایک رات کی عبادت ہزارمہینوں سے افضل ہے۔اس لئے اس رات میں صدقہ وخیرات کرنا اور تمام رات جاگنا اور ذکروفکر میں گذارنا بڑے ہی اجروثواب کا حامل ہے حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ جو مومن ثواب جان کر شب قدر میں بیداررہے اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے (بخاری) بعد ختم نماز مرشد پسخوردہ کرکے حاضرین کو پلائے اس نماز کا پڑھانا ارشادی عمل ہے۔اس لئے اہل ارشاد ہی اس کی امامت کا اہل ہے جہاں کوئی مرشد نہ ہو وہاں ایسا شخص امام ہونا چاہئے جس کو مرشد نے یہ نماز پڑھانے کی اجازت دی ہو اگر ایسا آدمی بھی نہ ہو تو بعض کا خیال ہے کہ ہرشخص انفرادی طور پر یہ نماز پڑھ لے اور بعض کہتے ہیں کہ کسی پرہیز گار کی اقتداء سے یہ نماز پڑھ لی جائے۔جماعت نہ ہونے کی صورت میں اکیلا نماز پڑھ لے اگر بدنصیبی سے یہ نماز فوت ہوجائے تو اس کی قضاء نہیں۔

نماز جمعه

نماز جمعہ فرض ہے مگر اس کی ادائی کے لئے چند شرائط ہیں جو یہ ہیں پہلے شہر کا ہونا دیہات میں یہ نماز درست نہیں مگر امام شافعیؒ اور اکثر ائمہ کے پاس دیہات میں بھی درست ہے (مالا بد منہ) دوسرے بادشاہ یا اس کے نائب کا ہونا لیکن امام شافعیؒ کے پاس یہ کوئی شرط نہیں ہے (کیمیائے سعادت) تیسرے ظہر کا وقت ہونا چوتھے خطبہ پڑھنا پانچویں جماعت ہونا امام اعظمؒ کے پاس جماعت کے لئے کم از کم تین آدمیوں کا ہونا ضرور ہے۔ لیکن امام شافعی چالیس آدمیوں کے سوا جمعہ کو صحیح نہیں مانتے اگر جماعت کے لوگ نماز کے درمیان بھاگ جائیں تو امام اور باقی لوگوں کا جمعہ فوت ہوگا ان لوگوں کو چاہئے ظہر سرے سے شروع کریں چھٹی شرط اذنِ عام ہے۔

ان شرائط کے موجود ہونے پر جمعہ فرض ہے اور ظہر کی نماز ساقط ہو جاتی ہے۔ غلام، عورت، لڑکا اور بیمار کو جمعہ معاف ہے (نور الہدایہ) لیکن اگر یہ لوگ بھی جمعہ پڑھ لیں تو ان کے ذمہ سے ظہر ساقط ہو جائے گی۔ جمعہ میں دو خطبے ہیں اور اس کی مقدار امام اعظمؒ کے پاس بقدر ایک تسبیح کے ہے مگر صاحبین کے پاس خطبہ طویل ہونا چاہئے۔ اور ہر خطبہ حمد و دعا اور احکام تقویٰ پر مشتمل ہو اس نماز کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔ اور اچھا لباس پہن کر مسجد میں آنا چاہئے جہاں تک ہو سکے یہ کوشش کرے کہ پہلی صف میں جگہ مل جائے۔ چار رکعت سنت قبل جمعہ پڑھنے کے بعد امام جب منبر پر آئے تو اس کے سامنے اذاں کہی جائے پھر امام خطبہ شروع کرے خطبہ کے آغاز کے بعد نماز پڑھنا یا بات کرنا حرام ہے لوگ امام کی طرف منہ کر کے خاموشی سے خطبہ سنیں۔ پہلا خطبہ ختم کر کے امام تھوڑی دیر بیٹھ جائے۔ پھر اٹھ کر دوسرا خطبہ پڑھے دونوں خطبوں کے درمیان دعا کے لئے مقبولیت کا وقت ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس عربی کے سوا دوسری زبان میں بھی خطبہ جائز ہے (سفر السعادۃ) لیکن ایسی صورت میں بھی حمد و ثناء عربی ہی میں پڑھنا چاہئے تاکہ خلاف سنت نہ ہو، خطبہ تمام ہونے پر اقامت کہی جائے اور امام جماعت سے دو رکعت جہر کے ساتھ نماز پڑھائے (نور الہدایہ) حضرت رسول خدا ﷺ نے نماز جمعہ و عیدین میں **سبح اسم اور هل اتک حديث الغاشيه** کے سورے پڑھے ہیں۔ (مسلم) کبھی جمعہ اور منافقون کی سورتیں آپ نے پڑھی ہیں (کیمیائے سعادت) نماز جمعہ کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُ یَا حَمِیْد یَا مُبْدِیُ یَا مُعِیْد یَا رَحِیْم یَا وَدُوْد اَغْنِنِیُ بِحَلاَلِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِفَضْلِکَ عَنْ مَّنْ سواکَ

ترجمہ:۔ یا اللہ اے بے نیاز اے حمد کئے گئے اے پیدا کرنے والے اے پھیرنے والے اے رحم کرنے والے اے دوست رکھنے والے بے پروا کردے تو مجھ کو اپنے حلال کی بدولت اپنے حرام سے اے فضل کے طفیل سے اپنے ماسواء سے

جو شخص اس دعا کا ورد رکھے گا اس کی روزی غیب سے پہونچے گی (کیمیائے سعادت) ختم نماز جمعہ کے بعد چار رکعت سنت پھر دو رکعت مستحب پڑھے۔

نماز عیدین

عیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازیں واجب ہیں ان کے لئے بھی وہی شرائط ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں مگر خطبہ ان نمازوں میں سنت ہے اور چھ تکبیریں ان نمازوں میں زائد ہیں اور وقت ان کا آفتاب کے ایک نیزہ بلند ہونے سے لے کر زوال کے پہلے تک ہے اس وقت سے پہلے نماز عید درست نہیں (غایۃ الاوطار) ان نمازوں کے لئے غسل سنت ہے اور اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو جسم پر ملنا مستحب ہے عید قربانی کی صبح کو بچوں کو کھانے اور دودھ سے روک دینا چاہئے (غایۃ الاوطار) عید کے روز طلوع آفتاب کے بعد جب تک نماز عید نہ پڑھ لی جائے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔ نماز عید پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر اولیٰ کے بعد ثناء پڑھ کر امام یکے بعد دیگرے تین تکبیریں کہے ہر تکبیر پر ہاتھ کان تک اٹھا کر چھوڑ دے مگر تیسری مرتبہ پھر باندھ لے پھر جہر سے قراءت پڑھے۔ قراءت رکوع وسجود سے فارغ ہو کر دوسری رکعت شروع کرے اس رکعت میں ختم قراءت پر پھر تین تکبیر کہے اور ہر تکبیر پر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دے چوتھی مرتبہ تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے اور نماز ختم کردے۔ بعد ختم نماز امام جمعہ کے خطبوں کے مانند دو خطبے دے مگر اذاں ان خطبوں میں نہیں ہے۔ عید الاضحیٰ کے خطبے میں احکام قربانی اور عید الفطر کے خطبے میں احکام فطرہ بیان کرے نماز عید کے بعد بزرگوں کی قدمبوسی حاصل کرنا دوست احباب سے ملنا ان کے پاس تحفے بھیجنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جائے اور دوسرے راستہ سے واپس ہو نماز عید بجائے عید گاہ کے مساجد میں بھی پڑھی جاسکتی ہے اور نمازیوں کی کثرت کی وجہ آلہ

مکبر الصوت Loud Speaker کا استعمال نماز اور خطبہ میں جائز ہونے کے متعلق بعض علماء نے فتویٰ بھی دیا ہے۔

مریض کی نماز:۔ اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے اور قیام و رکوع و سجود پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھ لے لیکن سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھکے اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر نماز پڑھے (درمختار)

نماز قصر:۔ ایام سفر میں ظہر' عصر' عشاء کی فرض نماز قصر یعنی دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے حضرت امام اعظمؒ کے پاس قصر واجب ہے حضرت مہدی علیہ السلام سفر میں قصر ہی پڑھا کرتے تھے (مولود میاں عبدالرحمٰن) لیکن سفر تین منزل کا ہونا چاہئے۔ سال میں جو سب سے چھوٹے دن ہوتے ہیں ان دنوں میں اوسط چال سے پیادہ تین دن کی مسافت طئے کرنے والا شرعی مسافر ہے۔ اور قصر اسی پر واجب ہے۔ اور یہ سفر حساب سے ساٹھ میل (۹۶) کلو میٹر کا ہوتا ہے۔ اتنی مسافت تیز رفتار سواری پر طے کرنے پر بھی قصر ہی پڑھنا چاہئے۔ جو شخص سفر پر روانہ ہو اور اپنے وطن کی آبادی سے باہر ہو جائے اور جب تک وہ واپس نہ آئے یا کہیں پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت کرے قصر پڑھتے رہے وطن اصلی وہ ہے جہاں مع اہل وعیال کے قیام ہو اور مسافر جہاں پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت کرے وہ وطن اقامت ہے اگر مسافر چار رکعت والی نماز بجائے قصر کے سہواً پوری پڑھ لے تو سجدہ سہو کرلے دو رکعت فرض اور دو نفل ہو جائیں گے (غایۃ الاوطار) جناب سید محمود صاحب اسحاقی کے استفتاء پر حضرت افضل العلماء مولانا سید نجم الدین صاحب نے جو فتویٰ دیا ہے کہ نماز قصر تمام ائمہ کے پاس واجب نہیں ہے۔ اگر کوئی مہدوی قصر نہ کرے تو اس کا عمل مبنی بر عالیت ہوگا'' اگر مقیم ظہر' عصر' عشاء میں کسی مسافر کی اقتداء کرے تو دو رکعت کے بعد امام کے سلام پھیرنے پر اٹھ کر باقی دو رکعت پوری کرلے اگر مسافر مقیم کی اقتداء کرے تو پوری چار رکعت پڑھے (مالا بد منہ) حضر کی قضاء شدہ نماز سفر میں پوری پڑھے اور سفر کی قضا شدہ نماز حالت حضر میں قصر ہی پڑھے (عالمگیری) اگر حالت سفر میں قبلہ نہ معلوم ہو تو غور وفکر کے بعد جس طرف قبلہ ہونے کا یقین ہو نماز پڑھے۔ نفل نماز تو بلا عذر سواری پر جائز ہے لیکن اگر چور یا درندہ کا خوف ہو یا بارش یا زمین پر گارا وغیرہ ہو یا رفیق چلے جائیں یا عورت کو کسی بدکار کا خوف ہو تو سواری پر فرض وواجب نماز بھی درست ہے۔ اور ایسی سواری پر بھی جس کو ٹھیرانے پر قدرت نہ ہو یہ نماز جائز ہے۔ اسی طرح چلتی ہوئی اور ٹھیری ہوئی ریل پر بھی فرض وواجب سنن اور نوافل نمازیں درست ہیں (غایۃ الاوطار) اور مسافر کو اختیار ہے چاہے سنت پڑھے یا چھوڑ دے (عالمگیری) ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کا ملا کر پڑھنا بھی مسافر

کے لئے جائز ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے ایسا کیا ہے حضرت شاہ نعمتؒ نے بھی سفر حج کے موقع پر ایسا ہی کیا ہے (پنج فضائل) لیکن ایسی صورت میں بیچ میں سنتیں نہ پڑھے (بخاری)

نماز قضاء

اگر کوئی نماز فوت ہوجائے تو جب یاد آئے قضاء پڑھ لے یہاں تک کہ امام اعظمؒ کے پاس اگر کسی صاحب ترتیب کی نماز قضاء ہوجائے اور وہ پہلے قضاء نہ پڑھ کر وقتیہ نماز پڑھے گا۔تو نماز ادا نہ ہوگی اور صاحب ترتیب اس کو کہتے ہیں جس کے ذمے چھ نمازوں سے کم قضاء ہوں حضرت خاتم المرشدؒ فرماتے ہیں کہ ''اگر نماز قضا ہوجائے تو اول نماز وقتیہ گزارے پھر قضا ادا کرے (اخبار الاسرار)

جس شخص کی بہت سی نمازیں قضا ہوجائیں ان کو یاد رکھ کر حساب سے ادا کرے اگر بے شمار نمازیں قضا ہوجائیں اور ان کی تعداد یاد نہ ہو تو کم وبیش تین سال کی نمازیں قضا پڑھ لے اس کو عمر قضا کہتے ہیں لیکن سنت کے لئے قضا نہیں ہے صرف صبح کی سنت اگر فرض کے ساتھ قضا ہوجائے تو اسی روز زوال کے پیشتر تک فرض کے ساتھ اس کی بھی قضا درست ہے لیکن اگر بغیر فرض کے فوت ہو تو ساقط ہوجائے گی (عالمگیری)

نماز کفارۃ القضاء:۔ مطلوب الطالبین سوانح حضرت محبوب الٰہیؒ میں ہے جو شخص نماز جمعہ کے بعد چار رکعت نماز بیک سلام پڑھے اور بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور انا اعطینا کا سورہ پندرہ بار پڑھے دو سو برس کی قضا نمازوں کا کفارہ ہو۔اس نماز کی نیت میں الفاظ کفارۃ القضاء کے کہے۔

تلاوت قرآن

قرآن شریف کی تلاوت کی احادیث میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے اس کو ایک نیکی ملے گی جو دوسرے اعمال کے دس نیکیوں کے برابر ہوگی (ترمذی) اور فرمایا ''جو قرآن سیکھے اور سکھائے وہ تم میں سب سے بہتر ہے'' (بخاری) حضرت مہدی علیہ السلام نے تلاوت قرآن کے متعلق فرمایا کہ کوئی سورۃ معین کرکے نہ پڑھو اور اوقات ذکراللہ میں تلاوت نہ کرو'' (حدود دائرہ) تلاوت باوضو کرے اور پڑھتے وقت قبلہ رو بیٹھے اور پہلے یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا ذِی الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ یَا مُرْسِلُ الرِّیَاحِ یَا بَاعِثُ الْاَرْوَاحِ یَا ذُو الْجُوْدِ وَالْاَسْمَاحِ یَا اَللّٰه یَا اَللّٰه یَا اَللّٰه یَا رَحْمٰن یَا رَحْمٰن یَا رَحْمٰن یَا رَحِیْم یَا

رَحِیُم یَا رَحِیُم

ترجمہ:۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے یا اللہ جو بڑا عرش والا ہے اور (اے وہ خدا) جو سیدھا راستہ دکھانے والا ہے (اے وہ خدا) جو ہواؤں کو بھیجنے والا ہے (اے وہ خدا) جو ارواح کو پیدا کرنے والا ہے (اے وہ خدا) جو زیادہ سخاوت کرنے والا ہے اور بخشش کرنے والا ہے اے اللہ اے اللہ اے اللہ اے بڑے مہربان اے بڑے مہربان اے بڑے مہربان اے رحمت والے اے رحمت والے اے رحمت والے۔اور ختم تلاوت پر یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحُشَتِیُ فِیُ قَبُرِیُ اَللّٰھُمَّ ارُحَمُنِیُ بِالُقُرُآنِ الُعَظِیُمِ وَاجُعَلُهُ لِیُ اِمَامًا وَنُوُرًا وَهُدًی وَرَحُمَةً اَللّٰھُمَّ ذَکِّرُنِیُ مِنُهُ مَا نَسِیُتُ وَعَلِّمُنِیُ مِنُهُ مَاجَهِلُتُ وَارُزُقُنِیُ تِلاوَتَهُ اٰنَاءَ اللَّیُلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَاجُعَلُهُ لِیُ حُجَّةً'' یَا رَبَّ الُعٰلَمِیُنَ آمین

ترجمہ:۔ یا اللہ میری قبر میں وحشت کے انیس ہو جا یا اللہ اس عظمت والے فرمان کے صدقے مجھ پر رحم کر اور میرے لئے پیشوا اور نور اور رحمت کر یا اللہ قرآن سے میں جو کچھ بھول گیا ہوں مجھے یاد دلا اور جس سے میں جاہل ہوں مجھے سکھا اور رات دن کی ہر ساعت میں اس کی تلاوت مجھے روزی کر اور اے پروردگار عالم اس کو میرے لئے حجت بنا آمین۔ پھر یہ درود شریف پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحُبِهٖ بِعَدَدِ مَا فِیُ جَمِیُعِ الُقُرُآنِ حَرُفًا حَرُفًا وَبِعَدَدِ کُلِّ حَرُفٍ اَلُفًا اَلُفًا

ترجمہ:۔ یا اللہ محمد اور ان کی آل اور اصحاب پر اتنی مرتبہ رحمت بھیج جتنے سارے قرآن کے حرف ہیں بلکہ ہر حرف کے بدلے میں ہزار ہزار مرتبہ

سجدۂ تلاوت

جو شخص نماز میں نہ ہو آیت سجدہ کی تلاوت کرے یا سنے تو کھڑا ہو کر بدوں رفع یدین اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے اور بعد سجدہ اللہ اکبر کہہ کر سیدھا کھڑا ہو جائے (عالمگیری) اس سجدہ کی نیت یہ ہے۔

نَوَیُتُ اَنُ اَسُجُدَ بِسَجُدَةِ التِّلاوَةِ مُتَوَجِّهًا اِلٰی جِهَةِ الُکَعُبَةِ الشَّرِیُفَةُ اَللّٰهُ اَکُبَر

اور سجدہ میں یہ دعا پڑھے۔

سَجَدْتُ بِالْقُرْآنِ وَآمَنْتُ بِا لرَّحْمٰنِ اِغْفِرْ عَبْدَکَ یَا رَحْمٰن یَا رَحْمٰن یَا رَحْمٰن

اگر نماز میں سجدہ کی آیت تلاوت کرے تو بحالت نماز اسی وقت سجدہ کرے سجدہ کی آیت آہستہ تلاوت کرنا مستحب ہے ایک ہی جلسے میں کئی بار آیت سجدہ تلاوت کرے تو ایک ہی سجدہ کافی ہے اور پوری سورت پڑھ کر آیت سجدہ نہ پڑھنا مکروہ ہے۔(شرح وقایہ) قرآن شریف پڑھ کر کسی مردے کو ثواب بخشدیں تو پہنچتا ہے اور پڑھنے والے کو بھی اجر حاصل ہوتا ہے۔

☆☆☆

چھٹا باب

نماز جنازہ اور تجہیز وتکفین کا طریقہ :

ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اس لئے موت کو ہمیشہ یادرکھنا چاہئے کہ جو شخص روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرے گا شہادت کا مرتبہ پائے گا۔(مالا بدمنہ) اوراس کو معصیت سے بچنے اور نیک کاموں کے کرنے کی توفیق نصیب ہوگی۔

مرض الموت میں توبہ وترک دنیا

بحالت موت بالخصوص ایسی حالت میں جب کہ زندگی سے مایوسی ہوجائے دنیوی معاملات اور خیالات سے یکسو ہوکر خدائے تعالیٰ کی جانب متوجہ ہونا اور اپنے گناہوں سے توبہ کرکے خدائے تعالیٰ سے اپنی مغفرت کی درخواست کرنی چاہئے۔اور کسی کا کوئی حق اپنے ذمہ ہوتو یا تو اس کو ادا کرے یا معاف کرالے اور جو توبہ بوقت جان کندنی کی جائے وہ مقبول ہے۔اور حدیث شریف میں ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا (غایۃ الاوطار)

جو شخص مرض الموت میں مبتلا اور قریب المرگ ہوا گراس نے اب تک دنیا کو ترک نہیں کیا ہے تو جولوگ اس کے پاس اٹھتے بیٹھتے ہیں ان پر فرض ہے کہ اس کے سامنے دنیا کی بے ثباتی اور ناپائداری کا بیان کرکے اس کو ترک دنیا پر آمادہ کریں کیونکہ پیش از غرغرۂ موت حالت حیات میں توبہ اور ترک دنیا فرض ہے (رسالۂ فرائض) اگر وہ شخص بلا ترک وتوبہ مرجائے اور کسی نے اس کو ایسی ترغیب نہیں دی تو سب حاضرین گنہگار ہوں گے۔

مریض کے پاس بوقت اخیر جولوگ موجود ہوں ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ دوسری کسی قسم کی گفتگو اور تذکرہ کے بجائے وہ مریض کو خدا کی جانب متوجہ کرکے ذکر دلاتے رہیں یعنی اس کے پاس بیٹھ کر" اِلَّا اللّٰہ توں ہے لَا اِلٰہ ہوں نہیں" کہتے رہیں کیونکہ جولوگ قریب المرگ ہوں ان کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی تاکید آنحضرت ﷺ نے کی ہے (مسلم) ونیز حدیث میں ہے کہ جس آدمی کا آخری کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا (غایۃ الاوطار) اور حاضرین بھی مریض کے ایمان پر خاتمہ کی دعا کرتے رہیں

جب وہ مرجائے ساتھ ہی اس کے ہاتھ ناف پر رکھ کر آنکھیں اور منہ بند کر کے دھاٹا باندھیں اور پیر سیدھے کریں اور میت کا سر شمال کی جانب اور منہ قبلہ کی طرف کر کے پلنگ پر لٹادیں اور پاک چادر اُڑھادیں اور حتی الامکان کفن دفن میں جلدی کریں اور جہاں تک ہوسکے کفن اچھا دیں (مسلم) لیکن شہید کو غسل اور کفن نہیں دینا چاہیئے بلکہ خون آلودہ بدن کے کپڑوں سے اس پر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کردینا چاہیئے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے (بخاری)

بچہ پیدا ہونے کے بعد آواز دے اور حرکت کر کے مرجائے تو اس کا نام رکھ کر غسل دے کر بعد نماز جنازہ اس کو دفن کیا جائے۔ اگر ولادت کے بعد حرکت کرے نہ آواز دے تو غسل دے کر کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردے (نورالہدایہ)

تفصیل کفن

مردانہ کفن کی تفصیل یہ ہے۔ نوگز کوراسین اس میں تین لنگیاں ہر لنگی ساڑھے چار ہاتھ کی اور باقی میں تین رومال سولہ گز دھویا سین یا چھلواری اس میں دس ہاتھ موٹ میں ساڑھے تین ہاتھ پائجامہ میں باقی میں نیچے اوپر کی دو چادریں اور تین گز ململ اس میں کرتا اور دستار اور سیچولی کے لئے شال وغیرہ حسب مقدار لیں اگر میت بچے کی ہو تو حسب ضرورت کپڑے میں کمی کی جائے۔

اور زنانہ کی تفصیل یہ ہے گیارہ گز کوراسین اس میں پانچ پانچ ہاتھ کی تین لنگیاں باقی میں تین رومال سولہ گز دھویا سین یا چھلواری اس میں دس ہاتھ موٹ باقی میں ازار اور نیچے اوپر کی چادریں اور تیرہ گز سرخ ململ یا مدرہ سہاگن کے لئے یا میت بیوہ ہو تو سفید ململ اس میں سینہ بند کرتا' داوَنی اور اوپر اڑانے کی چادر اور سیچولی کے لئے حسب مقدار شال دوشالہ یا آغابانی لیں۔

پارچہ مذکور کے علاوہ ضروری اشیاء یہ ہیں دو گھڑے یا مٹکیاں دو صحنک دو بدنے' بوریا یا حصیر' عبیر آدھا پاوَ' سرمہ عطر' دستار اور سہرے کے پھول کی کلیاں اور فاتحہ کے لئے پھول' روئی کا گالہ' موٹ اور چادریں سینے کے لئے' سوئی تاگہ' پانی گرم کرنے کے لئے لکڑیاں' میت عورت کی ہو تو پلنگ کے طول وعرض کے برابر چھ بانس کی چھڑیاں اور ان کو باندھنے کے لئے بقدر ضرورت سُتلی' واپسی کے وقت تقسیم کے لئے شکر اگر میت صاحب زوجہ مرد کی ہو تو بیوہ کے لئے ایک چادر کی چھلواری پانچ گز اور ایک دوپٹہ کا کپڑا اور ایک بوریا زیادہ

لیں تا کہ وہ پہن کر عدت میں بیٹھے۔

موٹ جس میں میت لپٹی جاتی ہے اس کا طول میت کے قد سے کچھ زیادہ رکھ کر دیڑھ پنا جوڑ لیں اور نیچے بچھانے اور اوپر اڑھانے کی چادر کا طول بھی میت کے قد سے کچھ زیادہ رکھ کر دیڑھ یا دو پنے جوڑ لیں، ململ بڑے عرض کا لے کر اس کے طول میں سے دستار کے لئے چیری نکال کر باقی میں پیرہن کریں کفن چاک کرنے والے باوضو ہوں اور اس وقت یہ آیت پڑھیں

فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْم

ترجمہ:۔ پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے پروردگار سے چند باتیں پھر خدائے تعالیٰ مہربان ہوا آدم پر بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

غسل میّت

میت کو ایسی جگہ غسل دیں کہ نہلانے والے اور اس کے مددگار کے سوا کوئی نہ دیکھے (غایۃ الاوطار) اور غسل دینے کے لئے پہلے لنگیاں اور رومال اور بوریا دھولیں اور غسل دینے والے اور پانی دینے والے اور ڈالنے والے غسل دینے کے پہلے وضو کر لیں میت کا سر جانب شمال کر کے تختہ پر لٹائیں مرد کو ناف سے زانو تک دوہری اور زانو سے پیر تک اکہری اور عورت کو گردن سے پیر تک دوہری چادر اُڑھا کر میت کے کپڑے آہستگی سے نکال دیں پھر غسال مشرق رو ہو کر مٹی کے طاق ڈھیلوں سے میت کے اندام نہانی کی نجاست کو پاک کرے اگر نجاست پاک نہ ہو تو کپڑے کے ٹکڑوں سے پاک کرے اس کے بعد ہاتھوں کو مٹی سے دھو کر بائیں ہاتھ پر رومال باندھ کر پہلے سیدھی ران کے اوپر اور دونوں بازو اور نیچے پیر تک اور اسی طرح بائیں ران کے اوپر اور دونوں بازو اور نیچے پیر تک پھر شرمگاہ پھر سرین دھوئے پھر ہاتھ کا رومال نکال کر مٹی سے ہاتھ دھولے اور میت پر دوسری لنگی اڑھا کر پہلی نکال لے اور دوسرا رومال سیدھے ہاتھ کو باندھ کر پہلے سر اور منہ اور داڑھی کو اچھی طرح دھووے میت عورت کی ہو تو اس کے سر کے بالوں کو خوب دھونا چاہیئے پھر سیدھے جانب سر سے ناف تک اوپر نیچے دھو کر اسی طرح بائیں جانب دھوئے پھر ناف سے پیر تک نیچے اوپر سیدھے بائیں جانب اچھی طرح دھوئے اس کے بعد اپنے ہاتھ کا رومال کھول کر ہاتھ دھولے اور قبلہ رو ہو کر میت کو وضو کرائے پھر غسل کی نیت کرے جو یہ ہے۔

نَوِیْتُ لِغُسْلِ الْمَیِّتِ تَطْہِیْرًا مِنْ اَرْبَابِ الطَّرِیْقَۃِ مِنْ خُرُوْجِ الدُّنْیَا وَمِنْ اَعْمَالِ الدُّنْیَا وَقَرَارِ الدُّنْیَا تَقَرُّبًا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اِغْفِرْ عَبْدَکَ یَا اَللّٰہ یَا اَللّٰہ یَا اَللّٰہ

پھر دوم کلمہ شہادت اور کلمۂ تصدیق پڑھے پھر سیدھے مونڈھے سے پیر تک پھر بائیں مونڈھے سے پیر تک پھر سر سے پیر تک تین تین بار پانی بہائے پھر تیسری لنگی اڑھا کر تیسرے رومال سے میت کا منہ پونچھ لے۔

کفن پہنانا:۔ غسل کے بعد تختے کے بازو پلنگ رکھ کر اس پر بوریا یا حصیر ڈال کر اس پر نیچے کی چادر بچھا کر اس پر میت کے کمر کے مقام پر کپڑے کی ایک لانبی چیری رکھ کر اس پر موٹ کا کپڑا بچھا دیں اور پیراہن کے نصف حصے کے درمیان میں سر جانے کے موافق چاک کر کے نصف پیراہن موٹ پر بچھا دیں اور شرمگاہ کے موافق روئی کا گالہ رکھ کر پھر میت کے کمر کے نیچے سے ایک رومال دے کر اس رومال اور میت کے سر اور مونڈھے اور پیر کو پکڑ کر میت کو پلنگ پر لٹا دیں اور ازار کا کپڑا پیر کے پاس کسی قدر چاک کر کے پلنگ پر سے ڈال کر لنگی نکال کر ازار کے کپڑے کو ٹخنوں کے اوپر سے اس کی چیری لپیٹ دیں اور اوپر کا حصہ کمر کے نیچے دبا دیں اور پیراہن کے چاک میں سے سر نکال کر اس کا نصف حصہ اوپر اڑھا دیں اور دستار باندھتے ہوئے کلیاں جما دیں اور عورت کو دامنی سر پر لپیٹتے وقت کلیاں جمائیں پھر سیدھی پھر بائیں آنکھ میں سرمہ لگائیں بغل میں اور سینہ پر عبیر ڈالیں اور پیشانی اور بینی اور رخساروں پر عطر لگائیں اور موٹ کا کپڑا سیدھے طرف اڑھا کر اس کے اوپر بائیں جانب کا اڑھا کر سر کے اوپر کمر میں اور پیر کے نیچے کی چیریاں باندھ دیں سینہ پر پھول رکھ دیں۔ کفن پہناتے وقت یہ آیت پڑھیں۔

وَلَا تَلْبِسُو الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُو الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْن

ترجمہ:۔ سچ کو جھوٹ کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو نہ چھپاؤ اور تم جانتے ہو۔ اور دستار باندھتے وقت تسمیہ پڑھیں۔

نماز جنازہ

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر بعض آدمی پڑھ لیں تو سب کے ذمہ سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا اگر کسی نے بھی یہ نماز نہ پڑھی تو سب گناہگار رہوں گے اور اس نماز کے لئے میت کا مسلمان اور پاک ہونا شرط ہے اور اس میں میت کے لئے دعا کرنا واجب اور ثناء اور درود پڑھنا سنت ہے (درمختار) جب جنازہ تیار ہو جائے تو اس کا سر شمال کی طرف کر کے جنازہ روبرو رکھ کر نماز پڑھیں اور نمازی تین صف ہو جائیں

آدمی زیادہ ہوں یا کم اور پچھلی صف بہ سبب انکسار کے سب سے بہتر ہے۔(غایۃ الاوطار) اور نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن بارش ہوے کی صورت میں جائز ہے اور شارع عام پر بھی نماز جنازہ مکروہ ہے۔(عالمگیری) اگر بغیر نماز جنازہ کے میت دفن کردی جائے تو تین روز تک اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں لیکن اس کے بعد جائز نہیں (نورالہدایہ) اور مردۂ غائب اور نصف سے کم نعش پر اور اس نصف عضو پر جس میں سر نہ ہو نماز جنازہ درست نہیں (مالابدمنہ) نماز جنازہ پڑھتے وقت امام میت کے سینے کے برابر کھڑا ہو اور تکبیر جنازہ کی یہ ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ بِھٰذَا الْمَیِّتِ اَلصَّلٰوۃُ

ترجمہ:۔ یہ نماز اور دعا ہے یہ نماز اور دعا ہے اس میت کے واسطے یہ نماز اور دعا ہے۔
اس نماز کی نیّت یہ ہے۔

نَوَیْتُ اَنْ اُوَدِّیَ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتِ صَلٰواۃِ الْجَنَازَۃِ الثَّنَآءُ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَالدُّعَاءُ لِھٰذِہِ الْمَیِّتِ (اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ) مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَتِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

ترجمہ:۔ میں نیت کرتا ہوں کہ ادا کروں چار تکبریں نماز جنازہ کی تعریف اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے اور اس میت کے واسطے دعا ہے میں اقتداء کرتا ہوں اس امام کی کعبہ کی طرف رخ کر کے اللہ بہت بڑا ہے

امام اپنی نیت میں بجائے اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ کے اَنَا اِمَامُ عَلَی الْجَمَاعَۃِ لِمَنْ حَضَرَ وَلِمَنْ یَحْضُرُ کہے اس کے بعد کانوں تک ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے ناف پر باندھ لیں اور نیچی نظر کر کے یہ ثناء پڑھیں

سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَاَ اِلٰہَ غَیْرُکَ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ

ترجمہ:۔ یا اللہ تو پاک ہے اور شروع کرتا ہوں میں تیرے حمد سے اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیری تعریف بزرگ ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے پروردگار بخش دے اور رحم فرما تو سب رحم کرنے والوں میں زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اس کے بعد دوبارہ اللہ اکبر کہتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ کر سر نیچا کرلیں اور درود ابراہیمی پڑھیں پھر

تیسری مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ کر سر نیچا کرلیں اور اگر میت عاقل و بالغ ہو تو یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

ترجمہ:۔ یا اللہ بخشدے ہمارے زندوں کو اور مردوں کو اور حاضرین کو اور غائبین کو اور چھوٹوں کو اور بڑوں کو اور مردوں کو اور عورتوں کو یا اللہ جس کو تو ہم میں زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو ہم میں وفات دے ایمان پر وفات دے اپنی رحمت کے طفیل سے اے سب رحم کرنے والوں میں زیادہ رحم کرنے والے۔

لیکن اگر نابالغ لڑکے یا دیوانے کی میت ہو تو دعائے مذکور کے بجائے یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعًا

ترجمہ:۔ یا اللہ تو اس کو ہمارے لئے توشۂ آخرت بنادے اور باعث اجر اور (نیکی کا) خزانہ بنادے یا اللہ تو اس کو ہمارے لئے شفاعت کرنے والا اور شفاعت پایا ہوا بنادے۔

اگر میت لڑکی کی ہو تو اجْعَلْہُ کی بجائے اجْعَلْھَا پڑیں پھر چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہکر آسمان کی طرف دیکھیں اور سر نیچا کرتے ہوئے دونوں جانب جمیع مومنین اور ملائکہ کی نیت سے سلام پھیریں اس کے بعد میت کا منہ دیکھیں اگر عورت کی میت ہو تو صرف محرم رشتہ دار ہی منہ دیکھیں جو شخص امام کی تکبیر کے بعد آئے تو تکبیر تحریمہ کہکر نماز میں شریک ہو جائے اور امام سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ تکبیر ادا کرلے۔

جنازہ کا پلنگ چار آدمی اٹھائیں اور جلدی جلدی چلیں اور جنازہ اٹھاتے وقت یہ آیت پڑھیں۔

قُلْ ھُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِہٖ وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ ھُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

ترجمہ:۔ کہدے کہ وہی بڑا مہربان ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کیا پس تم بہت جلد اس کو جان لوگے جو کھلی گمراہی میں ہے۔

جنازہ کے ہمراہ کلمہ طیب پکار کر پڑھنا مکروہ ہے دل میں پڑھ لیں تو مضائقہ نہیں (عالمگیری) جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے دنیاوی بات چیت کرنا اور جنازہ رکھنے کے پہلے بیٹھنا اور رکھنے کے بعد کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے (غایۃ الاوطار) جو لوگ جنازہ کے ہمراہ نہ ہوں اگر کہیں بیٹھے ہوئے ہوں تو وہ بھی جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جائیں (درمختار) جنازہ کے ہمراہ پیدل چلنا مستحب ہے جو شخص سواری پر ہو وہ جنازہ کے پیچھے رہے۔

میت کو دفن کرنا

قبر کا طول میت کے قد کے برابر اور گہرائی کمر کے برابر ہو اگر میت عورت کی ہو تو گہرائی سینہ کے برابر رکھی جائے۔ میت کا پلنگ قبر کے پاس جانب مغرب رکھ کر دو آدمی قبر میں اتریں اور چار طرف چار آدمی اوپر رہیں لیکن اگر میت زنانہ ہو تو قبر میں اترنے والے اور اتارنے والے محرم ہوں اور پردہ بھی کرلیا جائے پھر میت کے کمر کے نیچے کی چادر لے کر اس کو میت کے سر اور پیر کے پاس کی موٹ کو چاروں اشخاص مضبوط پکڑ کر سنبھال کر میت کو قبر میں اتاریں اور منہ قبلہ کی جانب کردیں اور قبر میں اتارتے وقت یہ دعاء پڑھیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوۡلُ اللّٰهِ وَمَهۡدِیۡ مُرَادُ اللّٰهِ .

ترجمہ:۔ میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے محمد رسول اللہ ﷺ اور مہدی مراد اللہؑ کی ملّت پر

پھر سب لوگ میت کا منہ دیکھیں اگر میت زنانہ ہو تو صرف محرم رشتہ دار ہی منہ دیکھیں اور منہ دیکھتے وقت یہ آیت پڑھیں۔

تُوۡلِجُ اللَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَتُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى اللَّيۡلِ وَتُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَتُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَيِّ وَتَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ

ترجمہ:۔ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور تو جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

منہ دیکھنے کے بعد کفن یعنی موٹ میں منہ چھپادیں اور پیر کا بند بھی کھول دیں لیکن عورت کے پیر کا بند نہ کھولیں اس کے بعد پہلے مرشد پھر فقراء پھر حاضرین مشت خاک دیں مشت خاک دینے والے مغرب کی جانب پشت کر کے پہلی مرتبہ یہ پڑھیں۔ **مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ** اور اس تصور کے ساتھ میت کے سینے پر مٹی ڈالیں کہ خالق نے اس میت کو مٹی سے پیدا کیا ہے دوبارہ مٹی لے کر یہ پڑھیں **وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ** اور سینے پر مٹی ڈالتے ہوئے یہ تصور کریں کہ خدائے تعالیٰ اس میت کو اس مٹی میں ملا دیتا ہے تیسری بار پھر مٹی ہاتھ میں لیں اور **وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى** پڑھ کر اس تصور کے ساتھ میت کے سینہ پر مٹی ڈالدیں کہ اس مٹی سے خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اس میت کو نکال کر کھڑا کرے گا (غایۃ الاوطار) یا اپنے مرشد کے مشاہدہ کے ساتھ پہلی مرتبہ صفت ایمان پڑھ کر اس تصور سے کہ یہ میت مومن کی ہے دوسری مرتبہ کلمۂ شہادت کا ورد کر کے اور یہ جان کر کہ یہ میت مسلمان کی ہے تیسری مرتبہ کلمۂ تصدیق مہدیؑ پڑھ کر اور یہ سمجھ

کر یہ میّت مصدق کی ہے مشتِ خاک دیجائے۔ مشت خاک کے بعد میت کے سر کے جانب سے شروع کر کے اطراف اور اوپر باریک مٹی کا غلاف کر دیں ایسا کہ کفن نظر نہ آئے۔ بوقت غلاف یہ آیت پڑھیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانُ

خدائے تعالیٰ عدل اور احسان کی طرف بلاتا ہے۔

اور زنانہ میت کو مشت خاک غلاف کے بعد دیں پھر مٹی سے قبر کو بھر دیں اور اس وقت سب بیٹھ جائیں کہ یہ سنت ہے قبر تیار ہونے کے بعد اس پر پانی یا مٹی سے مہر کریں اور مہر کرتے وقت یہ آیت پڑھیں۔

یَااَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکَ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

فَادْخُلِی فِی عِبَادِیْ وَادْخُلِی جَنَّتِیْ

ترجمہ:۔اے آرام لینے والی جان اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جاتو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں مل جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

مہر پہلے قبر کی سیدھے جانب پھر بیچ میں پھر بائیں طرف کی جائے اس کے بعد قبر پر پھول رکھ کر فاتحہ بروح فلاں کہہ کر سورۂ فاتحہ ایک بار سورۂ اخلاص تین بار اور درود شریف ایک بار پڑھیں جب حظیرہ سے باہر جانے لگیں تو جمیع فاتحہ سے پہلے بروح پاک (صاحب حظیرہ کا نام لیں) وجمیع مومنین ومومنات ومصدقین ومصدقات کہکر فاتحہ، اخلاص، اور درود شریف پڑھیں پھر شکر تقسیم کریں۔

میت کو سونپنے کا طریقہ

میت کے قد اور جسامت کے لحاظ سے صندوق تیار کروا کر میّت کو غسل اور کفن دے کر نماز جنازہ کے بعد صندوق میں چادر بچھوا کر اس پر چار چھ انگل نمک بچھوا کر اس پر تین سیر (ڈھائی کیلو) سفید زیرہ، پھر صندل کا بورہ پھر عبیر ڈال کر گالہ بچھا دیں اور اس پر کافور ڈال کر میت اس کے اوپر رکھدی جائے اس کے بعد منہ دیکھ کر حاضرین کے مشت خاک کی مٹی ایک کپڑے میں باندھ کر میت کے سینہ پر رکھ دیں پھر گالہ میت کے اوپر پھیلا کر اس پر کافور پھر صندل کا بورہ پھر عبیر پھر سفید زیرہ پھر نمک ڈال کر چادر اڑھا دیں۔ پھر صندوق کو کیلوں سے بند کر دیں پھر اس کو قبر میں رکھتے وقت اس کے چاروں پایوں کے نیچے پتھر رکھیں اور مرشد کے مشاہدہ کے ساتھ زبان اور دل سے دو گواہوں کے روبرو اس طرح کہیں کہ ”اس میت کو جو ہماری امانت ہے ہم زمین

وآسمان کے پیدا کرنے والے کے حفظ وامان میں دے کرائے زمین تیرے سپرد کرتے ہیں۔اس میت کو آج سے (   ) مہینے تک امانت رکھنا' ایسا تین بار کہیں اور جتنے مہینوں کے لئے میت کو سونپنا ہو اتنے ہی کنکرے لے کر میت کے بائیں بازو رکھ دیں۔ پھر قبر کو بند کر کے بعد مہر فاتحہ پڑھیں میت کو سونپنے کی مدت طاق مہینوں میں ہونی چاہئے۔اگر کسی جگہ سامانِ مذکور فراہم نہ ہو تو بانس کے پٹارے میں سیتا پھل یا نیم کا پتہ بچھا کر اس پر میت کو رکھ کر سونپ دیں یا اینٹ چونے کی صندوقی قبر بنوا کر اس میں تختہ بچھا کر میت کو قبر میں رکھ کر پاک ریتی سے قبر بھر کر بند کر دیں۔اگر ایسی قبر بھی بنانا دشوار ہو تو معمولی قبر ہی کھدوالیں اور ریتی میسر نہ ہو تو مٹی سے ہی کام لیں اور مدت معینہ کے اندر اس صندوق کو نکال کر میت کو نئے کپڑے کی موٹ پہلی موٹ پر دے کر جہاں دفن کرنا ہو وہاں لے جا کر اور جنہوں نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو وہ پڑھ لیں اور اوپر اور بازو کے تختے نکال کر بعد مشت خاک دفن کر دیں۔اگر کسی وجہ سے سونپے ہوئے مقام سے میت کو نکالنا منظور نہ ہو تو اس زمین کو اجازت دیدیں۔

ورثاء میت کے لئے کھانا بھیجنا

اہل بیت کے لئے مصیبت کے روز کھانا بھیجنا سنت ہے (ابوداؤد' ترمذی) اور طریقہ یہ ہے کہ پہلے روز مرشد پھر تین دن تک میت کے دوسرے قرابت دار کھانا کھلاتے ہیں اور کھانا اتنا بھیجنا چاہئے کہ میت کے گھر والوں کو دن اور رات کافی ہو جائے۔مصیبت کے وقت صبر کرنا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ (اور ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی طرف لوٹنے والے ہیں) پڑھنا چاہئے۔کسی کے مرنے پر رونا' پیٹنا واویلا کرنا اور شور وغل مچانا گناہ ہے اگر بلا قصد اور بے اختیار آنکھ سے آنسو جاری ہو جائیں اور دل میں مشیت حق سے رنج وملال نہ ہو تو ایسا رونا جائز ہے۔

ایام موتی

کسی کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کا اس کا چوتھا' دہم' بیسواں' چہلم' ششماہی' اور برسی کرنا جائز ہے۔ یعنی ان ایام میں کھانا پکا کر فقراء ومساکین اور میت کے عزیز واقارب کو کھلانے سے میت کو ثواب پہونچتا ہے اور حضرت امیر حمزہؓ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے حضرت رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہے (حاشیہ فتاویٰ برہنہ) حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بندۂ خدا کسی میت کا کھانا کھا رہا ہے اور وہ میت معذّب ہے جب تک وہ کھانا کھائے عذاب موقوف رہتا ہے۔(خاتم سلیمانی)

طعام میت پر فاتحہ پڑھنا ممنوع ہے اور ہمارے پاس اس کا طریقہ نہیں کیونکہ یہ بدعت ہے بلکہ مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے کھانا کھلا دینا کافی ہے اور ایسے موقع پر عود دے کر پانی پلانا بزرگوں سے مروج ہے۔اور عود دینے کے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نذر اللہ نیاز محمد رسول اللہ ﷺ و مہدی مراد اللہ پڑھ کر یا چند بار درود پڑھ کر یہ کہتے ہوئے عود دے کہ فلاں کی روح کو اس کا ثواب پہونچے۔

ساٹھ عمر قضا

جس شخص کے ذمّے بہت سی نمازیں اور روزے ہوں یا حج زکواۃ وغیرہ فرائض کی ادائی اس سے نہ ہوسکی ہو اور وہ مرجائے تو اس کے ورثاء کو چاہئے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے تحت کہ ''جو شخص مرجائے اور اس کے ذمے ماہ رمضان کے قضا روزے ہوں تو اس کے وارثوں کو چاہئے کہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں (ترمذی) اور اس حدیث شریف کی روشنی میں کہ'' جو شخص مرجائے اور اس پر روزے فرض رہ جائیں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھ لے (بخاری) اس کے فوت شدہ فرائض کی تکمیل خود اس طرح کریں کہ اگر وہ صاحب نصاب تھا تو اس کے مال سے اس کے ذمے کی زکوۃ اور عشر ادا کریں۔اور اگر اس میں حج کی استطاعت تھی تو اس کے روپیے سے ایسے شخص کو حج کے لئے بھیجیں جو پہلے حج کر کے اس فرض کو ادا کر چکا ہو۔کیونکہ دوسرا حج اس کے لئے مستحب ہوگا (مجھے جامعہ نظامیہ حیدرآباد سے استفتاء پر فتویٰ ملا کہ حج بدل ایسے غیر مستطیع قریب آدمی سے بھی کرا سکتے ہیں جس پر حج فرض نہ ہو چاہے اس نے اس کے پہلے حج نہ کیا ہو) اور اس کے قضاء شدہ روزوں کا حساب کر کے فی روزہ ایک فطرہ دیدیں یا خود اتنے روزے رکھ کر اس کا ثواب مرحوم کو بخش دیں۔اور اس کی قضاء نمازوں کے بدلے میں کلام اللہ ہدیہ دیں کیونکہ لا قیمت چیز کا بدل لا قیمت چیز ہی ہوسکتی ہے۔جیسا کہ شرعی حکم ہے کہ قضا نمازوں اور روزوں کا کفارہ فی نماز وفی روزہ نصف صاع ہے کسی مسکین کو یہ مال دیدیں اگر مرحوم نے مال چھوڑا ہے تو اس کے تہائی مال سے کفارہ دیا جائے گا ورنہ اس کے ورثا متبرکاً دے سکتے ہیں (عالمگیری) لیکن چونکہ یہ جملہ عمل بہت مشکل ہے اس لئے بزرگان دین نے اس کے لئے ایک سہولت بخش صورت نکالی ہے جسے تین ساٹھ یا ساٹھ عمر قضا کہتے ہیں۔اور اس کی اس قدر تاکید ہے کہ حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؓ ساٹھ لینے کے سوا میت کی چارپائی نہ اٹھانے دیتے۔اگر ورثا میت نادار ہوتے تو اپنی جانب سے ادا کرتے اور فرماتے

پہلے ساٹھ بعد کھاٹھ' اور آپ کا ارشاد ہے کہ مردہ کی پاکی بغیر ساٹھ کے نہیں ہوتی (اخبار الاسرار) اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ساٹھ کی نیت سے ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے دوسری ساٹھ کی نیت سے اتنے ہی مسکینوں کو کپڑا پہنائے۔ تیسری ساٹھ کی نیت سے (٦٠) فطرے گیہوں کی نقد قیمت محتاجوں اور فقیروں کو دیدے (ہر فطرہ پونے چار سیر یعنی ٣ کیلو گیہوں کا ہوتا ہے) یا تین ساٹھ ١٨٠ فطرے کے ٦٧٥ سیر (٥٢٠ کیلو) گیہوں کی نقد قیمت خیرات کردے اور قضائے عمری کے بدلے قرآن پاک للہ گزرانے یعنی ادب کے طور پر احرام کا کپڑا یعنی تہبند پہننے کا اور ایک کپڑا اوڑھنے کا جملہ ساڑھے سات ہاتھ (ساڑھے تین میٹر) کپڑا لے اس میں فطرے کے پونے چار سیر (٣ کیلو) گیہوں کے عوض ساڑھے سات روپیہ کا قران مجید باندھے اور ایک فطرے کے عمدہ گیہوں پونے چار کیلو (٣ کیلو) اور اس قدر نقد روپیہ بھی اس میں باندھے کہ قرآن مجید فطرے کے گیہوں اور نقد روپیہ مل کر ایک ساٹھ یعنی ٢٢٥ سیر (١٨٠ کیلو) گیہوں کی قمیت کا عوض ہو جائے اور قرآن مجید مرحوم کے مرشد کے پاس دیا جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تین ساٹھی اور قضائے عمری کے عوض ٤٥ من خام یعنی ٩٠٠ سیر (٧٢٠) کیلو گیہوں یا اس کی قیمت للہ دیدے لیکن اس کے ساتھ قرآن شریف کا ہدیہ دینا بھی ضروری ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ قضائے عمری کے لئے ٢٢٥ سیر (١٨٠) کیلو اور تین ساٹھ کے لئے ١٢٠ سیر (٩٩) کیلو جملہ ٣٤٥ سیر (٢٧٦) کیلو اور مرض الموت کی فوت شدہ نمازوں کے لئے فی نماز ایک فطرہ گیہوں اور قرآن مجید للہ گزرانے۔ اور بعض کے پاس عمر قضا اور عمر ساٹھ کے لئے جملہ نو من پختہ ٣٢٠ سیر (٢٨٠) کیلو گیہوں مقرر ہیں لیکن اگر مرحوم پر نہ کبھی زکوۃ فرض ہوئی نہ کبھی اس میں حج کے شرائط موجود ہوے تو پہلی اور دوسری صورت کے لحاظ سے اس کی قضا شدہ نمازوں اور روزوں کے بدلے علاوہ ہدیہ کلام مجید جو بہر صورت ضروری ہے۔ ٤٢٠ سیر (٣٢٠) کلو گیہوں خیرات کردے یا تیسری صورت اختیار کرنا چاہتا ہے تو مذکوہ تعداد اس سے ١٨٠ سیر (١٤٤) کیلو گیہوں کم کردے اور قرآن شریف کے ہدیہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ساڑھے سات ہاتھ (ساڑھے تین میٹر) کپڑا جو احرام کے لئے کافی ہوتا ہے دیا جائے۔ اور اس کے دامن میں پونے چار سیر (٣ کیلو) گیہوں کا فطرہ باندھ دیا جائے اور ساڑھے سات روپیہ قرآن شریف کے ہدیہ کے اس کپڑے کے ایک گوشہ میں باندیں اور چونی اور اٹھنّی بھی علیحدہ باندھیں اور مرشد کے پڑھنے کا قرآن

شریف منگوا کر اس کپڑے میں رکھ کر ان الفاظ کے ساتھ مرشد کو دیں کہ ''یہ فلاں شخص کی عمر قضاء نمازوں کی پاکی میں اللہ دیا ہے۔اور مرشد اس کو لے لے۔

زیارت قبور

قبر کی زیارت مستحب ہے آنحضرت ﷺ نے قبروں پر فاتحہ پڑھی ہے (ابن ماجہ) اور حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی ایسا عمل کیا ہے (کتب موالید) آنحضرت ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا کہ یہ فعل دنیا سے بے رغبت کرتا اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔(ابن ماجہ) اور حظیرہ میں ہنسی ٹھٹھہ دنیوی بات چیت بے فائدہ گفتگو اور کھانا پینا سونا مکروہ تحریمی ہے۔اور جانب قبر سجدہ کرنا اور نماز پڑھنا اور قبروں پر چراغ روشن کرنا اور وہاں آگ جلانا اور قبور پر غلاف چڑھانا اور صاحب قبر سے حاجت طلب کرنا اور ان کے لئے نذر کا قبول کرنا منع ہے۔البتہ اپنی حاجت روائی کے لئے ان کو وسیلہ ٹھیرانا جائز ہے (مالا بد منہ) اور جمعہ کے دن قبل زوال زیارت نہ کرے اور عورتوں کا غم کو تازہ کرنے یا رونے پیٹنے کے لئے قبرستان میں جانا بالکل جائز نہیں اور زیارت قبور کا طریقہ ہے کہ جب قبرستان میں داخل ہو تو پہلے یہ پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَف'' وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَع'' وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ یَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمُوْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاخِرِیْنَ اَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ وَیَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَاِیَّاکُمْ

ترجمہ:۔تم پر سلام ہوا ے قبروں کے رہنے والے مومنوں اور مسلمانوں سے تم ہم سے پہلے پہنچے ہم تمہارے پیچھے پہنچتے ہیں اگر اللہ چاہے تو ہم تم سے ملیں گے اللہ ہمارے اگلوں پر اور ہمارے پچھلوں پر رحم کرے اللہ سے ہم ہمارے لئے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں اور اللہ ہم کو اور تم کو بخشے اور اللہ ہم پر اور تم پر رحم کرے۔

یا یہ کہے

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الْقُبُوْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَهْدِیُ مُرَادُ اللّٰهِ

اور جب کسی قبر کی زیارت کرے تو ایک مرتبہ سورہ فاتحہ تین مرتبہ اخلاص اور ایک بار درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب صاحب قبر کو بخشدے اگر ماںباپ کی قبر کی زیارت کرے تو سورۂ اخلاص دس مرتبہ پڑھے اور جب قبرستان سے باہر آئے تو علاوہ فاتحہ اخلاص اور درود کے سورہ الم نشرح بھی پڑھے (مخزن الولایت)

☆☆☆

ساتواں باب

زکواۃ کا بیان :

زکواۃ فرض اور اسلام کا دوسرا رکن ہے حضرت رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے جس پر زکواۃ فرض ہے اگر وہ ادا نہ کرے تو ملعون ہے (نور الہدایہ) اور حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''تارک الصلوۃ اور مانع الزکواۃ کافر ہے'' (معرفتہ المصدقین) ادائی زکواۃ سے مال میں ترقی ہونے کے علاوہ مال تلف ہونے اور نقصان سے محفوظ رہتا ہے۔ زکواۃ ہر مسلمان آزاد و عاقل بالغ اور صاحب نصاب پر فرض ہے۔ اور بجز امام اعظمؒ کے دوسرے ائمہ کے پاس دیوانے اور نابالغ کے مال میں بھی زکواۃ فرض ہے ان کے ولی کو چاہئے کہ ان کی طرف سے زکواۃ ادا کرے اور نصاب کا نامی ہونا اور بڑھنے والا ہونا اور اس پر ایک سال کا گزرنا شرط ہے اور نصاب کی مقدار ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا ان کی قیمت کا روپیہ یا اسی مقدار کا مال تجارت ہے اور جو جانور بیوپار کی نیت سے پالے جایں ان میں بھی زکواۃ ہے بشرطیکہ وہ سال کی اکثر مدت چراگاہ میں چرتے ہوں اسی طرح زراعت کے مال پر بھی زکواۃ ہے جس کو زمین کا عشر کہا جاتا ہے۔ بشرطیکہ زمین عشری ہو۔ سونا یا چاندی مقدار نصاب سے کم ہوں لیکن دونوں کو ملا کر کسی ایک کی مقدار نصاب پوری ہوتی ہو تو بھی زکواۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ رہنے کے گھر پہننے کے کپڑے کھانے کے غلّے خدمت کے غلاموں اور زراعت کے جانوروں میں جن کو دانہ چارہ گھر سے دیا جاتا ہو اور کسب کے اوزاروں اور پڑھنے کی کتابوں میں جب کہ وہ تجارت کے لئے نہ ہوں اور جملہ خانگی اسباب میں جو قبضہ میں ہو چاہے وہ ہیرے جواہرات ہی کیوں نہ ہوں اگر وہ بغرض تجارت نہیں ہیں تو ان میں زکواۃ واجب نہیں ہے۔ اسی طرح ایک سے زائد مکانات یا ملکیاں ہوں یا سرائے وغیرہ قبضہ میں ہوں اور ان سب کا کرایہ بھی وصول ہوتا ہو تو ان میں زکواۃ نہیں ہے۔ جس پر قرضہ ہو اور اس کے قرضہ ادا کرنے کے بعد مال مقدار نصاب سے کم رہ جاتا ہو تو بھی زکواۃ فرض نہیں اور مال ضمار میں بھی زکواۃ نہیں ہے۔ مال ضمار وہ ہے جو گم ہو جائے یا کوئی غصب کر لے یا جنگل میں دفن کر کے اس کا مکان بھول جائے اور کسی پر قرض ہے مگر وہ انکار کر رہا ہے اور اس پر گواہ نہیں اور کوئی ظالم ظلم سے لے لے ایسا مال اگر مکرر ہاتھ لگے تو اس پر پچھلے دنوں کی زکواۃ نہیں لیکن

قرضدار کے اقرار کی صورت میں اگرچہ وہ مفلس ہے یا قرضدار تو انکار کررہا ہے مگر گواہ موجود نہیں یا مکان میں دفن کرکے دفن کی جگہ بھول گیا ہو تو یہ مال جب ہاتھ لگے گا تو پچھلے دنوں کی زکواۃ دینی پڑے گی۔

زکواۃ کی مقدار سونا چاندی اور مال تجارت میں ان کا چالیسواں حصہ ہے یعنی سو روپیہ میں ڈھائی روپیہ اور جانوروں میں پانچ اونٹ سے کم میں زکواۃ نہیں پانچ سے زائد میں ایک بکری ہر پانچ میں پچیس تک اور پچیس ہوں تو ایک برس کی اونٹنی جس کو دوسرا سال شروع ہوا ہو اور تیس گائے بیل بھینس سے کم میں زکواۃ نہیں تیس ہوں تو ایک سال کا پاڑہ چالیس ہوں تو دو سال کا اور جو گھوڑے گھوڑیاں بغرض تجارت ہوں ان کی قیمت لگا کر سو روپئے میں ڈھائی روپیہ زکواۃ دے اسی طرح چالیس بکریوں میں ایک بکری زکواۃ ہے اس سے کم میں معاف (نورالہدایہ) جو زراعت بارش کے پانی سے ہو اس میں اناج کا دسواں حصہ اور جو زراعت نہر کنویں کے پانی سے ہو اس میں بیسواں حصہ زکواۃ ہے (بخاری)

زکواۃ غیر صاحب نصاب فقراء اور مساکین کو دینا چاہئے ایسے مکاتب کو جو مال کی کتابت کے ادا کرنے میں محتاج ہیں اور ایسے صاحب نصاب کو جو قرضدار ہے جس کا نصاب اس کے قرض سے کم ہے اور ایسے غازی کو جو اسباب غزا کے نہیں رکھتا اور ایسے مسافر کو جو مال وطن میں رکھتا ہے لیکن مسافرت میں اس کے پاس مال نہیں زکواۃ دے سکتے ہیں ماں باپ، نانا نانی، دادا دادی، بیٹا بیٹی یا زوجہ کا شوہر کو اور شوہر کا زوجہ کو اور اپنے غلام و بہرام الولد اور مکاتب کو زکواۃ دینا درست نہیں اور کافر کو بھی زکواۃ دینی جائز نہیں۔ زکواۃ کا پیسہ مسجد یا میت کے کفن میں یا میت کا قرض ادا کرنے میں خرچ نہ کرے اور سید کو بھی زکواۃ نہ دے (مالا بد منہ) لیکن حال میں علماء مہدویہ کی طرف سے ایک فتوی شائع ہوا ہے جس میں مرقوم ہے کہ ''سادات کو جو بنی ہاشم ہیں کل صدقات یعنی زکواۃ، فطرہ، عشر، کفارات، صدقات، نذر، قربانی و عقیقہ کا گوشت اور چرم وغیرہ دینا اور لینا جائز ہے (احکام الصدقات) کسی نے اگر کسی کو مستحق سمجھ کر زکواۃ دیدی اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ دولت مند تھا تو امام اعظمؒ کے پاس زکواۃ ادا ہو جائے گی اور اگر کسی صاحب نصاب نے اپنا پورا مال یا اتنا مال خیرات کر دیا کہ نصاب کی مقدار سے کم اس کے پاس باقی رہا تو اس پر زکواۃ کی ادائی فرض نہیں رہے گی۔ (مالا بد منہ)

صدقہ نفل

زکواۃ کے علاوہ خدا کی راہ میں مال کا خرچ کرنا بڑے ہی اجر کا موجب ہے حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ ''صدقہ خدا کے غضب کو دور کر دیتا ہے اور بری موت کو ٹال دیتا ہے (ترمذی) اور حضرت

مہدی علیہ السلام نے ایسے خرچ کے متعلق فرمایا ”دنیا میں دس حصے اور آخرت میں ستر حصے ثواب پائے گا (خاتم سلیمانی) صدقہ نفل ماں باپ اقرباء' یتیموں' پڑوسیوں اور سوال کرنے والوں کو دے اور جو مال ضرورت سے زیادہ ہو اس کو خرچ کرتا رہے کہ احادیث میں اس کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اور حضرت خاتمین علیہما السلام اور اکثر بزرگان دین کا یہ حال تھا کہ اپنی ذات کے لئے کچھ اٹھا نہ رکھتے بلکہ سب راہ خدا میں خرچ کردیتے۔ مناسب موقع سے مال کو خرچ کرنے سے رکے رہنا بخل ہے۔ یہ بڑی مذموم صفت ہے۔ اسی طرح بیہودہ جگہ مال خرچ نہ کرے بیہودہ جگہ مال کے خرچ کرنے والے کو حق تعالیٰ نے شیطان کا بھائی فرمایا اور بیہودہ جگہ وہ ہے جس میں نہ آخرت کا ثواب ہو نہ دنیا کا فائدہ اور نفس کی خوشی نفس کے حق سے زیادہ کرنا بھی منع ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے بخل اور اسراف دونوں سے منع کیا ہے۔ (معارج الولایت)

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسے غریب اور فقیر لوگوں سے جو صدقہ اور خیرات کی قدرت نہیں رکھتے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ ”کیا تمہارے لئے خدا نے کوئی چیز میسر نہیں کی جسے تم صدقہ کرو بلاشبہ ہر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) صدقہ ہے اور ہر ایک بار حمد (الحمد للہ) پڑھنا صدقہ ہے۔ اور ہر ایک بار خدا کی وحدانیت کا اقرار کرنا (یعنی لا الہ الا اللہ کہنا) صدقہ ہے نیک کام کے لئے رہنمائی کرنا صدقہ ہے برے کام سے منع کرنا صدقہ ہے اور اپنی بیوی سے ہم بستر ہونا صدقہ ہے (مسلم' ترمذی) عشر یعنی مال کا دسواں حصہ راہِ خدا میں دینا حضرت مہدی علیہ السلام نے خدا کے حکم سے فرض کیا ہے۔ چاہے مال قلیل ہو یا کثیر مکسوبہ ہو یا مفتوحہ ہو اور فرمایا اگر خدا دس دانے دے تو ایک دانہ چیونٹی کو ڈال دو (حاشیہ)

☆☆☆

آٹھواں باب

روزوں کا بیان :

ہر مسلمان عاقل بالغ پر رمضان کے مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھنا فرض ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ ''روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں'' نیت کرنا اور طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے باز رہنا روزہ کے ارکان ہیں۔ دودھ پلانے والی عورت کا جبکہ اس کو بچہ کی مضرت کا گمان ہو اور بیمار اور ضعیف وکمزور آدمی کا روزہ نہ رکھنا مباح ہے۔ اور حیض ونفاس والی عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں۔ یہ لوگ بعد میں روزے پورے کرلیں اگر روزہ رکھنے میں دشمن کے ہلاک کرنے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے کا خوف ہو یا جہاد میں روزہ رکھنے سے کمزوری یا نقصان کا خیال ہو یا بھوک اور پیاس کا متحمل نہ ہوسکے تو روزہ نہ رکھ کر بعد میں قضا کرلے (درمختار) اور پیر فانی یعنی ایسا بوڑھا جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو یا جو شخص بھوک اور پیاس کی برداشت نہ کر کے روزہ نہ رکھ سکے وہ ہر روزہ کے عوض ایک ایک مسکین کو کھانا کھلادے۔ یا بقدر صدقہ فطر گیہوں یا اسکی قیمت کسی فقیر کو دیدے۔ (نور الہدایہ) اور مسافر کو اختیار ہے چاہے روزہ رکھے یا افطار کرے لیکن اسکا روزہ رکھنا ہی اولیٰ ہے۔ نقل ہے کہ ماہ رمضان میں حضرت مہدی علیہ السلام سفر میں تھے صحابہؓ نے بے طاقت ہو کر چاہا کہ روزہ کھول دیں حضرت مہدی علیہ السلام سے اس کی اجازت طلب کرنے پر آپ نے فرمایا ''پانی کے لئے تو اتنے بیتاب ہوگئے ہو لیکن خدا کی طلب میں بھی تمہارا یہ حال ہوا تھا؟'' صحابہ یہ سن کر رونے لگے اور اسی حالت بھوک و پیاس میں روزہ رکھ لیا (حاشیہ)

روزہ چھ قسم کا ہے اول روزہ فرض رمضان دوم روزہ قضا اگر رمضان کے روزوں کی قضا ہے تو یہ بھی فرض ہے سوم روزہ نذر معین چہارم روزہ نذر غیر معین پنجم روزہ کفارہ تینوں روزے واجب ہیں ششم روزہ نفل (نور الہدایہ) جو شخص یہ نذر کرے میرا فلاں کام ہو تو فلاں دن روزہ رکھوں گا یہ نذر معین ہے کہ اگر دن مقرر نہ کرے تو نذر غیر معین ہے۔

روزے میں نیت شرط ہے اور زبان سے کہنا سنت ہے۔ اور نیت یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ بِصَوْمِ غَدٍا نَوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانُ الْمُبَارَکَ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

ترجمہ:۔یا اللہ میں نے رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی ہے مجھ سے یہ قبول فرمااے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے

اور بجائے رمضان کے کوئی دوسرا روزہ ہو تو اسی کا نام لے اور نیت کا وقت غروب آفتاب سے زوال کے پہلے تک ہے لیکن روزہ قضاء اور نذر غیر معین اور روزہ کفارہ کی نیت طلوع صبح صادق کے بعد جائز نہیں اور رمضان کے ہر روزے کے لئے ہر شب علیحدہ علیحدہ نیت کرنا چاہئے رات میں نیت کر کے اگر طلوع فجر سے پہلے کوئی شخص نیت قطع کر لے تو قطع نیّت صحیح ہوگی اور روزہ لازم نہ آئے گا لیکن قطع نیت کے بعد کوئی امر شکنندہ روزہ وقوع میں نہ آئے تو روزہ نہیں ٹوٹتا (عالمگیری)

روزہ کے لئے سحری کرنا سنت ہے اور اس کا وقت دو پہر رات کے بعد سے طلوع صبح صادق تک ہے (وقت نماز فجر سے ۲۲ منٹ پہلے تک سحری کر سکتے ہیں) حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا ہے سحری میں تاخیر مستحب ہے اور غروب کے ساتھ ہی تارے نکلنے سے قبل افطار کرنا بھی مستحب ہے اور افطار پانی سے بہتر ہے اور افطار کی نیت یہ ہے

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

ترجمہ:۔میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرے رزق سے افطار کر رہا ہوں

رمضان کا چاند دیکھنے یا شعبان کے تیس دن پورے ہونے کے بعد روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے ابر وغبار کے دن رمضان کے چاند کی شہادت کے لئے ایک مرد یا ایک عورت کافی ہے لیکن شوال کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی چاہئے۔اگر مطلع صاف ہو تو رمضان وشوال کے لئے جماعت کثیر کی شہادت چاہئے۔جو شخص رمضان یا شوال کا چاند دیکھے چاہے قاضی اس کی گواہی کو مانے یا نہ مانے ہر دو صورت میں اس کو روزہ رکھنا یا افطار کرنا واجب ہے دور کے شہروں سے اگر چاند دیکھنے کی اطلاع ریڈیو یا تار سے ملے تو اس میں اختلاف ہے کہ آیا ایسی اطلاع کو شہادت صحیح سمجھا جا سکتا ہے یا نہیں اپنے شہر کے کسی بڑے عالم سے اس کے متعلق استفسار کر کے عمل کرے تلخیص فتویٰ منجانب علمائے مہدویہ ہند رمضان ۱۳۸۷ھ میں ریڈیو کی اطلاع کو خبر مستفیض کی حیثیت دینا درست تسلیم کر لیا گیا ہے۔

یوم الشک یعنی ماہ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو اور چاند نظر نہ آئے تو اس نیت سے روزہ رکھنا کہ رمضان

ہو جائے تو روزہ فرض ورنہ نفل روزہ ہے مکروہ ہے (غایۃ الاوطار)

روزۂ رمضان میں قصداً دوا یا غذا کھانے یا پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو علاوہ قضا کے اس روزہ کا کفارہ بھی دینا چاہئے۔ اور کفارہ یہ ہے اگر قدرت ہو تو ایک غلام آزاد کرے ورنہ پے در پے دو مہینے کے روزے رکھے ان میں رمضان عیدین اور ایام تشریق نہ ہوں ان روزوں میں اگر کوئی روزہ عذر سے یا بلا عذر فوت ہو جائے تو پھر سے شروع کرے مگر عورت حیض ونفاس کی صورت میں باقی روزے بعد پاکی کے رکھ لے۔ اگر روزوں کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلا دے۔ یا ساٹھ فطروں کی مقدار گیہوں یا اس کی قیمت خیرات کر دے لیکن اگر ان میں سے کسی کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو ایسی صورت میں اس کا کفارہ ساقط ہو جائے گا حق تعالیٰ سے بخشش کی درخواست کرے (غنیۃ الطالبین) رمضان کے علاوہ دوسرا روزہ قصداً توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ صرف قضا رکھ لے اسی طرح رمضان کا روزہ خطا سے ٹوٹ جانے کی صورت میں صرف قضا رکھ لے کفارہ کی ضرورت نہیں مثلاً کلی کرتے وقت حلق یا ناک میں بغیر قصد کے پانی چلا گیا یا کسی نے زبردستی روزہ افطار کرا دیا یا عورت کا بوسہ لینے یا شہوت سے اس کو مساس کرنے کی صورت میں انزال ہو گیا یا حقنہ لیا یا ناک یا کان یا پیٹ یا سر کے زخم میں دوا ڈالی گئی وہ دوا دماغ یا پیٹ میں پہونچی یا جو چیز دوا یا غذا کی قسم سے نہیں مثلاً کنکر یا لوہا نگل گیا یا منہ بھر کر قصداً قئے کیا یا قئے کو قصداً نگل گیا یا بھول کر کھا لیا پھر یہ سمجھا کہ روزہ باقی نہ رہا قصداً کھایا پیا یا صبح کے وقت رات جان کر سحری کھایا دن رہے پر غروب کے خیال سے افطار کیا یا دانت میں کوئی چیز باقی تھی اس کو نکال کر کھا لیا یا روزہ رکھنے کے بعد سفر درپیش ہوا اور افطار کر دیا یا بھوک اور پیاس کی وجہ ہلاکت کے خوف سے روزہ کھول دیا یا سانپ کے کاٹنے پر نفع کے خیال سے دوا کا استعمال کیا ان سب صورتوں میں صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ (نور الہدایہ)

بھول کر کھانے پینے اور سونے میں احتلام ہونے یا کسی کو دیکھنے کی حالت میں شہوت سے انزال واقع ہونے سے یا تیل ملنے سرمہ لگانے پچھنے لگوانے یا بلا قصد قئے ہونے سے یا حالت ناپاکی میں صبح کرنے سے اگرچہ تمام دن ناپاک رہا یا اپنی بیوی سے بوسہ لینے یا اس کو مساس کرنے سے یا غبار' دھواں' مکھی کے حلق میں داخل ہونے سے یا غسل کرنے اور پانی کی برودت جسم میں پانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (نور الہدایہ) لیکن بیڑی' سگریٹ' حقّہ اور چٹے یا ناس کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائے گا بحالت روزہ کلی کرنا' ناک میں پانی

ڈالنا یا غسل کرنا اور کچا کپڑا جسم پر لپیٹنا مکروہ ہے اور جھوٹ‘ غیبت‘ گالی گلوج سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ امام غزالیؒ کے پاس ان باتوں سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے (مالا بدمنہ)

روزہ کے تین درجے ہیں اس کا ادنیٰ درجہ کھانا پینا اور جماع چھوڑنا ہے اور اوسط افعال ناشائستہ کا چھوڑنا اور اعلیٰ درجہ دل کو ماسوی اللہ سے بچانا ہے۔

نفل روزے

رمضان کے علاوہ دیگر ایام میں روزہ رکھنا نفل ہے مگر عیدین اور ذوالحجہ کی گیارھویں‘ بارھویں‘ تیرھویں کا روزہ رکھنا حرام ہے نفل روزہ شروع کرنے سے واجب ہو جاتا ہے لیکن جن دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے ان میں شروع کرنے سے بھی واجب نہیں ہوتا عذر سے اس روزہ کا توڑنا درست ہے ضیافت بھی داخل عذر ہے اس لئے کہیں سے دعوت آئے تو روزہ توڑ دے بعد میں قضا کرلے (مالا بدمنہ)

رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھنا جس کو ستہ شوال کہتے ہیں مستحب ہے یہ روزے عید کے بعد ملا کر یا متفرق طور سے جب چاہے رکھ لے رمضان کے روزوں کے بعد جو شخص یہ روزے بھی رکھے اس کے متعلق حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ ”گویا اس نے تمام سال روزے رکھے“ اور ہر مہینہ ایام بیض یعنی تیرھویں‘ چودھویں‘ پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنا اور عرفہ اور عاشورہ کا روزہ بھی مستحب ہے لیکن عرفہ کے دن حج میں مقام عرفہ پر روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ (نورالہدایہ) اگر کسی عورت کا شوہر اس کے گھر پر موجود ہو تو بغیر اس کی اجازت کے نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے (ترمذی)

اعتکاف

رمضان کے آخری دہے میں اعتکاف سنت ہے حضرت رسول خدا ﷺ کو اعتکاف بہت مرغوب تھا اور آپ عادتاً ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ میں معتکف رہے (بخاری) اور حضرت مہدی علیہ السلام اور آپ کے تمام صحابہؓ نے بھی اس پر عمل کیا ہے (حاشیہ) منقول ہے کہ حضرت خلیفہ گروہؓ نے جالور کی جامع مسجد میں جو قلعہ کے اندر تھی کئی بار اعتکاف کیا ہے (حاشیہ)

اعتکاف مسجد میں گوشہ نشینی کو کہتے ہیں۔ اس کے لئے وہ مسجد شرط ہے جس میں جماعت کی نماز ہوتی ہو اس کی کم سے کم مدت ایک دن رات ہے ایک مغرب سے دوسری مغرب تک اور روزہ اس پر شرط ہے۔

عورت گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے معتکف کو مسجد میں کھانا پینا' سونا جائز ہے مگر وہ ایک ساعت بھی بغیر عذر کے مسجد کے باہر رہے گا تو اعتکاف باطل ہو جائے گا البتہ بول و براز کی حاجت رفع کرنے یا غسل احتلام کے لئے مسجد سے باہر آنا جائز ہے۔ معتکف پر وطی اور جو چیز وطی کی خواہش دلائے مثلاً بوسہ وغیرہ سب حرام ہے وطی کرنے سے اعتکاف باقی نہ رہے گا۔ اور بوسہ لینے یا ہاتھ لگانے سے اگر انزال ہو جائے تو بھی یہ ٹوٹ جائے گا۔ عیادت یا نماز جنازہ کو جانا بھی اعتکاف باطل کر دیتا ہے۔ معتکف کا خاموش رہنا یا بیہودہ کلام کرنا دونوں مکروہ ہیں تلاوت کلام اللہ کرے یا ذکر میں رہے (غایۃ الاوطار) اعتکاف نذر ماننے سے واجب ہو جاتا ہے مثلاً یہ کہنا کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو اتنے دن اعتکاف کروں گا اور جتنے دن اعتکاف کی نذر مانی ہے اتنی ہی راتوں کا اعتکاف بھی ضروری ہوگا (مالا بدمنہ)

صدقہ فطر

ہر آزاد مسلمان پر جو صاحب نصاب ہو اپنے اور اپنی نابالغ اولاد اور خدمتی غلاموں اور ام ولد کی جانب سے فی کس ایک فطرہ اناج عید الفطر کے روز صدقہ دینا فرض ہے۔ لیکن ایسے صاحب نصاب کے پاس مال کا نامی ہونا شرط نہیں صرف ضروری حاجتوں سے وہ مال زائد ہو تو کافی ہے۔ اور اس پر ایک سال گذرنے کی بھی شرط نہیں بلکہ امام احمد بن حنبلؒ کا تو یہ حکم ہے کہ جس کے پاس اپنی اور اہل وعیال کی ایک دن کی خوراک سے زائد ہو وہ اس کو صدقہ فطر میں دیدے (غنیۃ الطالبین) بیوی اور بالغ اولاد کی جانب سے یہ فطرہ دینا ضروری نہیں وہ اگر صاحب نصاب ہیں تو خود دے لیویں۔ جس لڑکی کی شادی ہو کر وہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو چکی ہو اس کا فطرہ دینا بھی لازم نہیں ہے۔ اگر نابالغ اولاد صاحب نصاب ہے تو انہیں کے مال سے یہ صدقہ دے اور غلام مکاتب اور تجارتی غلاموں کی جانب سے بھی فطرہ کی ادائی واجب نہیں (مالا بدمنہ)

حضرت خلیفہ گروہؓ فطرہ کی ادائی کی بہت تاکید فرماتے تھے ایک دفعہ آپ نے قرض کر کے فطرہ ادا کیا ہے (حاشیہ) فطرہ کی مقدار گیہوں یا اس کے آٹے یا منقّہ یا سوکھے انگور کے لئے آدھا صاع اور خرما اور جو وغیرہ کے لئے ایک صاع ہے لیکن امام شافعیؒ کے پاس سب میں اک صاع ہے۔ اور صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور رطل وزن میں ۲۶ روپئے کے برابر ہوتا ہے اس لحاظ سے ایک صاع دو سیر ۴۸ تولہ (۲ کلو ۴۲۷ گرام) کا ہوا لیکن گروہ مقدسہ میں اس وزن میں اختلاف ہے بعض کے پاس فطرہ کی مقدار پونے چار سیر اور بعض

کے پاس ساڑھے تین سیر مقرر ہے۔اور بعض نے اس کی مقدار ڈھائی سیر بتلائی ہے۔حضرت افضل العلماء مولانا سید نجم الدین صاحب نے اپنے ایک فتویٰ میں اس کی مقدار دیڑھ کلو بتائی ہے۔ملاحظہ ہو موصوف کا فتویٰ مطبوعہ نور حیات' نور ولایت ڈسمبر ۱۹۲۶ء صدقہ فطر عید کی صبح سے واجب ہوتا ہے جو شخص صبح عید کے پہلے مرجائے یا صبح کے بعد کوئی مسلمان ہو یا بچہ پیدا ہو تو اس پر ادائی فطرہ واجب نہیں (نور الهدایہ) عید کی نماز کے پہلے ہی یہ فطرہ ادا کر دینا چاہئے۔ورنہ پھر بعد نماز دے اگر عید کے روز نہ دے سکے تو بعد میں جب موقع ملے ادا کر دے کیونکہ اس میں تاخیر کرنے سے یہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا (نور الهدایہ) صدقہ فطر محتاجوں' مسکینوں اور فقیروں کا حق ہے اور بجائے اناج کے اس کی قیمت دینا بھی جائز ہے۔

☆☆☆

نواں باب

حج کا بیان :

حج فرض ہے اور یہ فرضیت ہر ایسے مسلمان عاقل بالغ عورت مرد پر عائد ہوتی ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو ایسا شخص بیمار، اندھا یا کسی کا ضامن نہ ہو اور ایسے بوڑھے آدمی پر بھی جو چل پھر نہیں سکتا یا بغیر ٹیکے کے سواری پر بیٹھ نہیں سکتا حج فرض نہیں۔ استطاعت کے یہ معنی ہیں کہ خرچ راہ اور سواری رکھتا ہو اور پھر واپس آنے تک اہل وعیال کے نفقہ کا انتظام کر سکے۔ اور راستہ میں امن ہو اور عورت کے لئے اس کے شوہر یا کسی نیک بخت محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ اور مال حرام جیسے رشوت یا سود کے پیسے سے حج کرنا حرام ہے۔ (غایۃ الاوطار) اور ماں باپ یا بیوی یا ان عزیزوں کی اجازت کے بغیر جن کا نفقہ اس پر فرض ہے حج کرنا مکروہ ہے۔ (غایۃ الاوطار) ایک سے زیادہ جتنے مرتبہ بھی حج کیا جائے وہ نفل ہوگا حج کے مہینے شوال، ذی قعدہ اور ذی الحج کے دس دن ہیں اور حضرت رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کو کوئی ظاہری حاجت یا ظالم بادشاہ یا روکنے والا حج کرنے سے مانع نہ ہو وہ بغیر حج کے مرگیا تو پس چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی (ترمذی)

جس شخص کے پاس زادراہ نہ ہو پھر بھی وہ حج کا سفر اختیار کر کے اس کے ارکان پورے کر لے تو نہ صرف اس کا حج ادا ہو جائے گا بلکہ اس کے لئے اس طرح سفر کرنا بے انتہا ثواب کا موجب ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے متوکل علی اللہ اپنے اصحابؓ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حج کا سفر کیا ہے۔ جب آپ جہاز میں سوار ہوئے تو حکم دیا کہ صراحیوں میں سے میٹھا پانی تک انڈیل دو اور فرمایا "جو خدا خشکی میں میٹھا پانی پلا سکتا ہے وہ قادر ہے کہ سمندر میں بھی میٹھا پانی پلائے" بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے بھی آپ کی اتباع میں ایسا ہی کیا ہے بندگی میاں سید تشریف اللہؒ کے سفر حج کا قصہ تو مشہور ہے آپ نے عبادت کے شوق میں بے انتہا مردانگی کو کام میں لا کر اپنے دائرہ سے ساحل سمندر تک اور جدہ سے مکہ معظّمہ تک فاقوں پر فاقے برداشت کرتے ہوئے پیدل سفر کر کے اس فرض کو ادا کیا ہے یہاں تک کہ عربستان کی سخت گرمی اور فاقوں کی شدت سے آپ کی پیٹھ تڑک گئی تھی (اخبار الاسرار)

احرام باندھنا' عرفات میں کھڑا ہونا' طواف زیارت کرنا فرائض حج ہیں اور جس مقام سے احرام باندھا جائے اس کو میقات کہتے ہیں یہ مقامات اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ' اہل شام کے لئے جحفہ' اہل نجد کے لئے قرن اور اہل ہند کے لئے یلملم ہیں ان مقامات سے بغیر احرام کے آگے بڑھنا حرام ہے اور ان مقامات پر پہونچنے کے پہلے بھی احرام باندھنا درست ہے۔ اور یہ مقامات ان لوگوں کے لئے ہیں جو ان مقامات سے گزریں جو ان مقامات سے نہ گزریں وہ جہاں چاہیں احرام باندھیں جیسے اہل مکہ احرام مکہ ہی میں باندھتے ہیں احرام باندھنے کے بعد وطی کرنا اور جھگڑا اور لڑائی کرنا اور جھوٹ بولنا اور غیبت کرنا یا تہمت لینا اور برائی کرنا اور گالی دینا و رفحش بکنا اور خشکی کا شکار کرنا اور بدن کے بال منڈوانا اور سر اور داڑھی حتمی سے دھونا اور ناخن اور مونچھیں کترنا' اور موزہ پہننا اور پگڑی باندھنا اور سلے ہوئے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا حرام ہے۔ اور مزدلفہ میں رات کو ٹھیرنا جمرات کو کنکریاں مارنا' صفا و مروہ کے بیچ میں دوڑنا' سر کے بال منڈوانا یا کترانا' طواف الصدر یعنی رخصت ہوتے وقت طواف کرنا جس کو طواف الوداع بھی کہتے ہیں واجبات حج ہیں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا گناہگار وہ شخص ہے جو عرفہ کے دن عرفات میں ٹھیرے اور یہ گمان کرے کہ اللہ نے اس کو نہیں بخشا''

دوران حج میں عورت کو حیض کا آنا سوائے طواف کے کسی عبادت کا مانع نہیں ہے اگر کوئی نابالغ حج کرے تو بالغ ہونے کے بعد مکرر اس پر حج فرض ہے۔ کیونکہ حج کے لئے بلوغیت کی شرط ہے۔ (نور الہدایہ) حج کرنے والے کو چاہیئے کہ سفر حج خوش و خرم کرے راہ میں تقویٰ اختیار کرے ذکر اللہ کثرت سے کرتا رہے بدخلقی اور غضب سے پرہیز کرے لوگوں کی بدخلقی اور غصہ سہا کرے حلم اور بردباری اختیار کرے (عالمگیری) اور حج کی نیکی لوگوں کو کھانا کھلانا اور نرمی سے بات کرنا ہے۔ (نور الہدایہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا جس شخص نے خدا کے لئے حج کیا اور عورتوں سے خواہش کی بات چیت نہ کی اور ساتھ والوں سے گالی گلوج اور جھگڑا نہ کیا تو وہ پلٹتے وقت ایسا پاک ہوا کہ گویا اسی دن اس کو ماں نے جنا (صحیحین)

بزمانہ حج کسی چیز کا بیچنا یا خریدنا یا اس سے نفع اٹھانا جائز ہے مگر اس سے محترز رہنا ہی اولیٰ ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے فقراء نے مکہ معظّمہ میں بحالت فاقہ کشی حضرت سے اپنے پاس کی بعض اشیاء کی

فروخت کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا ''ہندوستان کی قیمت پر بیچ دو نفع مت لو۔'' بندگی میاںؒ نے بھی ایسا ہی فرما کر اپنے فقراء کو ایام حج میں بعض چیزوں کے فروحت کر دینے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہم یہاں حج کے لئے آئے ہیں سوداگری کے لئے نہیں''

حج کے بعد مدینہ منورہ جا کر حضرت رسول کریم ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کرنا واجب ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی (مرغوب القلوب)

ایام تشریق

عرفہ یعنی نو ذی الحجہ سے تیرھویں تک ایام تشریق کہلاتے ہیں تشریق کے معنی گوشت خشک کرنے کے ہیں چونکہ ان ایام میں قربانی کا گوشت خشک کیا جاتا ہے اس لئے یہ نام پڑ گیا۔ ان ایام میں عرفہ کی صبح سے تیرھویں کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد سلام پھیرتے ہی **الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله الله اکبر ولله الحمد** کا تین بار بآواز بلند کہنا واجب ہے ہر اس شخص پر جس پر نماز فرض ہے چاہے مسافر اور تنہا نماز پڑھنے والا ہی کیوں نہ ہو مگر عورت پر یہ تکبیر واجب نہیں۔

احکام قربانی

ہر صاحب نصاب پر دسویں ذالحجہ سے بارہویں کی شام تک قربانی دینا واجب ہے حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص استطاعت رکھ کر قربانی نہ دے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے'' جہاں عید کی نماز ہوتی ہو وہاں عید کی نماز کے بعد اور جہاں یہ نماز نہ ہو وہاں صبح سورج نکلنے کے بعد قربانی دینا چاہئے۔ بکرا بکری، مینڈھا مینڈھی، دنبہ یا اور جانور کسی ایک شخص کی جانب سے قربانی دیا جائے۔ سات آدمی مل کر ایک گائے یا بیل یا اونٹ قربانی دے سکتے ہیں۔ قربانی کے جانوروں میں دنبہ چھ مہینے سے بکرا ایک سال سے، گائے بیل دو برس سے اور اونٹ پانچ سال سے زیادہ عمر کا ہونا شرط ہے اور لنگڑے، اندھے، دبلے پتلے اور تہائی سے زیادہ کان یا دم یا سرین کٹے ہوئے جانور کی قربانی درست نہیں۔ لیکن خصّی شدہ یا بغیر سینگ یا شکستہ سینگ کا جانور یا جس کو پیدائش ہی سے کان یا دم نہو اس کی قربانی جائز ہے (نور الہدایہ)

قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا سنت ہے اور دوسرے کے ہاتھ سے ذبح کروانا بھی جائز ہے

مگر صاحب قربانی سامنے کھڑا رہے اور قبل ذبح قربانی کے جانور سے نفع حاصل کرنا مثلاً اس کا دودھ دھونا اس پر سوار ہونا یا کوئی چیز اس پر لادنا یا اس کو کرایہ پر دینا مکروہ ہے جو شخص قربانی دینا چاہے وہ ذی الحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد سے قربانی کے دینے تک اپنے بال اور ناخن نہ ترشوائے (مسلم)

قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت پہلے انی وجهت وجهی الخ پھر اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مِنْکَ وَلَکَ مِنْ (فلاں) بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرے اور بجائے فلاں کے اس کا نام لے جس کی جانب سے قربانی دی جا رہی ہے۔ (مسلم)

قربانی کے گوشت کے تین حصے کر کے ایک حصہ اپنی ذات کے لئے رکھ لے ایک حصہ دوستوں کو اور رشتہ داروں کو دے ایک حصہ فقراء اور مساکین میں خیرات کرے اگر سات آدمی مل کر گائے بیل یا اونٹ کی قربانی دیں تو گوشت آپس میں وزن کر کے تقسیم کر لیں ورنہ اگر کسی کو کم حصہ پہونچے تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی اور قربانی کا چمڑا خیرات کر دینا چاہئے یا اس سے اپنے لئے موزہ پوستین وغیرہ کوئی کام کی چیز بنالیں قصاب کو اجرت میں یہ چمڑا دینا درست نہیں۔

☆☆☆

دسواں باب

نکاح کا بیان :

نکاح سنت موکدہ ہے جب شہوت غالب اور زنا کا خوف لاحق ہوتو نکاح واجب ہے (کنز الحقائق) حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ ''نکاح میری سنت ہے جو میری سنت سے روگردان ہوا وہ مجھ سے نہیں'' اور فرمایا جو شخص نفقہ اور مہر کی استطاعت رکھتا ہوا سے نکاح کر لینا چاہئے۔'' (بخاری و مسلم) و نیز آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''چار چیزیں پیغمبروں کی عادتوں میں سے ہیں حیا کرنا' خوشبو لگانا' نکاح کرنا' مسواک کرنا'' (ترمذی) حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی عیالدار کی فضیلت بیان کی ہے اور فرمایا'' تنہا شخص کے لئے خلل اور عیالدار کے لئے امن ہے'' (حاشیہ) حضرت بندگی میاںؓ فرماتے ہیں کہ بیوی بچے رکھنا پیغمبروں کا خاصہ ہے (حاشیہ) نکاح کے لئے سب سے بہتر عورت نیک بخت ہے اور کنواری عورت بیوہ سے بہتر ہے (ابن ماجہ' مسلم) اور عورت کی خوبصورتی محبت اور الفت کا سبب ہوتی ہے اس لئے نکاح سے پہلے لڑکی کو دیکھ لینا سنت ہے۔ (کیمیائے سعادت) اسی طرح عورت کے لئے وہ شخص بہتر ہے جو دیندار ہو جس کے اخلاق پسندیدہ ہوں (ترمذی) نکاح کے لئے ایجاب وقبول اور گواہوں کی موجودگی شرط ہے اور بغیر ولی کے بھی نکاح نہیں ہوتا (غایۃ الاوطار) اور قبل از نکاح مہر کا قرار داد ہو کر بوقت نکاح اس کا اظہار کر دینا چاہئے۔ بدوں ذکر مہر کے بھی نکاح درست ہے (احسن المسائل) اور جو عورت محرم ہے اس سے نکاح حرام ہے محرم عورتیں یہ ہیں۔ ماں' نانی' دادی' پڑدادی اور جہاں تک یہ سلسلے اوپر جائیں' بیٹی' پوتی' نواسی' اور جہاں تک یہ سلسلے نیچے جائیں۔ بہن' بھانجی' بھتیجی' پھوپی' خالہ اور اپنی منکوحہ کی ماں یعنی ساس اور ربیبہ یعنی اپنی منکوحہ کی وہ لڑکی جو اس کے پہلے شوہر سے ہو اور اپنے صلبی فرزند کی عورت یعنی بہو اور اپنے باپ کی منکوحہ یعنی اپنی علاتی ماں یہ سب رشتے حرام ہیں اور کسی کا دودھ پینے سے ایسا رشتہ ہو جائے تو وہ بھی حرام ہے۔ اور دو بہنوں کا یا ایسی دو عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا کہ اگر ایک ان میں کا مرد ہوتا تو ان میں آپس میں نکاح جائز نہ ہوتا حرام ہے مشرک عورت سے بھی نکاح جائز نہیں۔ لیکن اہل کتاب عورت سے نکاح جائز ہے مخالفین مہدی کی لڑکیوں سے بھی نکاح جائز ہے لیکن ان کو بیٹی دینا جائز نہیں (جامع الاصول) دو لونڈیاں

آپس میں بہنیں ہیں تو ایک سے محبت کرنے کی صورت میں دوسری سے وطی حرام ہوگی (نورالہدایہ) اور جس عورت کو کسی دوسرے کا پیغام ہو جب تک اس کو صاف جواب نہ ملے دوسرے کو اس کے پاس پیغام بھیجنا مکروہ ہے (مالا بدمنہ) ایک زمانے میں چار عورتوں سے نکاح جائز ہے چار سے زائد عورتیں رکھنا ممنوع ہے (ترمذی)

عقد کا طریقه

پہلے وکیل اور گواہ مقرر ہوں اور وکیل حتی الامکان لڑکی کا محرم ہو اور گواہ نوشہ کی جانب سے مقرر کئے جائیں وکیل پہلے زوجہ کے ولی سے اس کو زوج کے نکاح میں دینے کی بقرارداد مہر گواہوں کے روبرو تین بار اجازت حاصل کر کے مجلس عقد میں ناکح یعنی خطیب سے اس طرح کہے کہ مسماۃ (فلاں) بنت (فلاں) کو مسمی (فلاں) بن (فلاں) کے عقد میں 'میں نے بعوض مہر ( ) دیا ہے میں اس کا وکیل ہوں اور یہ ہر دو اس کے گواہ ہیں اور دونوں گواہ تین مرتبہ اس کی تصدیق اس طرح کریں کہ مسمی (فلاں) بن (فلاں) کے نکاح میں مسماۃ (فلاں) بنت (فلاں) کو بعوض مہر ( ) ان وکیل صاحب نے دیا ہے ہم دونوں اس امر کے گواہ ہیں اس کے بعد خطیب خطبہ نکاح پڑھے۔

خطبۂ نکاح

حمدبرکمال وثناء بے مثال بحضرت ذوالجلال که ثناء اُوست الله جمیل یحب الجمال تعالت آلا وه وتقدست اسماوه که درذکر محامد ذات قدیم ومدایح تقدس صفات مستدیم نو عروسانِ طبائع به گلزارصنائع چوں‌عنادل فصیح وصلاصل ملیح برتخت زفاف در جلوه به لسان حال به ایں مقال می سرایند کما قال الله تعالیٰ **سُبۡحَانَ الَّذِی خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنۡبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَمِمَّا لاَ یَعۡلَمُوۡنَ**

(یہ خطبہ نکاح میاں سید عالم باللہ خلیفہ حضرت شاہ دلاورؒ کی جانب منسوب ہے اس کے متعلق احقر کا مضمون ''حضرت عالم باللہ کا خطبہ نکاح'' نور حیات جنوری و فبروی ۱۹۷۲ء میں دیکھئے)

ترجمہ:۔ کامل حمد اور بے مثال تعریف اس خدائے بزرگ کی ہے جس کی تعریف میں اللہ جمیل یحب الجمال

آیا ہے اس کی نعمتوں کا مرتبہ اعلیٰ ہے اور اس کے نام مقدس ہیں اس ذات قدیم اور دائمی صفات کی تعریفوں کا ذکر قدرتی دلہنیں صفتوں کے باغ میں خوش گلو بلبلوں اور خوش رنگ فاختاؤں کی طرح جلوہ کے تخت پر زبان حال سے اس طرح کرتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ذات پاک ہے جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے ان چیزوں سے جن کو زمین اگاتی ہے اور ان کی جانوں سے اور ان چیزوں سے جن کو تم نہیں جانتے۔

وکیل سے مخاطب ہو کر کہے۔

به شرائط ایجاب وقبول بقولِ رسول مقبول ﷺ که فرمود النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی بحضور شرفاء کرام اہل اسلام بدولت شرافت مشرف اقدام پر سیده می آید که حکم وکالت مرترا ثابت است“ تین بار پوچھے۔

وکیل کہے ” آرے ثابت است“

ترجمہ:۔ایجاب وقبول کی شرطوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے فرماان کے موافق کہ نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے روگرانی کی وہ مجھ سے نہیں ہے اہل اسلام شریف ونجیب لوگوں کے سامنے آپ سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا آپ کی وکالت صحیح وثابت ہے وکیل کہے ثابت ہے۔ اس کے بعد خطیب کہے۔ یعنی تین بار پوچھے۔

نفس مسماة (فلاں) بنت (فلاں) را به میاں (فلاں) بن (فلاں) به بدل مہر...... که نصف آں...... باشد با چہار شرائط شرعیه که مذکور از شش ماه درحالت اقامت ویك سال بحالت سفر اگر ذات میاں مذکور به ذات مسماة مذکور نه رسد پس اختیار مسماة مذکور بدست او باشد بدیں شرط وبدیں مہر بزنی کرده دادی۔

وکیل کہے” آرے کرده دادم “

ترجمہ:۔مسماۃ (فلاں) بنت (فلاں) کو (فلاں) بن (فلاں) کے نکاح میں......مہر کے بدلے کہ اس کا آدھا......مہر ہوتا ہے شرعی چار شرطوں کے ساتھ کہ مذکور چھ مہینے حالت اقامت میں اور ایک سال حالت سفر میں اگر میاں مذکور کی ذات مسماۃ مذکور کو پہونچے تو مسماۃ مذکور کا اختیار اس کو حاصل رہے گا کیا تو نے اس شرط اور اس مہر کے ساتھ دیا ہے (وکیل کہے ہاں دیا ہے۔

پھر نوشاہ سے مخاطب ہو کر کہے۔

اے که تو حری وعاقلی وبالغی در مجلس مسلمانانِ حاضر آمدی نفس مسماة(فلاں) بنت (فلاں) را به بدل مہر ...... که نصف آں...... باشد باشرائط شرعیه که مذکور اند شش ماه به حالت اقامت ویکسال بحالت سفر اگر ذات تو به مسماة مذکور نه رسد پس اختیار اوبدست او باشد بدیں شرط وبدیں مہر بزنی خواستی وقبول کردی (تین بار پوچھے)

نوشاہ کہے ''آرے خوا ستمش وقبول کردمش ''

ترجمہ:۔اے کہ تو آزادو عاقل اور بالغ ہے اور مسلمانوں کی مجلس میں حاضر ہے مسماۃ (فلاں) بنت (فلاں) کو......مہر کے بدلے کہ اس کا آدھا......مہر ہوتا ہے شریعت کی شرطوں کے ساتھ جو مذکور ہیں چھ ماہ حالت اقامت اور ایک سال حالت سفر میں اگر تیری ذات مسماۃ مذکور کو نہ پہونچے تو اس کا اختیار اس کو حاصل رہے گا اس شرط اور اس مہر کے ساتھ کیا تو نے قبول کیا

(نوشاہ کہے) ''ہاں میں نے اس کو چاہا اور قبول کیا'' پھر شرائط بیان کرے۔

(۱) جس وقت عورت مہر طلب کرے دیدے اگر موجود نہ ہو تو وعدہ کرے یا معاف کرالے بہر حال رضامند کرالے۔(۲) نان نفقہ سے محتاج نہ رکھے۔(۳) اس کے ماں باپ کے گھر جانے سے منع نہ کرے۔(۴) دائرہ دین میں اور مہدویوں میں رکھے۔

اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اللهم الف بینهما کما الفت بین آدمؑ وحواؑ اللهم الف بینهما کما الفت بین ابراهیمؑ وهاجرهؑ اللهم الف بینهما کما الفت بین ایوبؑ ورحیماؑ اللهم الف بینهما کما الفت بین یوسفؑ وزلیخاؑ اللهم الف بینهما کما الفت بین موسیٰؑ وصفوراؑ اللهم الف بینهما کما الفت بین سلیمانؑ وبلقیسؑ اللهم الف بینهما کما الفت بین محمد رسول الله ﷺ وعائشهؓ اللهم الف بینهما کما الفت بین علی المرتضیٰؓ وفاطمة الزهراءؓ اللهم الف بینهما کما الفت بین محمدنِ المهدی الموعود مراد اللهؑ وبی بی الهدیتیؓ اللهم الف بینهما کما الفت بین المحمود ثانی المهدیؓ وبی بی کد بانوؓ اللهم الف بینهما کما الفت بین الخوندمیر صدیق ولایتؓ وفاطمه ولایتؓ

ترجمہ:۔ یا اللہ ان دونوں میں الفت پیدا کر جیسا تو نے آدمؑ اور حواؑ میں الفت دی تھی۔ یا اللہ ان دونوں میں الفت پیدا کر جیسا تو نے ابراہیمؑ اور ہاجرہؑ میں الفت دی تھی یا اللہ ان دونوں میں الفت پیدا کر جیسا تو نے ایوبؑ اور رحیمہؑ میں الفت دی تھی یا اللہ ان دونوں میں الفت پیدا کر جیسا تو نے یوسفؑ اور زلیخاؑ میں الفت دی تھی یا اللہ ان دونوں میں الفت پیدا کر جیسا تو نے موسیٰؑ اور صفوراؑ میں الفت دی تھی۔ یا اللہ ان دونوں میں الفت پیدا کر جیسا تو نے سلیمانؑ اور بلقیسؑ میں الفت دی تھی۔ یا اللہ ان دونوں میں الفت پیدا کر جیسا تو نے محمد رسول اللہ ﷺ اور بی بی عائشہؓ میں الفت دی تھی یا اللہ ان دونوں میں الفت پیدا کر جیسا تو نے علی مرتضیٰؓ اور بی بی فاطمہ زہراؓ میں الفت دی تھی یا اللہ ان دونوں میں الفت پیدا کر جیسا تو نے محمد مہدی موعود مراد اللہ علیہ السلام اور بی بی الہ دیتیؓ میں الفت دی تھی یا اللہ ان دونوں میں الفت پیدا کر جیسا تو نے محمود ثانی مہدیؓ اور بی بی کد بانوؓ میں الفت دی تھی یا اللہ ان دونوں میں الفت پیدا کر جیسا تو نے خوندمیر صدیق مہدیؓ اور بی بی فاطمہ ولایتؓ میں الفت دی تھی۔

اس کے بعد کہے اللہ مبارک کرے۔

خطبہ حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؓ

قوم کے بعض گھرانوں میں حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؓ کے خطبہ کے پڑھنے کا رواج ہے جو یہ ہے۔

برحکم سبحانی وتنزیل آیات آسمانی کما قال اللہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النسآء ومثنیٰ وثلٰث وربٰع فان خفتم الاتعدلو فواحدہ قال النبی ﷺ وآلہ واصحابہ وسلم لا ینعقد عقدۃ النکاح الا بحضرۃ الشاھدین العاقلین البالغین المسلمین النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی

ترجمہ:۔ حکم سبحانی اور آیات آسمانی کی تنزیل کی بناء پر جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے نکاح کرو تم جو تم کو اچھی لگیں عورتوں سے دو دو، تین تین، چار چار تک اگر تم کو خوف ہو کہ تم برابری نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی کافی ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”نکاح منعقد نہیں ہوتا مگر دو عاقل بالغ اور مسلمان گواہوں کے روبرو میں“ ”نکاح میری سنت ہے جو میری سنت سے پلٹا وہ مجھ سے نہیں“

پھر وکیل کو تین بار پوچھے ” حکم وکالت مر ترا ثابت است“ وکیل کہے ” آرے ثابت است“ پھر کہے۔بہ بدل مہر ...... اوقیہ زر سرخ خالص بہ وزن مکّہ حرسھا اللہ

تعالیٰ عن الافات والبلیات که نصف آں...... اوقیه می باشد نفس مسماة(فلاں) بنت (فلاں) به میاں (فلاں)بن (فلاں) را به چهار شرائط شرعی بزنی کرده دادی ، *وکیل کہے* ''آرے کرده دادم'' *اس کے بعد نوشاہ کو کہے* '' اے که توحرّی وعاقلی وبالغی در مجلس اہل اسلام حاضر آمدی به بدل مہر ...... اوقیه زر سرخ خالص به وزن مکه حرسها الله تعالیٰ عن الاٰفات والبلیات که نصف آں...... اوقیه باشد نفس مسماة بی بی (فلاں) بنت(فلاں) رابا چهار شرائط شرعی بزنی خواستی وقبول کردی *تین بار پوچھے۔نوشاہ کہے* ''آرے خواستمش وقبول کردمش'' *اس کے بعد چہار شرائط شرعی سنائے اور دعا* ''اللهم الف بینهما'' *تا آخر پڑھے۔*

اب ذیل میں وہ خطبہ دیا جاتا ہے جس کا بزمانہ حال قوم میں رواج ہو چلا ہے۔

خطبہ جدید

الحمد لله نحمده ونستعینه ونستغفره ونومن به ونتوکل علیه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یهدیه الله فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمد عبده ورسوله واصدق ان سیدنا وسندنا ومولانا امامنا السید محمدنِ المهدی الموعود امر الله مراد الله خلیفة الله قد جاء ومضی اللهم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلی علی امامنا محمدن المهدی الموعود خلیفة الله وبارک وسلم اعوذ بالله السمیع العلیم من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم سبحان الذی خلق الازواج کلها مما تنبت الارض ومن انفسهم ومما لا یعلمون یا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منها رجالا کثیرا ونساء واتقو الله الذی تساء لون به والارحام ان الله کان علیکم رقیباً یا ایها

الذین آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن وانتم مسلمون یا ایها الذین آمنوا تقوا الله وقولوا قولاً سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع الله ورسوله فقد فازا فوزاً عظیما وقال رسول الله ﷺ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی وقال النبی ﷺ لا ینعقد عقدة النکاح الا بحضورالشاهدین العاقلین البالغین المسلمین وقال ﷺ الدنیا کلها متاع وخیر متاع الدنیا المراة الصالحة وقال الامام المهدی الموعود علیه الصلواة والسلام الاهل والاولاد من خاصة الانبیاء وقال علیه الصلواة والسلام ان لصاحب الاهل والاولاد لفضلا من لیس له اهل ولا اولاد.

پھر وکیل گواہ اور نوشاہ سے مخاطب ہو کر وہی کہے جس کا اندراج اوپر ہو چکا ہے پھر شرائط بیان کر کے دعائے "اللهم الف بینهما" الخ پڑھ کر خطبہ ختم کردے۔

دولہا و دلہن کو سہرا باندھنا یا پھولوں کے ہار وغیرہ کا پہنانا مباح ہے اسی طرح نکاح کی خاطر خوشی منانا اور گانا بجانا جائز ہے۔ (مشکوۃ)

خلوت صحیحه

عورت و مرد میں کوئی مانع نہ ہو تو خلوت صحیحہ ہو جائے گی اور ایسا مرض جو مانع وطی ہو یا روزۂ رمضان یا حیض وغیرہ یا زوجین کے علاوہ تیسرے شخص کی موجودگی یا دونوں کا مسجد میں ہونا یا زوج کا زوجہ کو نہ پہچاننا موانعات خلوت صحیحہ ہیں لیکن چھوٹا کمسن بچہ یا دونوں میں سے کسی ایک کی لونڈی کا موجود ہونا یا رمضان کے علاوہ دوسرا کوئی روزہ مانع خلوتِ صحیحہ نہیں (غایۃ الاوطار)

احکام مهر

شوہر کو چاہئے کہ عورت جب مہر طلب کرے اسی وقت دیدے اگر موجود نہ ہو تو وعدہ کرے اور عورت کو حق ہے کہ مہر لینے کے واسطے مرد کو صحبت کرنے سے یا دوسرے شہر میں لے جانے سے روکے اگرچہ پہلے اس سے صحبت کر چکا ہو (احسن السائل)

عورت کا اپنے شوہر کو مہر معاف کر دینا درست ہے شوہر مرنے کے بعد یا طلاق حاصل کرنے کے بعد بھی معاف کردے گی تو معاف ہو جائے گا اور مہر اتنا نہیں باندھنا چاہئے کہ جس کی ادائی کی طاقت خود میں نہ ہو۔

ولیمه

نکاح کے بعد ولیمہ دینا سنت ہے۔ یہ ایک دعوت ہے جس میں دولہے کے دوست احباب بلائے جاتے ہیں جو شخص اس دعوت کو بغیر عذر قبول نہ کرے گا وہ گناہ گار ہوگا لیکن اگر اس مجلس میں خلاف شرع امور جیسے راگ وغیرہ یا اور قسم کے لہو ولعب ہیں تو دعوت قبول نہ کرے اگر وہاں پہونچنے کے بعد معلوم ہو تو منع کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو منع کر دے اگر منع کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو اس صورت میں صبر کرے لیکن جو شخص لوگوں کا پیشوا ہو اس کو خاموشی جائز نہیں یا تو منع کر دے یا واپس چلا آئے (مالا بدمنہ)

تسویه منکوحات

جس شخص کے نکاح میں دو یا زیادہ عورتیں ہوں تو ان کو شب باشی لباس کھانے اور موانست میں برابر رکھنا فرض ہے اور ایک عورت کی باری کا دن دوسری عورت کے پاس گذارنا یا اس سے صحبت کرنا بغیر اس عورت کی اجازت کے جس کی باری تھی جائز نہیں لیکن حالت سفر میں اختیار ہے جس عورت کو چاہے ساتھ لے جائے (غایۃ الاوطار)

احکام نفقه

عورت کے لئے کھانے کپڑے اور رہنے کے مکان کا انتظام مرد پر واجب ہے اگر عورت کو طلاق دیدی جائے تو ختم عدت تک اس کا نفقہ شوہر کے ذمّے ہی رہے گا اسی طرح اگر اپنی اولاد یا ماں باپ محتاج ہوں تو ان کا نفقہ بھی واجب ہے مالدار خاوند پر عورت کے لئے ایک خادم کا نفقہ بھی واجب ہے جو عورت شرارت سے گھر سے نکل جائے اور باوجود طلب کرنے کے نہ آئے یا اپنے باپ کے گھر میں بیمار ہو جائے یا بغیر خاوند کے حج کو جائے یا نابالغ ہو تو اس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں (احسن المسائل)

حقوق الزوجین

مرد کو چاہئے کہ اپنی عورت کو احکام دین سے واقف کرائے اس کے دل میں خدا کی طلب اور اس کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرے خدا کے خوف اور آخرت کے عذاب سے اس کو ڈراتا رہے عورتوں کے ساتھ نیک خور ہنا ان کی دلجوئی اور دلداری کرنا ان کے قصوروں کو معاف کرنا ان سے کشیدہ اور کبیدہ خاطر نہ رہنا بلکہ ان کے ساتھ ظرافت اور خوش طبعی کے ساتھ لطف و محبت کا برتاؤ کرنا مرد کا فرض اور داخل خوش اخلاقی ہے۔

عورت کو چاہئے کہ مرد کی فرمانبرداری کرے اس کے مال میں خیانت نہ کرے اس کو خوش رکھے دینی امور میں اس کی مدد کرے جو کچھ شوہر دے اس پر قناعت کرے اس کی شکایت اور ناشکری نہ کرے اور شوہر کی بغیر اجازت گھر سے باہر نہ نکلے مگر اپنے اقربا سے ملنے یا اپنا قرض دینے یا وصول کرنے جاسکتی ہے۔(غایۃ الاوطار)

حدیث میں ہے خاوند کی نافرمانی کرنے والی عورت منافق ہے(نسائی)

نکاح ثانی

جو عورت بیوہ ہوجائے یا طلاق حاصل کرلے بعد ختم عدت اس کا نکاح کردینا چاہئے۔حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اے علی تین باتوں میں دیر مت کرو۔نماز میں جب اس کا وقت ہوجائے' جنازہ اٹھانے میں جب وہ تیار ہوجائے اور بیوہ کے نکاح میں جب اس کا جوڑ مل جائے(ترمذی) لیکن اگر ایسی عورت کو جس کو بچے ہوں اور وہ ان کی خاطر دوسرے نکاح سے رکی رہے تو حضرت رسول خدا ﷺ نے اس کو جنت کی بشارت دی ہے(ابوداؤد)

احکام طلاق

کسی نا بناؤ یا مجبوری کے تحت عورت کو طلاق دینا جائز ہے لیکن حضرت رسول خدا ﷺ نے اس کو بہت ناپسندیدہ حلال کام کہا ہے۔(ابوداؤد) حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی اس فعل سے کراہیت ظاہر کی ہے۔(حاشیہ) طلاق کے لئے عورت کا مرد کے نکاح میں ہونا شرط ہے طلاق کی تین قسمیں ہیں طلاق رجعی' طلاق بائین' طلاق مغلظہ۔طلاق رجعی وہ ہے ایک یا دو مرتبہ طلاق دے کر اندرون مدت عدت رجوع کرلیا جائے ایسی صورت میں نکاح جدید کی ضرورت نہیں ہوتی۔اگر طلاق رجعی کے بعد مدت عدت گزر جائے گی تو وہ طلاق بائن ہوجائے گی اور طلاق بائن میں بغیر نکاح کے رجعت نہیں ہوسکتی۔اگر طلاق تین بار دی جائے یہ طلاق مغلظہ ہے اس طلاق کے بعد جب تک عورت حلالہ نہ ہو اس سے پھر نکاح جائز نہیں اور یہ حلالہ اس وقت ہوگی جب کوئی دوسرا شخص اس سے نکاح کرے پھر وہ شخص اس عورت کو طلاق دے جو شخص نیند میں ہو یا نشہ پی کر مست ہوگیا ہو یا جس کی عقل زائل ہوگئی ہو یا جو پریشان کلام اور فاسد التدبیر ہو ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی(فقہ حنفیہ)

طلاق الفاظ صریح سے بلانیت بھی واقع ہو جاتی ہے جیسے تجھ کو طلاق ہے تو طالق ہے وغیرہ لیکن الفاظ کنایہ سے بغیر نیت کے طلاق واقع نہیں ہوتی جیسے اپنے لوگوں میں جا تجھ کو آزاد کیا مجھ کو تیری خواہش نہیں وغیرہ (فقہ حنفیہ)

عورت کو مرد کی زشت خوئی یا کسی اور وجہ سے خلع حاصل کرنے کا حق ہے لیکن جو عورت خلع حاصل کرے اس کی مہر نہیں ملے گا اور لے چکی ہے تو واپس بھی نہیں ہوگا عورت کو بہر حال مرد کے ساتھ بسر کرنا چاہئے۔ خلع حاصل کرنے والی عورتوں کو حضرت رسول خدا ﷺ نے منافق کہا ہے (نسائی)

احکام عدت

عورت کے لئے شوہر کی موت یا طلاق کے بعد عدت واجب ہے اور شوہر کی موت یا طلاق یا فسخ نکاح کے بعد فوراً شروع ہو جاتی ہے اور مدت معینہ کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ چاہے عورت کو اس کا علم بعد میں ہو شوہر کے مرنے کے بعد حرّہ کے لئے عدت کی مدت چار مہینے دس دن ہے اور مطلقہ کے لئے اگر اس کو حیض آ رہا ہو تو تین حیض تک ورنہ پھر تین مہینے تک ہے اور حاملہ عورت کے لئے وضع حمل تک اور لونڈی کی عدت حرّہ سے نصف ہے (غایۃ الاوطار)

عدت والی عورت کا اپنی زینت کی خاطر آرائش کرنا رنگین کپڑے پہننا' عطر' خوشبودار تیل' مہندی اور سرمہ لگانا جائز نہیں (نور الہدایہ) اور جس گھر میں شوہر کی موت یا طلاق واقع ہوئی ہو عورت اسی گھر میں عدت کو تمام کرے لیکن گھر سے نکالدی جانے کی صورت میں یا تلف مال یا گھر کے گر جانے کا خوف ہو تو دوسرے گھر میں بھی عدت بیٹھ سکتی ہے (نور الہدایہ)

اولاد کے حقوق

بچہ پیدا ہونے پر اس کو غسل دیتے ہی مرشد یا کسی فقیر یا بزرگ آدمی سے اس کے سیدھے کان میں اذاں اور بائیں کان میں تکبیر کہلوا کر اس کا نام رکھنا سنت ہے۔ اور سات دن کے بعد جب ہو سکے اس کا عقیقہ کرنا یعنی اس کے سر کے بال منڈوا کر بکرا ذبح کرنا بھی سنت ہے اور عقیقہ کا جانور قربانی کے جانور کے مانند ہونا چاہئے اور بہتر ہے کہ لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کے لئے ایک بکرا ذبح کیا جائے اور اس بکرے کو لڑکے کے باپ دادا چچا میں سے کوئی ذبح کرے یا جس کو وہ کہیں وہ ذبح کر دے اور بعد ذبح بچے کے سر کے

بال منڈوا کر بالوں کے ہموزن چاندی یا سونا خیرات کردے اور بال زمین میں دفن کردے اور ذبح کرنے والا خود بچے کا باپ ہو تو اس طرح کہہ کر ذبح کرے۔

اللهم انی نویت ان اذبح عقیقةُ ابنی فلاں دمها بدمه ولحمها بلحمه وعظمها بعظمه وجلدها بجلده وشعرها بشعره اللهم اجعلنا فدآء لا بنی من النّار فسبحان الله بسم الله الله اکبر

اگر لڑکی ہو تو ضمائر (ہ) کو (ھا) کردے اور ابنی کی جگہ بنتی کہے اور باپ کے بجائے کوئی دوسرا شخص ذبح کرے تو ابنی فلاں اور لا بنی کی جگہ بچے کا نام لے۔ عقیقہ کا گوشت فقیر، غنی، صاحب عقیقہ اور اس کے والدین کو کھانا جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ سر حجام کو اور ایک ران دایہ کو دے باقی میں ایک حصہ فقراء کو اور ایک دوستوں اور ہمسایوں کو تقسیم کرے۔

بچے کا ختنہ کرانا بھی سنت ہے جب بچہ اس تکلیف کو سہہ سکے تو اس کا ختنہ کرادے اور ختنہ کراتے وقت چمڑا آدھے سے زیادہ کٹ جائے تو حکم ختنہ جاری ہوگا ورنہ نہیں اور کوئی بوڑھا مسلمان ہو جائے اور اس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہ ہو تو اس کا ختنہ نہ کریں۔

ماں باپ کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو اخلاقی تربیت دیں نماز روزہ دیگر فرائض ان کو سکھائیں ان پر نگرانی رکھیں ان کو دنیاداری اور فضولیات میں پڑنے نہ دیں ہمیشہ ان کو برے کاموں سے منع کریں۔ خدا کے خوف اور آخرت کے عذاب سے ان کو ڈراتے رہیں جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دیں اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کو ماریں۔

☆☆☆

گیارھواں باب

احکامِ تقویٰ :

قرآن شریف میں تقویٰ یعنی پرہیزگاری کی جابجا تاکید ہے اور تقویٰ فی الحقیقت ممنوعات شرعی اور حرام کاموں سے اور کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے بچنے کا نام ہے کھانے پینے اور لباس وغیرہ میں آداب شریعت کو ملحوظ رکھنا اور اعمال حسنہ کا حصول جیسے قناعت' صبر و شکر وغیرہ تقویٰ کا کمال ہے۔

حلال وحرام

مردار جانور یعنی جو خود مر گیا ہو یا کسی نے بغیر ذبح کئے اس کو مار ڈالا ہو اور لہو اور سور اور وہ جانور کہ اس کو غیر کتابی کافر نے ذبح کیا ہو اور وہ جانور کہ کسی مسلمان یا کتابی نے اس کو بغیر بسم اللہ کہنے کے ذبح کیا ہے۔ یہ سب حرام ہیں اور جنگل سے پکڑنے والے پرندے پھاڑ کھانے والے چار پائے ہاتھی' گدھا' خچر اور زمین میں گھسے رہنے والے جانور جیسے چوہے' نیولے' سانپ وغیرہ اور حشرات الارض جیسے کیچوے وغیرہ اور جو جانور نجاست کھاتا ہے ان سب کا کھانا حرام ہے اور جو کوّا دانہ اور نجاست دونوں کھائے مکروہ ہے۔ مگر کھیتی کے کوّے جو صرف دانہ کھاتے ہیں حلال ہیں۔ خرگوش' گورخر اور دیگر جنگلی جانور جو درندوں کی قسم سے نہیں اور دریائی جانور مچھلی اور جھینگا یہ سب حلال ہیں جو مچھلی پانی میں مر کر چت ہو کر بہے وہ حرام ہے۔

گھانس پتے کھانے والے جانور جیسے اونٹ' بیل' گائے' بھینس' بکرے ہرن' نیل گائے' سانبھر' گھوڑے وغیرہ اور دانہ چرنے والے پرندے جیسے مرغ' تیتر' بٹیر' کبوتر' چڑا وغیرہ حلال ہیں جو مضطر بھوک سے بیتاب ہو کر قریب الہلاکت ہو جائے اس کے لئے مردار بھی حلال ہو جاتا ہے۔

کوئی جانور بغیر ذبح کئے حلال نہیں ہوتا سوائے مچھلی اور ٹڈی کے جب کسی جانور کو ذبح کیا جائے تو نرخرا یعنی سانس کی رگ اور مری یعنی کھانے پینے کی رگ اور دونوں شہہ رگیں اور ان کے اطراف کا حصہ کاٹنا چاہئے۔ مسلمان اور اہل کتاب کا ذبیحہ جائز ہے۔ لڑکا عورت گونگے اور بے ختنہ شخص کا ذبیحہ بھی جائز ہے۔ اور جو جانور کہ غیر اہل کتاب یعنی مشرک نے ذبح کیا ہے جائز نہیں۔ ذبح کرنے سے پہلے جانور کو پانی پلا کر اس کا منہ قبلہ کی طرف کر کے اور پیر جانب جنوب کر کے لٹا کر تیز چھری سے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ایسا ذبح کرنا

چاہئے کہ جانوروں کی رگیں کٹ جائیں بوقت ذبح جانور میں کچھ نہ کچھ جان رہنا شرط ہے ورنہ حلال نہیں اس کی علامت یہ ہے کہ اس سے بعد ذبح خون جاری ہو یا وہ کچھ حرکت کرے اگر گائے یا بکری کو ذبح کرنے کے بعد اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے تو وہ حرام ہے۔اور سینگ یا پتھر یا تیز دھار والی چیز سے جو خون جاری کردے ذبح کرنا درست ہے(احسن المسائل) چھری کا تیز رہنا ذبیحہ کو پانی پلانا بڑے جانوروں کے ہاتھ پیر باندھنا اور اس کو نرمی سے بائیں پہلو پر لٹانا' اور اس کا منہ قبلہ کی طرف کرنا اور ذبح کرنے والے کا قبلہ رخ کھڑے رہنا اور باطہارت ہونا' چھری جلد چلانا' مستحبات ذبح ہیں۔اور کند چھری کا رہنا' جانور کو پکڑ کر گھسیٹ کر لانا اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا یا اس کو لٹا کر اس کے روبرو چھری تیز کرنا' کاٹتے وقت سر کو دھڑ سے الگ کر دینا' گردن کے پیچھے سے کاٹنا اور ذبیحہ کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کا چمڑا چھیلنا اور حاملہ اور قریب الوضع جانور کو ذبح کرنا مکروہات ذبح ہیں(درمختار) اور ذبیحہ کا پتہ' غدود' پھکنا' شرمگاہ' خصیتین' عضوتناسل' حرام مغز مکروہ تحریمی ہیں(سراج الوہاج) ماکول اللحم جانور کو کھانے کی غرض کے سوا قتل کرنا حرام ہے لیکن موذی جانوروں کو قتل کرنا درست ہے۔(مالابدمنہ) اور جو حلال جانور تیز چیز جیسے تیر یا سدھے ہوئے شکاری جانور سے شکار کیا جائے بشرطیکہ تیر یا شکاری جانور کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑیں ایسے شکار شدہ جانور کو بغیر ذبح کئے کھانا درست ہے۔اگر کوئی مشرک گوشت بیچے اور یہ کہے میں نے اسے مسلمان سے ذبح کرایا ہے اس کے کہنے کا اعتبار نہیں ہے۔ایسا گوشت مشرک سے خریدنا جائز ہے جو ذبح کے بعد سے اپنی نظر سے غائب نہ ہو۔

شراب نجاست غلیظہ حرام قطعی ہے اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں گھوڑی کا دودھ بھی بہ سبب نشہ حرام ہے۔اور ہر نشہ آور چیز کا کھانا پینا حرام ہے۔مرض میں دوا کھانا جائز ہے واجب نہیں۔اگر دوا نہیں کھایا اور مر گیا تو گناہگار نہ ہوگا(مالابدمنہ) مرشد کامل کا پسخوردہ تمام روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج ہے۔

کھانا کھانے کے آداب

کھانا اتنا کھانا چاہئے جس سے زندگی باقی رہے اور جہاد میں طاقت حاصل ہونے یا علم دین میں محنت کرنے کی نیت سے پیٹ بھر کھانا مستحب ہے اور سنت یہ ہے کہ ایک تہائی پیٹ کھانا کھائے ایک تہائی پیٹ پانی پئے۔اور ایک تہائی پیٹ ذکر اللہ کے لئے خالی چھوڑ دے(حاشیہ) جب کھانا کھائے پہلے **بسم اللہ**

کہے جب کھانا ختم کردے **الحمد لله** کہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہ کلمات کہے۔

الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین کہے

جب پانی پیئے تو پہلے **بسم الله** اور ختم پر **الحمد لله** کہے پانی تین بار کرکے پینا چاہیئے۔ اور ہر بار **بسم الله** اور **الحمد لله** کہے (پانی پینا ختم ہو تو یوں کہے)

الحمد لله الذی جعله سقیا فراتا برحتمه ولم یجعله ملحا اجاجا بذنوبنا

پانی دونوں ہاتھوں سے اس طرح پینا چاہیئے کہ ایک ہاتھ میں گلاس لے دوسرے سے ٹیکا دے یا سیدھے ہاتھ میں گلاس لے کر پانی پیئے بائیں ہاتھ سے نہ پیئے کھڑے رہ کر کھانا پینا یا راستہ چلتے کھانا مکروہ ہے۔ کھاتے وقت نوالہ چھوٹا لینا چاہیئے۔ اور خوب چبا کر کھائے۔ اور درمیان میں پانی نہ پیئے۔ لیکن سخت ضرورت ہو تو مضائقہ نہیں۔ دائیں ہاتھ سے کھائے بائیں ہاتھ سے نہیں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا منع ہے۔ اگر کوئی دوسرا شخص بھی شریک طعام ہو تو جب تک وہ نہ کھالے دستر خوان سے نہ اٹھے مجلس طعام میں شریک ہو تو جب تک اہل مجلس کھانا شروع نہ کریں خود نہ شروع کرے اور کھانا اپنے آگے سے لے اور دوسروں کے آگے سے یا درمیان سے نہ لے لیکن میوہ ہو تو دوسری طرف سے بھی لینا جائز ہے۔ اقسام کے میوے اور طرح طرح کی غذائیں کھانا جائز ہے۔ مگر اس میں اسراف منع ہے (مالا بدمنہ) روزانہ کئی مرتبہ کھانا جائز ہے مگر مشہور مقولہ ہے کہ امیر آدمی اس وقت کھانا کھائے جب اس کو بھوک خوب لگے اور غریب کو جب میسر آجائے۔ حدیث میں ہے رات کا کھانا ضرور کھاؤ ورنہ کمزوری پیدا ہوگی (ترمذی) لذیذ غذاؤں کی عادت ڈال لینا مناسب نہیں بلکہ عادت اور لذت دونوں سے بچے ہوئے رہنا چاہیئے۔ کھانا کھانے کے پہلے اور بعد ہاتھ کا دھونا سنت ہے اور صابن یا کسی ایسی چیز سے جو چکنائی دور کرے دھونا مستحب ہے۔

لباس

گرمی سردی سے بچنے اوستر عورت کو چھپانے کے موافق کپڑا پہننا فرض ہے اس سے زیادہ شکر حق کی ادائی اور اظہار نعمت کے لئے مستحب ہے لباس انگشت نما نہ پہنے۔ دامن اور اِزار آدھی پنڈلی یا گھٹنے تک رکھنا جائز ہے۔ لباس میں اظہار فخر کے خیال سے زیادہ تکلف اور اسراف حرام ہے پہننے کو دوسرا کپڑا موجود ہونے کی صورت میں ایسا کپڑا پہننا درست نہیں جس کا تانا بانا ریشمی ہو جس کا بانا سوت کا اور تانا ریشمی ہو وہ درست

ہے۔لیکن بے اختیاری کے ساتھ ریشمی لباس اگر کسی بندۂ خدا کو پہنچے اور پہننے کو دوسرا کپڑا نہ ہوتو اس کا استعمال مباح ہے۔مروی ہے کہ حضرت رسولِ خدا ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ریشم کی قمیض پہننے کی اجازت دی تھی (بخاری) گھر میں اچھا لباس رکھ کر فقر و تنگی کے اظہار کی نیت سے معمولی اور پیوند لگے ہوئے کپڑے پہننا داخل ریا اور کفرانِ نعمت ہے۔مردوں کو عورتوں کا لباس اور عورتوں کو مردوں کا لباس پہنا حرام ہے (ابوداؤد) اور لباس میں غیر قوم کی مشابہت اختیار کرنا بھی حرام ہے۔سونے چاندی کا زیور پہننا بھی مرد کے لئے بالکل حرام ہے۔لیکن چاندی کی انگوٹھی اور اس کے نگینے کے اطراف سونا لگا ہوا پہننا درست ہے اور لوہے پیتل کی انگوٹھی کا پہننا جائز نہیں۔(مالا بدمنہ) عمامہ بیٹھ کر نہ باندھے پاجامہ کھڑے رہ کر نہ پہنے اور لباس اور جوتا پہننے میں کنگھی کرنے میں طہارت کرنے میں غرض ہر مباح اور غیر مکروہ کام میں ابتداء دہنی جانب سے کرے (بخاری) سرمہ دائیں آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائی لگائے۔ہاتھ میں عصا رکھنا پیغمبروں کا طریقہ ہے (ویلمی) چلتے وقت آہستگی اور فروتنی سے چلنا وقار کی علامت ہے۔

سونا

چت سونا پیغمبروں کا طریقہ ہے دائیں کروٹ سونا اولیاء اور صالحین کا طریقہ ہے بائیں کروٹ سونا حکیموں کا طریقہ ہے اس سے کھانا خوب ہضم ہوتا ہے اور اوندھے سونا شیطان کا کام ہے (ترمذی)
حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دائیں کروٹ سو رہو (حدود دائرہ)
باوضو سونا مستحب ہے سوتے وقت مرشد کا سلسلہ پڑھ کر ذکر کرتا ہوا سو رہے جب کروٹ زمین پر رکھے باسمک اللھم اموو احیی پڑھے حدیث شریف میں ہے جب کوئی شخص اپنے بستر پر پاک وصاف ہو کر لیٹے اور خدا کی یاد شروع کرے تو رات کو جب کروٹ بدلے گا اس وقت جو بہتری دنیا اور آخرت کی اپنے لئے مانگے گا خدا اس کو عطا کرے گا (ترمذی)

منہ جانب قبلہ رکھ کر سو جائے جب نیند سے بیدار ہو تو یہ کہے۔

الحمد اللہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور

پھر کلمہ شہادت اور کلمہ تصدیق کے بعد اگر کوئی عذر نہ ہو تو سورہ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھے اگر صبح کے وقت نیند سے ہوشیار ہو تو یہ دعا بھی پڑھے۔

اصبحنا واصبح الملک لله والعزة والکبریاء والجبروت لله والسلطان والبرهان لله والآلآء والنعماء لله والليل والنهار لله وما سكن فيهما لله الواحد القهار اصحبنا على فطرة الاسلام وعلى كلمة الاخلاص وعلى دين نبينا محمد وعلى مذهب امامنا مهدئ وعلى ملة ابينا ابراهيمؑ حنيفا مسلماً وما انا من المشركين اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له واشهد ان محمد عبده ورسوله

رات دن میں آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہیں سونا چاہئے دوپہر کو قیلولہ کرنا سنت ہے یہ شب بیدار کے لئے ایسا ہی باعث تقویت ہے جیسے روزہ دار کے لئے سحری۔

احکام وطی اور وداعِ وطی

اپنی بیوی یا لونڈی کی دبر میں جماع کرنا یا حالت حیض میں ان سے صحبت کرنا ممنوع وحرام ہے۔ زنا یعنی غیر عورت کے ساتھ جانا اور لواطت حرام قطعی ہے۔ اجنبی عورت ومرد کو شہوت سے دیکھنا یا ان پر شہوت سے ہاتھ ڈالنا اور حرام کاری کی نیت سے چلنا پھرنا حرام ہے غیر کی ستر کی جانب دیکھنا بھی حرام ہے مگر طبیب یا ختنہ کرنے والے یا دائی یا حقنہ کرنے والے کو بوقت ضرورت کی حد تک دیکھنا جائز ہے۔ ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن ستر کے سوا دیکھنا اور چھونا جائز ہے۔ اور ایک عورت کو دوسری عورت کا بدن ناف سے زانو تک دیکھنا جائز نہیں۔ باقی بدن کا دیکھنا جائز ہے اجنبی عورت کا بدن دیکھنا کسی مرد کے لئے جائز نہیں مگر جو عورت گھر سے باہر ضروری کاموں کے لئے نکلتی ہے اس کا منہ اور دونوں ہاتھ دیکھنا جائز ہے بغیر شہوت کے شہوت کے ساتھ درست نہیں۔ اپنی عورت اور لونڈی کا سارا بدن دیکھنا جائز ہے۔ شہوت سے اگر امن ہے تو محرم عورتوں اور غیر کی لونڈی کے سر' منہ اور پنڈلی اور بازو کو دیکھنا اور اس کو ہاتھ لگانا درست ہے۔ پیٹ' پیٹھ اور ران کا دیکھنا درست نہیں۔ غلام اپنی مالکہ کے لئے اجنبی ہے اور خوجے اور آختے کا حکم مرد کا ہے حمل رہنے کے خوف سے عزل کرنا منکوحہ سے اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں اور لونڈی کے مول لینے کے بعد جب تک ایک حیض پورا نہ ہولے اس میں صحبت کرنا یا اس کا بوسہ لینا یا اس کو مساس کرنا درست نہیں۔ (مالابدمنہ) آزاد عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے سفر کرنا جائز نہیں باندی اور ام ولد کو جائز ہے۔ اور خلوت میں غیر عورت کے ساتھ بیٹھنا خواہ وہ عورت آزاد ہو یا لونڈی یا ام ولد حرام ہے۔ (مالابدمنہ)

راگ سننا

ایسا گانا سننا حرام ہے جو خدا کی یاد سے روکے اور شہوت کی خواہش دلائے۔لیکن ایسے کلام کا سننا جائز ہے جو یادالٰہی کا مانع نہ ہو اور خدا کی محبت کی خواہش دلائے اگر کبھی کوئی قوال بغیر طلب کے حاضر ہو کر کچھ سنادے تو سن لینا جائز ہے۔جو کچھ پاس ہو دیدینا چاہئے۔(عقیدۃ الصالحین) ایسے اشعار جن میں حمد و نعت ہو اور جو مسائل دینیہ اور نصائح پر مشتمل ہوں ان کا کہنا اور سننا جائز ہے۔لیکن اس میں اکثر اوقات ضائع کرنا مکروہ ہے۔اور جو اشعار کہ ان کے مضامین برے ہیں نہ ان کا کہنا جائز ہے نہ پڑھنا اور سننا۔

حجامت

داڑھی چھوڑنا' مونچھ اور ناخن کترنا اور زیرناف کے بال لینا سنت ہے(بخاری) داڑھی ایک مشت سے زائد ہونے کی صورت میں کترانا جائز ہے ایک مشت سے کم داڑھی چھوڑنا یا اس کا منڈوادینا یا مونچھوں کا بڑھانا حرام ہے۔سر کے بال پورے چھوڑ دے یا مونڈ دے یا کتروائے بال چھوڑ دینے کی صورت میں زلفوں کا چھوڑنا یا جوڑے باندھنا دونوں جائز ہیں۔حجامت بنوانے میں چالیس دن سے زیادہ تاخیر نہیں کرنا چاہئے(کیمیائے سعادت) عورتوں کو مردوں اور مردوں کو عورتوں کی صورت بنانا یا کافروں اور فاسقوں کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔(ترمذی) بالوں کو پیوند لگا کر لمبا کرنا حرام ہے۔خصوصاً آدمی کے بالوں سے جوڑ لگانا بڑا گناہ ہے(مالابدمنہ)

احکام بیع وشریٰ وکسب حلال

اوامرکسب یہ ہیں سچائی' دیانت داری' امانت داری' عدل' احسان' صلۂ رحمی' وعدہ وفائی' ادائی زکواۃ وعشر' فقراء کو قرض حسنہ دینا' ماں باپ' اقرباء' یتیموں اور ہمسایوں سے حسن سلوک کرنا خرچ میں اعتدال کو پیش نظر رکھنا یہ سب لوازمات کسب ہیں سماحت یعنی بیع وشریٰ میں اپنے حق سے گزرنا اور قرض وصول کرنے میں تاخیر کرنا یا قرض معاف کردینا مستحب ہے۔(مسلم) ضرورت سے زائد مال خدا کے نام پر خرچ کردینا باعث اجر ہے۔

مردار کی چربی' روغن نجس' آدمی کا پائخانہ جو جانور مرکر مردار ہوجائے' جو پرندہ ہوا میں ہو' جو مچھلی پانی میں ہو' سور' شراب' تھنوں کا دودھ ان تمام چیزوں کی بیع حرام ہے۔لیکن گوبر کا بیچنا جائز ہے۔اسی طرح نواہی

کسب میں بیع باطل فاسد اجارۂ فاسد وغیرہ داخل ہیں۔ مضاربت کے شرائط کا خلاف کرنا بھی ممنوع ہے۔ سود کھانا' جوا کھیلنا' سٹہ بازی حرام ہے۔ بیاج نسیہ یعنی نقد مال کو وعدے پر بیچنا اور بیاج فضل یعنی تھوڑے مال کو بہت کے عوض بیچنا جائز نہیں اتحاد جنس وقدر یعنی اگر یہ دونوں چیزیں پائی جائیں تو دونوں قسم کا ربوٰی حرام ہے۔ جنس بعوض جنس بیچنے میں نسیہ اور فضل دونوں حرام ہیں لیکن جنس مختلف ہے تو فضل جائز اور نسیہ حرام ہے۔ بنکوں میں جو رقم محفوظ رہتی ہے اس کا منافع لینے نہ لینے کے متعلق علمائے ہند میں اختلاف ہے اگر ایسی صورت درپیش ہو تو کسی بڑے عالم سے پوچھ لے۔

ثمن بیع اور مزدور کی مزدوری میں تاخیر حرام ہے عذر فریب' دغا اور جھوٹ کسب حلال کو حرام کر دیتے ہیں احتکار یعنی کسی چیز کو گراں قیمت سے بیچنے کے خیال سے روک رکھنا حرام مطلق ہے اگر اپنی زراعت کا غلّہ یا کسی دوسرے شہر کا خریدا ہوا مال لاکر روک رکھے گا تو حرام نہ ہوگا۔ اسی طرح کسی شہر یا بستی کا پورا غلہ یا ضرورت کی کوئی چیز خرید لینا جس سے اس مقام کے لوگوں کو تکلیف ہو حرام ہے دوسرے خریدار کو دھوکا دینے کے خیال سے بغیر خریدنے کی نیت کے کسی مال کی قیمت بڑھانا حرام ہے۔ اذاں اور امامت پر اجرت لینا جائز نہیں، تعلیم قرآن وفقہ پر جائز ہے (بخاری)

ضرورت سے زائد مال جمع رکھنا مکروہ ہے بلکہ خدا کے نام پر خرچ کرتا رہے۔ عہد کو توڑنا' جھوٹی قسم کھانا' اپنی قسموں کو کارسازی کا ذریعہ بنانا' ناپ تول میں کمی کرنا' خیانت' بددیانتی' بخل واسراف' حرص وطمع یہ سب ممنوعات کسب ہیں۔ ایسا شغل جو فرائض کی ادائی کا مانع ہو اور ایسی ملازمت جس میں احکام الٰہی کے خلاف حکم دینا پڑے حرام ہے کسب میں مشغول رہ کر خدا کو بھول جانا بھی حرام ہے۔ اذاں سنتے ہی خرید وفروحت بند کردے اور نماز پڑھ لے ورنہ کسب حرام ہوگا۔ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں دوزخی ہیں لیکن دفع ظلم کے لئے رشوت کا دینا جائز ہے۔ (مالا بدمنہ) اور ایک پیسہ حرام کا ترک کرنا سو پیسے خیرات کرنے سے بہتر ہے (غنیۃ الطالبین)

احکامِ لقطه

لقطہ وہ مال ہے جو غیر محفوظ ہو اگر کسی کی کوئی چیز راستہ میں پڑی پایا تو ہرگز اس کو ہاتھ نہ لگائے اگر اٹھالے تو مالک کو تلاش کر کے اس کو پہنچا دینا فرض ہوگا اگر باوجود تلاش کے مالک نہ ملے تو خیرات کردے۔ حاشیہ

شریف میں ہے کہ اگر کسی کا مال راستہ میں مل جائے اور مالک نہ ملے تو تین روز تک انتظار کے بعد وہ سامان فقراء میں دیدینا چاہئے۔ اگر بعد میں مالک آجائے تو اس کی قیمت دیدے اگر کہیں سے گڑا ہوا خزانہ دستیاب ہوا تو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ تلاش کر کے مالک کو دیدے بہتر یہ ہے کہ ایسی چیز کو ہاتھ ہی نہ لگائے۔ حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے ایک مرتبہ ایک جگہ دائرہ کی بنیاد ڈالی۔ بنیاد کھودتے ہی دفینہ برآمد ہوا آپ نے اس کو وہیں چھوڑ کر وہاں سے دائرہ اٹھادیا۔ (نقلیات میاں سید عالمؒ) اگر کسی ایسے شخص کو جو حالت اضطرار میں ہو گری پڑی چیز یا دفینہ ملا اور مالک دستیاب نہ ہوا تو خود رفع اضطرار کے لئے اس کو استعمال کرلے تو جائز ہے۔ جن راستوں سے عموماً اناج کی گاڑیاں چلتی ہیں۔ اگر وہاں کچھ اناج کے دانے گرے ہوئے ہوں تو ان کو چن کر لانا اور استعمال کرنا جائز نہیں۔ ایک مرتب حضرت بندگی میاں شاہ عبد الرحمٰنؒ نے ایسے دانے چن کر لائے تھے تو حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ نے جہاں سے لائے تھے وہیں پھنکوادئے لیکن حاشیہ شریف کی ایک نقل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی چیز اٹھا کر لاکر کھانا جائز ہے حالت اضطرار میں اگر کوئی شخص حربی کے مال سے کچھ کھالے تو روا ہے۔ نقل ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام نے شہر جالور سے نکل کر خراسان کی طرف ہجرت کی جہاں تک مسلمانوں کی سرحد تھی حضرت تاکید کرتے اور فرماتے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص ان کی کھیتیوں سے کھانے کو کچھ لے لے جب بت پرستوں کے ملک میں پہنچے تو فرمایا جو شخص مضطر ہو جائے وہ ان کھیتوں سے کھا سکتا ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ حربی ہیں (حاشیہ)

احکام قرض

قرض لینا ممنوع نہیں بشرطیکہ ادائی کی نیت ہو (بخاری) ام المومنین میمونہ بنت حارثؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا اس کا قرض خود ادا کردیتا ہے (طبقات الارض) اور جب ادائی قرض کی صورت نکل آئے پہلے قرض ادا کردینا چاہئے۔ کیونکہ قدرت ہونے کے بعد قرض ادا نہ کرنا حرام ہے قرض اگر اس شرط سے لے کہ پھر دیدوں گا تو جائز نہیں ہے۔ کسی مدت کا تعین کر کے یا یہ کہہ کر جب پیسے ملیں گے دیدوں گا'' قرض لینا چاہئے اور وعدہ کی پابندی کرنی چاہئے۔

ممنوعات دین

ممنوعات دین میں کفر، شرک، نفاق، رسم وعادت وبدعت، اخلاق ذمیمہ اور گناہ کبیرہ وصغیرہ داخل ہیں۔

رسالہ زادالناجی میں لکھا ہے کہ ان چیزوں کا چھوڑنا تمام مردوں اور عورتوں پر فرض ہے اس کے علاوہ ریا بھی داخل اخلاق ذمیمہ اور شریک ممنوعات دین ہے۔

ترک کفر

کفر جلی اور اعتقادی دو طرح کا ہوتا ہے۔ اعتقادی کفر تو ظاہر ہے بعض عملی کفر یہ ہیں خدا کو بھول جانا' دنیا کو طلب کرنا' نماز کو عمداً چھوڑ دینا' زکواۃ سے منع کرنا رزق کے معاملے میں خدا پر بھروسہ نہ رکھنا صفات طالب صادق کا عدم حصول گناہ کبیرہ پر اصرار یا عمداً گناہ کبیرہ کرنا' پڑوسی پر ظلم وشر اہل وعیال اور ماں باپ کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر چاہنا' مسلمانوں کو ایذا اور تکلیف دینا وغیرہ۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے خودی وہستی کو بھی کفر کہا ہے (انصاف نامہ)

ترک شرک

شرک ظاہری کے علاوہ شرک باطنی یہ ہے خدا کو چھوڑ کر دوسرے کی اطاعت اور ماسوی اللہ کی بندگی کرنا خدا کی عبادت کا مقصود غیر اللہ ہونا جیسے ریا کاری اتباع ہوا وہوس یعنی نفسانی خواہشات کی پیروی اور اپنی خواہش کو اپنا الہ (معبود) بنالینا' سیم وزر اور دنیا کا بندہ بن جانا یا کسی کو نفع ونقصان پہونچانے پر قادر سمجھنا اللہ سے بڑھ کر یا اس کے برابر غیر اللہ سے محبت کرنا وغیرہ اور حضرت مہدی علیہ السلام نے چار پہر کے ذاکر کو بھی مشرک کہا ہے۔ (انصاف نامہ)

ترک نفاق

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''بخل ونفاق سے دین کو ہزیمت ہوتی ہے'' حدیث شریف میں منافق کی چار علامتیں بتائی گئی ہیں جب بات کرتا ہے تو جھوٹ کہتا ہے جب وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا' جب عہد کرتا ہے تو وفا نہیں کرتا' اور جب لڑتا ہے تو گالی دیتا ہے (بخاری) فرائض کی ادائی میں سستی بھی منافقت ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے ذکر قلیل (تین پہر کے ذکر) کو منافق کی صفت بتلایا ہے (انصاف نامہ) ہجرت وصحبت سے باز رہنا بھی نفاق ہے (خصائص امام مہدی موعودؑ)

ترک رسم

جاہلانہ اور مشرکانہ رسوم سے باز رہنا فرض ہے مذہبی رسومات جیسے عقیقہ' تسمیہ خوانی' ختنہ' روزہ رکھائی' چوتھا'

دہم، چہلم، برسی، عرس ونیاز، چھلہ، چھٹی، موتا اور شادی بیاہ کے رسومات نام آوری اور دکھاوے کے لئے کرنا اوران میں اسراف وفضول خرچی حرام ہے اہل دنیا کے سے رسوم وطریقوں کی پابندی فقیر کے لئے ممنوع ہے۔ دین اسلام کے مقصود وحقیقت سے ناواقف رہ کر احکام دین کی بجا آوری داخل رسم ہے۔ اورایسی رسمی عبادت ممنوع ہے اور ترک رسم کا مطلب بھی یہی ہے یہ سمجھ کر کوئی مذہبی کام کرنا کہ ایسا طریقہ چلا آرہا ہے یا کسی کی دعوت قبول کرنا یا نماز جنازہ یا مجلس نکاح میں شریک ہونا اور یہ سمجھنا اگر نہ جاؤں تو برا مانے گا یا لوگ کچھ سمجھیں گے تو ایسا عمل محض رسم ہے دین کا ہر کام خدا کے شوق وطلب کے ساتھ انجام دینا چاہئے۔

ترک عادت

اچھے کھانے یا اچھے کپڑے کی عادت ڈال لینا کہ نفس اس کے سوا دوسری غذا یا کپڑا قبول نہ کرے یا کسی اور چیز کے عادی ہوجانا کہ اگر یہ نہ ملے تو نفس مطالبہ شروع کردے سب ممنوع ہے اور میں پنے میں مبتلا رہ کر مذہبی احکام کے پابند رہنا بھی عادت میں داخل ہے۔ اور نماز، روزہ، حج، تلاوت قرآن وغیرہ اعمال حسنہ اگر عادتی طور پر ہوں تو نفس کو اس عبادت سے ایک لگاؤ ہوجاتا ہے۔ اور یہی عبادت حجاب بن جاتی ہے (انصاف نامہ) ان احکام کی پابندی عادتی طور پر نہیں بلکہ عشق ومحبت کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اہل دنیا کے میل جول سے ان کے عادات وخصائل اختیار کرلینا بھی داخل رسم وعادت ہے (نقلیات میاں عبد الرشیدؒ) باپ دادا یا خاندان کے رسم ورواج کی ایسی پابندی بھی جو دین کے احکام کو متاثر کرے سخت ممنوع ہے مثلاً بیوہ کا نکاح نہ کرنا یا اپنے نسب پر فخر وغرور کرنا اور دوسروں کو حقیر سمجھ کر ان کے ساتھ عمل میں مساوات نہ برتنا وغیرہ۔

ترک بدعت

بدعت میں مبتلا رہنا گمراہی ہے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا، نفل نمازیں پڑھنا نفل روزے رکھنا، درود اور تسبیحات وغیرہ کا پڑھنا جو غیر مسنون ہے چلے کھینچنا، پنجسورہ ہفت سورہ وغیرہ پڑھنا، نماز فجر یا عشاء کے بعد مصافحہ کرنا، نماز جمعہ کے بعد تسبیح دینا، چہلم، دہم وغیرہ کے موقعہ پر ختم قرآن کرانا، قبروں پر حافظ قرآن مقرر کرنا، طعام میت پر فاتحہ دلانا، شب معراج اور شب برأت کا غیر ضروری اہتمام، بی بی کی صحنک کھلانا، تعویذ، طومار، گنڈے، پلیتے وغیرہ کرنا یہ سب امور داخل بدعت ہیں۔ بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؒ فرماتے

ہیں کہ جو کام اور رسم کہ خلاف یاران حضرت مہدی علیہ السلام ہو خواہ تھوڑا ہو یا بہت یا چھوٹا ہو یا بڑا چاہے وہ معاملات سے متعلق ہو یا عبادات اور اعتقادات سے وہ بدعت ہے۔(زبدۃ الاسلام) حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ ”ہر بدعت گمراہی ہے ہر گمراہی کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔(حاشیہ) عارفان الٰہی کے پاس میں پنے میں مبتلا رہنا بدعت ہے۔ انصاف نامہ میں ہے جو شخص ماسوی اللہ کی نفی کے بعد وحدانیت ثابت نہ کرے وہ بدعتی ہے“

ترک ریاء

ریا دکھاوے کے عمل کو کہتے ہیں حدیث شریف میں ہے ”ریا چھوٹا شرک ہے کیونکہ ریا سے مقصود غیر خدا ہے۔حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان سے بھی ثابت ہے کہ ”جو شخص ریا اور دنیوی ریاست کی غرض سے کوئی کام کریگا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا“ (حاشیہ) نیز آپ نے عبادت میں اخلاص سے کام لینے اور ریا سے پرہیز کرنے کی تاکید کی ہے (جواہر التصدیق) ریا یہ ہے کہ اپنی صورت ایسی بنائے جس سے لوگ سمجھیں عبادت گذار ہے۔ عالموں اور متقیوں کا لباس پہنے اور دوسرا مباح لباس استعمال نہ کرے تا کہ لوگ عالم اور متقی سمجھیں لوگوں کو دکھانے کو خیر خیرات کرے لیکن اگر اس خیال سے خیرات کریگا کہ اور لوگ بھی راہ خدا میں دیں تو جائز ہے لوگوں کے دکھلانے کو نماز پڑھے روزہ رکھے لوگوں کے سامنے ذکر فکر میں مشغول رہے۔ اور خلوت میں یہ عمل چھوڑ دے اپنی عبادت اور ریاضت کا لوگوں کے سامنے اظہار کرے اس کے علاوہ لوگوں سے اپنی تعریف کی خواہش رکھنا یا اپنی ندامت کا خوف رکھنا یا خلائق سے طمع رکھنا حرام ہے کہ ریا اسی سے پیدا ہوتی ہے اور ریاء کا علاج یہ ہے کہ اپنی عبادت کو ایسا چھپائے جیسا کوئی گناہوں کو چھپاتا ہے (کیمیائے سعادت) لیکن لوگوں کے دیکھنے یا ریاء کے خوف سے فرائض کا ترک کرنا جائز نہیں۔ بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ تحریر فرماتے ہیں ”اگر دکھاوے اور ظاہر پرستی کا خوف ہو تو نوافل ترک کرنا لازم ہے۔ اگر فرائض یا مقررہ موکدہ سنتوں میں ایسا خوف ہو تو بھی فرائض اور سنتوں کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ کیونکہ بندہ ان میں مختار نہیں ہے بلکہ ان کی ادائی میں ظاہر پرستی کے خیال کو چھوڑنا چاہئے (الحجۃ البالغہ) حضرت مہدی علیہ السلام نے فرائض، واجبات اور سنن کے سوائے تمام نفل عبادتوں مثلاً صدقہ، نماز اور دعا کو مخفی طور پر کرنے کے لئے فرمایا ہے (جواہر التصدیق)

ترک اخلاق ذمیمہ

اخلاق ذمیمہ یہ ہیں۔ جھوٹ' خیانت' غصہ' کسی کی عزت و آبرو پر حملہ کرنا' غیبت' چغلی' بدگوئی' بدگمانی' یاوہ گوئی' بے ادبی' بے شرمی' بددیانتی' حد سے زیادہ مذاق ودلگی' لوگوں کی اہانت کرنی' لڑائی جھگڑا' بحث ومباحثہ' ظلم وزیادتی' دھوکہ دینا' خوشامد اور چاپلوسی اور ایسے آدمی کی مدح کرنی جو اس کا مستحق نہیں دوسروں کی ہجو کرنا' لوگوں سے حسد کرنا' ان سے بغض وکینہ رکھنا' فضول خرچی کرنا ضرورت کے موقع پر خرچ کرنے سے بخل کرنا' عجب وغرور یعنی خود بینی میں مبتلا رہنا اور دینی امور میں نفاق کا اظہار کرنا اور عبادت میں ریاء کرنا وغیرہ یہ تمام برے اخلاق ہیں۔ ان سب کا چھوڑنا فرض ہے۔ حضرت بندگی میاں ولی جی غازیؒ فرماتے ہیں کہ نماز' روزہ' ذکر اللہ' عزلت' توکل' فقر' علم ووعظ وغیرہ جو کہ افعال حمیدہ ہیں اگر ریا اور شہرت کے ارادے سے یا کسی دنیوی غرض سے کیے جائیں تو اخلاق ذمیمہ میں شمار ہوں گے' (انصاف نامہ) فخر ومباہات' جتانا اور اپنے نفس کو دوسروں سے بہتر سمجھنا اور اپنا نسب دوسروں سے بہتر جاننا اور مال وزر اور مرتبے پر بڑائی اور زیادتی کرنا حرام ہے۔ شطرنج یا تختہ نرد یا چوپڑ یا گنجفہ وغیرہ کھیلنا حرام ہے اور کسی فاسق کی تعریف کرنی بھی حرام مطلق ہے۔ (مالا بدمنہ) مرتبہ وجاہ کو چاہنا اور اپنی عزت کی خواہش بھی حرام ہے۔ مکان اور لباس میں زینت کو اختیار کرنا بھی گناہ ہے۔ ہر قسم کا لہو ولعب ممنوع ہے۔ کشتی لڑنا بھی اگر اس سے مقصود لہو ولعب ہو تو مکروہ ہے۔ کفار سے لڑنے کے لئے قوت حاصل کرنا مقصود ہو تو جائز اور باعث ثواب ہے۔ (عالمگیری)

اسی طرح کبڈی وغیرہ کا کھیلنا ہے' بارھویں شوال کی شب میں کبڈی کھیلنے کا جو طریقہ ہے وہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے اس فعل کی تقلید میں بطور یادگار جاری رکھا گیا ہے کہ آپ نے میدان جنگ کو جانے کے پیشتر اس رات اپنے فقراء کو اس کے کھیلنے کا حکم دیا تھا' لہذا اس میں شرکت داخل حسنات ہے۔

ترک گناہ کبیرہ وصغیرہ

گناہ کبیرہ دل کو مار دیتا ہے اور دل کے مرجانے کی نشانیوں سے یہ ہے کہ دل سخت ہو جاتا ہے (مخزن الدلائل) بڑے بڑے گناہ یہ ہیں شرک کرنا' خدا کی رحمت سے ناامید ہونا' خدا کے غضب اور گرفت سے بے خوف ہو جانا' جھوٹ بولنا' جھوٹی قسم کھانا' جھوٹی گواہی دینا' ماں باپ کی نافرمانی مومن کو عمداً قتل کرنا' زنا کرنا' لواطت کرنا' بدعہدی' بددیانتی' نشیلی اشیاء کا استعمال' رشوت لینا اور دینا' پارسا عورت کو گالی دینا' اس پر

تہمت لگانا' چوری کرنا' اپنے سے دوچند کافروں کے مقابلے سے جنگ میں بھاگ جانا' سحر یعنی جادو کرنا' یتیم کا مال ناحق کھانا' مقام حرم میں جو چیز منع ہے اس کا کرنا' مال حرام کھانا' امانت میں خیانت کرنا' سود کھانا' جوا کھیلنا' سٹہ کھیلنا وغیرہ اور صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے سے وہ بھی کبیرہ ہو جاتے ہیں ان تمام گناہوں سے باز رہنا اور ان سے توبہ کرنا فرض ہے۔

توبہ

اگر کوئی کبیرہ گناہ یا فعل حرام صادر ہو جائے تو اس سے فوراً توبہ کر لینا چاہئے کہ خداوند کریم غفور رحیم ہے اپنے بندہ کی توبہ قبول فرماتا ہے توبہ کے کرنے میں تاخیر بھی ہو جائے تو خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہئے اس کی جانب صدق دل سے رجوع ہو کر گناہوں کی مغفرت طلب کرنا چاہئے۔ حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں بیشک اللہ قبول فرماتا ہے توبہ بندہ کی جب تک غرغرہ نہ لگے جو توبہ کرنے والا موت سے دم بھر پہلے توبہ کرتا ہے تو ملائکہ تحسین و آفرین کے طور پر کہتے ہیں تو خدا کی طرف کیا جلدی آیا اور تو نے کیا خوب عجلت کی'' نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور سچے دل سے توبہ کی بیشک اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ (مسلم) حدیث قدسی ہے کہ ''جو اس بات پر اعتقاد رکھتا ہے کہ میں گناہوں کے معاف کرنے پر قادر ہوں اور وہ صدق و اخلاص کے ساتھ توبہ کرتا ہے میں اسے بخش دیتا ہوں (مشکوۃ) آنحضرت ﷺ نے توبہ کی تین شرطیں بیان کی ہیں گناہ کا چھوڑنا' پھر گناہ نہ کرنا' اور بدی پر پچھتانا اور انصاف نامہ میں ہے توبہ یہ ہے کہ تائب سے دشمن راضی ہوں اس کا لباس اور مجلس اور کھانا بدل جائے تو قناعت حاصل ہو آرزو مٹ جائے' زبان محفوظ ہو جائے۔ فضل اس کا آگے بڑھے یعنی اس کو دینی فضیلت حاصل ہو' بندگی میاں شاہ نعمتؒ توبہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ گائے کا دودھ دوہنے کے بعد باوجود کوشش کے پھر پستان میں نہیں جاتا تو ایسی ہی کرنی چاہئے (حاشیہ) یعنی توبہ کرنے کے بعد پھر گناہوں کی طرف نہیں پلٹنا چاہئے۔

پرہیز گاری کی تکمیل

پرہیز گاری دس چیزوں سے کامل ہوتی ہے۔ (۱) غیبت سے باز رہنا (۲) بدگمانی سے بچنا (۳) مذاق اور ٹھٹھے سے پرہیز کرنا (۴) حرام سے آنکھ کو بند کرنا (۵) ہمیشہ سچ بولنا (۶) خدا کا احسان ماننا اور اپنے نفس

پر بھروسہ نہ کرنا (۷) مال کو اس کے مستحقوں پر خرچ کرنا (۸) دنیا میں بڑے مرتبہ کی خواہش نہ رکھنا (۹) پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کرنا (۱۰) رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروری کرنا (غنیۃ الطالبین)

عام پر ہیز گاری ترک دنیا ہے خاص پر ہیز گاری ترک خیال ہے خاص الخاص پر ہیز گاری خدا کے سوائے ہر چیز کو چھوڑ دینا ہے (غنیۃ الطالبین)

اعمالِ حسنہ

قرآن مجید میں ہے کہ نیکیاں برائیوں کو کھا جاتی ہیں وہ اعمال حسنہ جو برائیوں کی ضد ہیں تقویٰ کے لئے باعث خوبی ہیں جیسے جھوٹ کے مقابلہ صدق اور ریا کے مقابل اخلاص کو اختیار کرنا سالک کو ایسے اعمال سے خدا کا راستہ طے کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے وہ چند باتیں ہیں جیسے صدق و اخلاص عہد ووفا' خوف ورجا' سخاوت وایثار' دیانت' زہد وقناعت' عدل واحسان' شرم وحیا' صبر وشکر' تواضع اور فروتنی' نیک خوئی' عفو وحلم' تسلیم ورضا۔

صدق وصفا

صدق یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولنا اپنی عادت بنالے اور صدق کی یہ بھی تعریف کی گئی ہے کہ مہلک مقاموں میں سچ کہے جو شخص ہمیشہ سچ کہتا ہے اس کو عبادت میں شیرینی حاصل ہوتی ہے۔مخلوق اس سے خوف کھاتی ہے اور اس کے کلام میں تمکینی پیدا ہوتی ہے جو شخص صدق دل سے اپنے پروردگار کا طالب ہو تو خدائے تعالیٰ اس کے دل کے آئینہ کو مصفّٰی کرتا اور اس کو جلا بخشتا ہے۔ایسے لوگ اپنے باطن میں دنیا اور آخرت کی ہر چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں۔صدق قول' نیت' عزم' وفائے عزم' عمل اور دین کے سب مقامات کی تحقیق کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے صدق قول یہ ہے کہ کبھی جھوٹ نہ بولے اور نہ کبھی وعدہ خلافی کرے یہاں تک کہ اشارات وکنایات سے بھی بچا رہے کہ یہ قائم مقام جھوٹ کے ہیں البتہ لڑکوں اور عورتوں کی تادیب ظالم سے بچنے دشمن سے لڑنے اور اسرار ملک سے کسی کو اطلاع نہ دینے کے خیال سے اشارے کنائے سے جھوٹ بولنے میں مضائقہ نہیں۔ نیز حسب مصلحت تین موقعوں پر جھوٹ کی اجازت ہے ایک تو دو آدمیوں میں صلح کرانے دوسرے جس کو دو یا اس سے زیادہ عورتیں ہوں اور وہ ہر ایک سے یہ کہے کہ مجھے تجھ سے محبت ہے تیسرے لڑائی کے مصالح کی خاطر۔صدق نیت یہ ہے کہ ہر عمل محض خدا کے لئے ہو اگر نیت میں حظوظ نفسانی داخل ہو جائیں تو صدق نیت باقی نہ رہے گا۔

صدق عزم سے مراد یہ ہے کہ اپنے دل میں یہ امنگ اور ارادہ رکھے اگر خدا مجھے مال دے تو صدقہ کروں حکومت دے تو عدل کروں یہ عزم اس کا صادق ہو یہاں تک کہ جب اس کی قدرت حاصل ہو تو ارادہ پورا کرے یہی صدق وفائے عزم ہے۔

صدق اعمال یہ ہے کہ دل میں جو بات نہیں وہ اعمال سے ظاہر نہ ہو بلکہ عمل اسی بات پر ہو جو دل میں ہو اس کام کے لئے اعمال کو چھوڑنا ضروری نہیں بلکہ باطن کو ظاہر کی تصدیق پر کھینچ لائے۔ جیسے ایک شخص نماز تو پڑھتا ہے مگر اس کا دل غافل ہے اس کے لئے ترک نماز سے بہتر یہ ہے کہ حضور دل کا کوشاں رہے اور صادق کامل وہ ہے جس کو دین کے تمام مقامات خوف ورجا' زہد ورضا وغیرہ امور طریقت میں صدق حاصل ہو اور بندہ صادق وہ ہے جو بلاؤں کے نزول پر صابر رہے تا کہ خدائے تعالیٰ اس کو اپنا ولی اور حبیب بنالے (احیاء العلوم)

اخلاص

اخلاص اس عمل کو کہتے ہیں جو صرف خدا کے لئے کیا جائے حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو بندہ چالیس دن اپنا عمل خدائے تعالیٰ کے لئے خاص کرتا ہے اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ (منہاج التقویم) جو عالم اپنے علم کی شہرت کے لئے درس دے جو مالدار سخی کہلانے کے لئے صدقہ وخیرات کرے اور جو مجاہد اظہار شجاعت کے لئے کفار سے جنگ کرے تو ایسا عمل خالص نہیں کہلائے گا حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اعمال میں خالص کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا جو عمل خدائے تعالیٰ کے لئے ہو اور عمل کرنے والا اس بات کو پسند نہ کرے کہ کوئی اس کی تعریف کرے (احیاء العلوم)

حکایت:۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ''زمانہ گذشتہ میں تین آدمی ہم سفر تھے جب رات ہوئی تو پناہ کی غرض سے ایک غار کے اندر چلے گئے تا کہ بے خوف وخطر رہیں اتفاقاً پہاڑ سے ایک بڑا پتھر ایسا گرا کہ غار کا منہ بند ہو کر نکلنے کا راستہ نہ رہا۔ اور وہ اتنا بڑا تھا کہ اس کو جنبش بھی نہیں دے سکتے تھے۔ ان لوگوں نے آپس میں یہ صلاح کی کہ ہم تینوں اپنے اپنے نیک عمل عرض کر کے اس کے طفیل سے اس مشکل کے آسان کر دینے کے لئے حق تعالیٰ سے دعا کریں۔ ان میں سے ایک شخص نے یہ دعا

کی یا اللہ تو جانتا ہے کہ میرے ماںباپ تھے ان سے پہلے نہ میں کھانا کھاتا تھا نہ اپنے جورو بچوں اور جانوروں کو کھلاتا تھا۔ ایک دن مجھے چارہ لانے دیر ہوگئی اور بہت رات گئے آیا میرے ماںباپ سوگئے تھے میں ایک کٹورہ دودھ دوہ کر لایا تھا اوران کے جاگنے کے انتظار میں تھا میرے لڑکے بھوک کے مارے رو رہے تھے مگر میں نے کہا جب تک ماںباپ بیدار ہوکر دودھ نہ پی لیں اس وقت تک تم کو نہ دوں گا وہ صبح تک نہ جاگے میں ا ن کے انتظار میں صبح تک کھڑا رہا خداوندا اگر یہ کام میں نے محض تیری خوشنودی اور رضامندی کے لئے کیا ہے تو ہماری مشکل آسان کر' جب اس نے یہ عرض کیا تو پتھر کچھ ہٹا اور ایک سوراخ ہوا مگر اس سے باہر نہیں نکل سکتے تھے' پھر دوسرے شخص نے اس طرح دعا کی یا اللہ تو عالم الغیب ہے تجھے معلوم ہے میرے چچا کی ایک لڑکی تھی میں اس پر عاشق تھا وہ میرا کہا نہ مانتی تھی حتی کہ ایک سال سخت قحط پڑا اور وہ عاجز ہوکر مجھ سے اس شرط پر راضی ہوئی کہ میں اسے ایک سو بیس دینار دوں۔ جب میں اس کے قریب ہوا تو اس نے مجھ سے کہا کیا تو خدائے تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کہ اس کی مہر بغیر اس کے حکم کے توڑتا ہے میں نے ڈر کر اسے چھوڑ دیا اور جو کچھ اسے دے چکا تھا وہ بھی واپس نہیں لیا حالانکہ تمام جہاں کی چیزوں میں مجھے اس سے زیادہ کسی چیز کی خواہش اور حرص نہیں تھی یارب اگر تو جانتا ہے کہ میں نے محض تیری رضا کے لئے اس کام سے حذر کیا ہے تو ہماری مشکل آسان کر پھر پتھر کو جنبش ہوئی اور غار کا منہ کھلا مگر ابھی باہر نکلنا ممکن نہیں تھا۔

تیسرے آدمی نے دعا کی یا اللہ تو دانائے حال ہے ایک مرتبہ میں نے اپنے کسی کام پر مزدور لگائے تھے سب مزدوروں کو میں نے مزدوری دی مگر ایک مزدور مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا میں نے اس کی مزدوری سے ایک بکری مول لی اور اس کی تجارت کرتا رہا یہاں تک کہ بہت سا مال جمع ہوا ایک دن وہ مزدور مزدوری مانگنے آیا اس کے مال تجارت سے میرے پاس گائے' بیل' اونٹ بکری لونڈی' غلاموں کی ایک بھیڑ کی بھیڑ جمع تھی میں نے اس مزدور سے کہا یہ سب تیری مزدوری ہے اس نے کہا کہ آپ مذاق کر رہے ہیں میں نے کہا نہیں یہ سب تیرے ہی مال سے حاصل ہوا ہے وہ سب میں نے اس کے حوالے کر دیا اور اس میں سے خود کچھ نہیں لیا یا خدا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیرے ہی واسطے کیا تھا تو ہماری مشکل آسان کر' پتھر بالکل ہٹ گیا اور باہر نکلنے کا راستہ پیدا ہو کر مصیبت ٹل گئی (بخاری شریف)

عہد و وفا

اگر کسی قسم کا کوئی عہد کیا جائے یا کسی سے کوئی وعدہ کیا جائے یا کسی بات پر قسم کھائی جائے تو اس کا پورا کرنا

فرض ہے وعدہ خلافی کرنا منافقت ہے (صحیحین) اس لئے جب وعدہ کیا جائے تو جہاں تک ہو سکے اس کا خلاف نہ کرے مگر بہ ضرورت مضائقہ نہیں (کیمیائے سعادت) قسم کو توڑ دینے کی صورت میں کفارہ واجب ہو جاتا ہے یا تو ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیروں کو پیٹ بھر کھانا کھلا دے یا ان کو ستر عورت کے موافق کپڑا بنادے اگر ان میں سے کسی بات کی قدرت نہیں رکھتا تو پھر پے در پے تین دن کے روزے رکھے (منافع القلوب)

خوفِ خدا

حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ ”تم میں بڑا عقل مند وہ ہے جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرے (کیمیائے سعادت) آتش خوف، شہوات کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اور بغیر ترک شہوات کے کوئی شخص راہ آخرت نہیں چل سکتا۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی عادت شریفہ تھی کہ اکثر آیات خوف کا بیان فرماتے جب علماء نے اس کا سبب دریافت کیا اور کہا آپ زیادہ تر آیات خوف کا بیان فرماتے ہیں اور آیات رجا و رحمت کم بیان کرتے ہیں تو فرمایا ”تیرا بھائی وہ ہے جو تجھے ڈرائے نہ وہ جو تجھے دھوکے میں رکھے“ (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؒ)

خدا کا خوف اسی شخص میں پیدا ہوتا ہے جو اپنی حقیقت کو پہچانے اپنے گناہوں اور عیبوں پر نظر رکھے اور پھر اپنے اوپر خدا کی نعمتوں کو دیکھے ایسا شخص جو خدا کی قدرت اور بے باکی اور قہر و غضب کو جانتا اور اس کی بندگی اور جلال کو پہچانتا ہے وہ خدا سے بالضرور ڈرے گا اس لئے عارفان حق کو خدا کا خوف بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیھم السلام معصوم عن الخطا ہونے کے باوجود خدا سے ہمیشہ ڈرتے رہے حضرت رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”میں تم میں سب سے زیادہ عارف اور سب سے زیادہ خائف ہوں (بخاری) خوف کی علامت یہ ہے کہ دل میں دنیا کی خواہشات نہ ہوں اور بدن میں شکستگی، لاغری اور زردی پیدا ہو اور جوارح گناہ سے باز رہیں خوف کے درجے متفاوت ہیں خوف اگر شہوت سے باز رکھے تو اس کا نام عفت ہے حرام سے باز رکھے تو اس کا نام ورع ہے شبہات یا ایسے حلال سے جس میں حرام کا اندیشہ ہو باز رکھے تو اس کا نام تقویٰ ہے اگر زادراہ کے سوا ہر چیز سے باز رکھے تو اس کا نام صدق ہے عفت اور ورع تقویٰ کے ماتحت ہیں اور یہ سب صدق کے نیچے ہیں (کیمیائے سعادت)

رجا

حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہی کہ تم میں ہر ایک پر لازم ہے کہ خدا کے ساتھ نیک گمان ہو کر مرے (مسلم) خدا کے ساتھ امید نیک رکھنے کو رجا کہتے ہیں امید سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت سے بالاتر کوئی درجہ نہیں ہے۔ اور رجا کی حقیقت یہ ہے کہ ایمان اور یقین کا بیج دل میں بو کر سینہ کو اخلاق بد سے پاک وصاف کرے۔ اور ہمیشہ کی عبادت سے درخت ایمان کو سینچتا رہے اور خدا سے آس لگائے کہ وہ آفتوں سے بچائے، تادم مرگ یہ شخص ایسی ہی خبر گیری سے ایمان سلامت لے جائے تو امید اور رجا ہے۔ لیکن اگر یقین کا مل نہ ہو یا یقین تو ہو مگر اخلاق بد سے سینہ کو صاف نہ کرے اور عبادت سے پانی نہ دے اور پھر بھی رحمت کی آس لگائے تو یہ حماقت ہے جیسا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''وہ شخص احمق ہے جو اپنے نفس کا تابعدار ہو کر بھی خدا کی رحمت کا امیدوار رہے (احیاء العلوم) اپنی توبہ کے قبول ہونے کی امید رکھنا اور اپنے گناہوں پر ملول اور رنجیدہ رہنا اور توبہ کی توفیق چاہنا بھی رجا ہے۔

سخاوت

حدیث شریف میں ہے کہ ''جاہل سخی کو عابد بخیل سے زیادہ خدا دوست رکھتا ہے (ترمذی) شریعت کے واجبات مثلاً زکواۃ اور صدقہ فطر اور فرض طریقت مثلاً عشر کی ادائی سے بخل سے رہائی ممکن ہے لیکن سخاوت اس پر اور زیادہ خرچ کرنے کا نام ہے غریبوں اور فقیروں کی مدد کرنا اور مہمانوں کی مہمان داری اور بھوکے پڑوسی کو کھلانا یہ سب داخل سخاوت ہے اور سخی وہ ہے جس پر دنیا شاق نہ ہو اور سخاوت حقیقی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت میں جان قربان کر دے اور آخرت میں ثواب پانے کا امیدوار نہ رہے۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں حاتم اور نوشیروان کی سخاوت اور عدل کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا حاتم بخیل اور نوشیروان ظالم تھا کہ اس نے اپنی ذات خدا کے حوالے نہیں کی اور اس نے اپنی ذات پر انصاف نہیں کیا'' (حاشیہ)

ایثار

جس چیز کی خود کو احتیاج نہ ہو اس کا خرچ کر دینا تو سخاوت ہے لیکن اپنی حاجت کی چیز دوسرے کو دیدینا ایثار ہے۔ یہ بڑی اعلیٰ صفت اور سخاوت کا کمال ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہوا تھا

کہ اے موسیٰ جو بندہ تمام عمر میں ایک بار ایثار کرتا ہے مجھے یہ شرم آتی ہے کہ اس کا حساب لوں (کیمیائے سعادت) نقل ہے کہ ایک رات حضرت بندگی میاں سید عبدالوہابؒ کے دائرہ میں ایک چھوٹا بچہ فاقہ کی تاب نہ لاکر گریہ وزاری سے ماںباپ کو دق کررہا تھا ایک شخص نے آدھی روٹی لاکر اس کی ماں کو للہ دی جب تک کہ روٹی آئے بچہ رورو کر سو گیا تھا اس عورت نے خیال کر کے کہ میرا بچہ سو گیا ہے یہ روٹی ایک دوسری خاتون کو دیدی جس کا بچہ بھی بھوک سے بیتاب ہوکر رورہا تھا یہاں بھی بچہ روٹی آنے تک سو گیا اس لئے اس کی ماں نے یہ روٹی اپنی ہمسایہ عورت کو دیدی اتنے میں حضرت بندگی میاں سید عبدالوہابؒ کو غیب سے الہام ہوا کہ آج رات تمہارے دائرہ کی چند بیبیوں نے آدھی روٹی کے بدلے جنت خرید لی ہے یہ حضرت نے علی الصباح مجمع فقراء میں احوال مذکور بیان فرما کر اس بشارت خداوندی کا اظہار کیا'' (اخبارالاسرار)

دیانت

دیانت ایمانداری کے صفات سے ایک ہے ہر معاملہ میں حق وانصاف کو پیش نظر رکھنا اور دروغ گوئی اور دھوکہ دہی سے بچے ہوئے رہنا دیانت ہے۔ اگر کسی شخص کا کوئی قول کسی دوسرے تک پہونچا دیا جائے تو اس میں کمی زیادتی بددیانتی ہوگی کسی تحریر کو نقل کرنے میں اپنی طرف سے اس میں کمی واضافہ بھی دیانت کے خلاف ہے قرآن کے معانی اور اسکی تفسیر کا بیان بھی بغیر اضافت کے آرزو اور مطلب سے ہٹ کر کرنا چاہیئے ورنہ بددیانتی ہوگی احکامات الٰہی کے ابلاغ میں اس امر کو اچھی طرح پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ بات اپنی خواہش کے موافق نہ کی جائے نہ اس میں کسی کی رورعایت جائز ہے۔ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؒ سے کسی نے بیان میں نرمی اختیار کرنے کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا ''بندہ کسی کے نفس کا تابع نہ ہوگا حق بات اکثر لوگوں کو پسند نہیں آتی بندہ کا کام حق گوئی ہے (حاشیہ)

امانت

اگر کوئی شخص کسی کے پاس اپنی کوئی چیز بغرض حفاظت رکھوادے چاہے مدت کا تعین کرے یا نہ کرے تو اس میں خیانت کرنا یعنی اس چیز کو یا اس کے کسی جز کو واپس نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ امانت یہ ہے کہ وہ چیز بجنسہ اس کے مالک کے پاس اس کے مطالبہ پر حوالے کردی جائے اگر وہ شخص مرجائے تو اس کے ورثاء کو دیدی جائے خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنین کی ایک صفت امانت کی حفاظت بیان فرمائی ہے۔

(سورہ معارج) اور حضرت رسول مقبول ﷺ نے امانت میں خیانت کو نفاق کہا ہے (مسلم) کسی شخص نے کسی سے کوئی راز کی بات کہی یا کسی آپسی گفتگو کے متعلق اس سے یہ وعدہ لے لیا کہ اس کا اظہار کسی کے آگے نہ کیا جائے تو اس قول اور گفتگو کو دوسروں کے آگے ظاہر نہ کرنا بھی امانت ہے۔ اگر اس کو فاش کرنے میں کسی کا نقصان ہوتا ہے تو یہ حرام ہے اگر کسی کا ضرر نہ ہوتا ہو تو بھی کمینہ پن ہے۔

یتیم کے مال کی رعایت اس کے ولی پر فرض ہے اور اس میں خرد برد سخت گناہ اور حرام ہے۔ مگر اس میں اتنا تصرف جائز ہے جتنا کہ اس کا حق ہے جیسے کہ اس کی حفاظت کے اخراجات وغیرہ۔

زھد

باوجود مال وجاہ پر قدرت ہونے کے دنیا کی مباح اشیاء کو کم سے کم اختیار کرنے کا نام زہد ہے اور یہ چھ چیزوں میں ہے۔ غذا، لباس، مسکن، اسباب خانہ داری، نکاح اور مال وجاہ، غذا میں زہد یہ ہے کہ ادنیٰ غذا جیسے جوار، باجرہ وغیرہ اور ساگ پات پر قناعت کرے گیہوں کھائے تو اس کے آٹے کو نہ چھانے اور گوشت کا استعمال کم رکھے ایک وقت سے زیادہ کا کھانا اٹھا نہ رکھے اوسط یہ ہے کہ چالیس دن کی غذا سے زیادہ جمع نہ کرے اس سے کمتر یہ ہے کہ ایک سال کا اناج جمع کرے اس سے زیادہ نہیں۔

لباس میں ایک جوڑے سے زیادہ نہ رکھے ادنیٰ یہ ہے کہ دو جوڑے رکھے جنس لباس میں موٹا لباس پشمینہ کھادی وغیرہ پہنے باریک اور نرم کپڑا زاہد کے لئے زیبا نہیں۔

مسکن پختہ اور قدر حاجت سے بڑھ کر نہ ہو اور وہ گرمی، سردی سے بچائے حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں حق تعالیٰ جس کی خرابی چاہتا ہے اس کا مال پانی اور مٹی میں برباد کرتا ہے (ابوداؤد)

اسباب خانہ داری میں ضرورت کی ایک ایک چیز رکھے اس سے بڑھ کر نہیں حضرت رسول خدا ﷺ کے پاس اسباب دنیا سے خرما کی چھال بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ تھا اور دوہری کی ہوئی کملی کا آپ کے واسطے بچھونا ہوتا تھا۔ (کیمیائے سعادت)

نکاح میں زہد نہیں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ سب سے بڑھ کر زاہد تھے مگر آپ کی نو بیبیاں تھیں البتہ اگر کسی شخص کو نکاح خدا سے غافل کر دے یعنی عورت میں مشغول ہو کر خدا کو بھول جانے کا اندیشہ ہو یا اس سے عبادت میں تساہل ہونے لگے تو ایسے شخص کا نکاح نہ کرنا اولیٰ ہے لیکن خوف شہوت غالب ہو تو نکاح کر لینا ہی مناسب ہے تاکہ گناہ میں نہ پڑے۔

مال وجاہ میں صرف اتنا ہی مال حاصل کرے جتنا کہ راہ دین میں اس کی ضرورت ہے یا بقدر حاجت لے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کسی دوست سے کچھ قرض مانگا وحی آئی کہ اے خلیل میں تیرا دوست ہوں تو نے مجھ سے کیوں قرض نہ مانگا عرض کیا یا بار خدایا میں نے جانا کہ دنیا کو تو دشمن رکھتا ہے تجھ سے دنیا مانگنے ڈرا حکم ہوا اے ابراہیم جس چیز کی حاجت ہو وہ دنیا سے نہیں (کیمیائے سعادت)

جس شخص نے دنیا کو ترک کر کے اپنے اختیار کو چھوڑ دیا اس کا زہد یہی ہے کہ خدا اس کو جس حال میں رکھے اسی پر راضی رہے اور جیسی بھی غذا یا لباس اس کو غیب سے پہونچے اس کو قبول کرلے عارف کا زہد یہ ہے کہ وہ مال سے گریز اور عذر نہ کرے بلکہ اس کو لے کر بجا صرف کرلے اور مستحقوں کو دے۔

قناعت

قناعت کی صفت جنتی ہونے کی علامت ہے (حاشیہ) حدیث شریف میں ہے ''جو شخص تھوڑے رزق پر خدا سے راضی ہو جائے تو خدا تھوڑے عمل پر اس سے راضی ہو جاتا ہے (مشکوۃ) قناعت کا مطلب یہ ہے کہ جو آمدنی اپنی اور اپنے اہل وعیال کی گذر بسر کے لئے کافی ہو اس سے زیادہ کی حرص نہ کی جائے لیکن بغیر حرص وطلب کے جو چیز حاصل ہو اس کو چھوڑ دینا بھی ضروری نہیں طالب حق کو چاہئے کہ بقدر ضرورت مال حاصل کرے اور صرف کرے اور مال حرام حاصل نہ کرے حاجت سے زیادہ مال جمع نہ کرے خرچ پر نظر رکھے نہ اسراف کرے نہ بخل آمد ورفت اور جتن کرنے میں نیت درست رکھے صرف خدا کے لئے عبادت کی نیت سے ایسا کرے اگر مال زیادہ حاصل ہو اس کی خوشی نہ کرے اور مال میں نقصان آئے تو اس کا رنج نہ کرے اور مال کی محبت میں دل کو مبتلا نہ کرے دینی ضرورت پر مال خرچ کرتا رہے (کیمیائے سعادت)

ہمارے بزرگوں نے قناعت کی یہ تعریف کی ہے کہ روٹی کا ٹکڑا یا ستر عورت جتنے کپڑے پر قناعت کرنا قناعت نہیں ہے بلکہ قناعت اس کا نام ہے کہ دو جہاں سے منہ موڑ کر معشوق حقیقی کے دیدار میں محو ومستغرق ہو جائے اور ایسے ہی شخص کو قانع، متقی اور پرہیزگار کہتے ہیں (انصاف نامہ)

عدل وانصاف

عدل کے معنی برابری کے ہیں عدل یہ ہے کہ جو امور معاملات وعبادات سے متعلق ہو ان میں عدل وانصاف کو پیش نظر رکھ کر کمی وزیادتی سے اجتناب کیا جائے یہاں تک کہ دشمنان دین کے معاملہ میں بھی عدل

وانصاف سے کام لینا فرض ہے اور جو شخص کتاب اللہ کے موافق حکم نہ کرے خدا نے اس کو کافر کہا ہے (قرآن حکیم پ ٦، رکوع ١١)

اپنے کسی قرابت دار یا عزیز یا دوست کی پاسداری کرنا اوران کی رعایت کی خاطر غلط فیصلہ کرنا بالکل حرام ہے ایک سے زائد بیویاں ہوں تو نان نفقہ لباس اور مکان میں ان کو برابر رکھنا فرض ہے اولاد کے ساتھ بھی یہی عمل رکھے اورسب کو ایک ہی نظر سے دیکھے۔

عدل حقیقی توحید پر قائم رہتا ہے۔اس لئے حضرت خلیفہ گروہؓ نے عدل کی تعبیر توحید سے کی ہے (مکتوب مرغوب از میاں پیرو جی سنہ ١٠٨٠ھ) اس کا مطلب یہ ہے کہ **لا اله الا الله** کا اقرار کرے اوراس پر مرے دم تک ایسا قائم رہے کہ غیر اللہ کی پرستش سے دل فارغ ہوجائے اور کسی کو اپنا معبود خیال نہ کرے نہ نفس کو نہ مال وزر کو نہ دنیا کو چنانچہ اسی معنی میں حضرت مہدی علیہ السلام نے نوشیروان کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس نے اپنی ذات پر عدل نہیں کیا (حاشیہ) اسی طرح انسان کا گناہوں میں مبتلا رہنا جور وظلم اوران سے بچے ہوئے رہنا عدل ہے۔حضرت مہدی علیہ السلام کی نقل ہے کہ آپ نے فرمایا ساتوں آسمان وزمین اورعرش وکرسی اور تمام دنیا عالم صغیر ہے۔اورانسان عالم کبیر ہے جب آدمی برے کاموں میں مبتلا ہوجاتا ہے تو اس وقت اس کے دل کی زمین جور وظلم سے بھر جاتی ہے اور جب ان برائیوں سے تائب ہوکر دل خدا سے لگاتا ہے تو اس وقت اس کے دل سے جور وظلم رفع ہوکر قسط اور عدل سے بھر جاتا ہے (''سراج الاسلام'' یہ پیرو جیؒ کی تصنیف ہے جو ١٠٨٠ھ میں لکھی گئی ہے)

احسان

جو شخص کسی پر ظلم کرے اور وہ اس کے جواب میں اس پر رحم کرے تو احسان ہے اس کا مرتبہ عفو سے بڑھ کر ہے منقول ہے کہ حضرت امام زین العابدینؓ کو کسی نے گالی دی آپ نے اپنی چادر اس کی طرف پھینک دی اور سو درم دلائے۔ایسے عزیزوں اور قرابت داروں کی خبر گیری جو غریب اور قابل رحم ہوں داخل احسان ہے۔اگر ان لوگوں سے کسی قسم کی مخالفت یا عداوت ظاہر ہو تو ان سے معاملہ بند نہ کرے بلکہ ان سے جو سلوک کیا جاتا تھا وہ بدستور جاری رکھے بلکہ اگر شیطان کی مخالفت میں نفس پر زور دے کر ان سے کچھ سلوک زیادہ کرے تو یہ درجہ صدیقین کا ہے۔خدائے تعالیٰ نے ماں باپ پر احسان کرنے کی بڑی سخت تاکید کی ہے۔

احسان حقیقی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ایسی عبادت کی جائے گویا بندہ اس کو دیکھ رہا ہے (مشکوۃ) پس جو احکام متعلق بہ دیدار ہوں ان پر عمل احسان ہے قرآن شریف کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ احسان کر جیسا کہ خدا نے تجھ پر احسان کیا ہے" جس طرح بندہ ازل کے روز خدا کے علم میں پوشیدہ تھا پھر خدا نے اپنے احسان وفضل سے اس کو ظاہر کیا اسی طرح اب بندہ کا فرض ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات میں اپنے وجود کو ایسا میٹ دے کہ اس کی ہستی بالکلیہ فنا ہو کر خدا کی ذات باقی رہ جائے۔

شرم وحیاء

حیا کے متعلق حدیث ہے کہ "یہ نصف ایمان ہے" حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص بے ادب وبے شرم اور بددیانت ہو وہ خدا کو نہیں پہنچتا (حاشیہ) حیا کا مقصود یہ ہے کہ فحش اور بیہودہ کاموں سے علیحدگی اختیار کی جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس کو لوگ بے حیائی پر محمول کریں چاہے تنہائی میں ہو یا لوگوں کے سامنے۔

صبر

وطن اور قرابت داروں کی مفارقت کا غصہ پینا' تکالیف برداشت کرنا بلائیں سہنا' اللہ کی اطاعت کرنا' نیک کاموں میں ترقی کرنا اور جس شخص سے تکلیف یا ایذا پہنچے اس کے انتقام کے درپے نہ ہونا صبر ہے۔ حدیث قدسی ہے "اے محمد اگر تو ایمان کی حلاوت پانا چاہتا ہے تو اپنے نفس کو بھوکا رکھ اور اپنی زبان کے لئے خاموشی کو لازم کرلے اور اپنے نفس کے لئے خوف اور تکلیف کو ضروری خیال کر اور کبھی آرام نہ لے اگر ایسا کرے گا تو شاید تو سلامت رہے گا اگر ایسا نہ کرے گا تو ہالکین سے ہے (انصاف نامہ) نیز حدیث شریف ہے کہ جب کسی بندہ کو خدا کے ہاں کوئی درجہ ملنے والا ہے اور وہ اس کو اپنے عمل سے حاصل نہیں کرسکتا یہاں تک کہ اس پر بیماری کی بلا نازل کی جاتی ہے پس وہ اس درجے کو پہنچ جاتا ہے (غنیۃ الطالبین) خدا کے احکام پر ثابت قدم رہنا اور سنت نبوی ﷺ کو قائم اور مضبوط رکھنا صبر کے خواص ہیں۔

شکر

خدائے تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت اس کی مرضی میں صرف کرنا شکر ہے کسی چیز کے نہ ملنے پر صبر کرنا اور نہ ملنے پر شکر ادا کرنا مومن کی صفت ہے۔ لیکن اس سے اعلیٰ مرتبہ وہ ہے کہ کسی چیز کے نہ ملنے پر بھی شکر ادا

کرے اور یہ سمجھے کہ خدا کی مصلحت یہی تھی کہ یہ چیز اس کو نہ ملے۔اور اگر کوئی چیز خدا پہونچادے تو خدا کے نام پر صرف کرے حضرت ابراہیم ادہمؒ نے حضرت شقیقؒ سے پوچھا اپنے شہر کے فقیروں کو تم نے کس حال پر چھوڑا جواب دیا بہت اچھے حال پر کہ جب کچھ پاتے ہیں تو شکر کرتے ہیں اور جب کچھ نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں۔حضرت ابراہیم ادہمؒ نے کہا اسی حال پر تو میں نے بلخ کے کتوں کو چھوڑا ہے حضرت شفیقؒ نے پوچھا تمہارے نزدیک فقیر کیسے ہوتے ہیں کہا جب وہ کچھ نہیں پاتے تو شکر کرتے ہیں اور جب کچھ پاتے ہیں تو دوسروں کو دیدیتے ہیں'' (کیمیائے سعادت)شکر سے نعمت زیادہ ہوتی اور ترقی کرتی ہے شکر سے مقصود یہ ہے کہ انعام دینے والے کی نعمت کا عاجزی اور فروتنی سے اقرار کیا جائے اور شکر حقیقی کی تعریف حضرت مہدی علیہ السلام نے ان الفاظ میں کی ہے''شکر کرنا شرک کو ترک کرنا ہے'' (حاشیہ)

تواضع اور فروتنی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ'' دنیا میں جو اہل تواضع ہیں وہ نیک بخت ہیں کہ قیامت میں وہ صاحب ضمیر ہوں گے اور جو شخص دنیا میں لوگوں کے درمیان صلح کرے فردوس اس کا مقام ہوگا۔اور وہ لوگ نیک بخت ہیں جن کا دل دنیا سے پاک ہے کہ حق تعالیٰ کا دیدار ان کا ثواب ہے'' (کیمیائے سعادت) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ''جس نے فروتنی کی حق تعالیٰ نے اس کی عزت بڑھادی'' نیز آپ کا فرمان ہے کہ''جب فروتنی کو دیکھو فروتنی کرو اور جب متکبر کو دیکھو تو تکبر کرو تا کہ اس کی حقارت اور ذلت ظاہر ہو'' (ایضاً) اپنا کام آپ کر لینا داخل فروتنی ہے جیسے اپنا سودا سلف لا لینا' پانی بھر لینا' جنگل سے لکڑیاں لا لینا وغیرہ۔

نیک خوئی

بعض بزرگوں نے احکام کی ادائی اور ممنوعات سے پرہیز کو نیک خوئی کہا ہے۔مخلوق کی ایذاء دہی پر صبر کرنا اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دینا نیک خوئی ہے۔ نیک خو وہ ہے جو لوگوں سے ایذا پہنچنے کو قبول اور برداشت کرے اور بغیر رنج اور قلق کے ان کے حقوق ادا کرے اور بعض بزرگوں نے کہا ہے نیک خوئی یہ ہے کہ آدمی شرمگیں' کم سخن' کم رنج' سچا' صلاحیت ڈھونڈنے والا' بہت عبادت کرنے والا' کم چوکنے والا' فضول امر کم کرنے والا سب کا خیر خواہ سب کے حق میں نیک کردار' صاحب وقار' مشفق' دھیما' بڑا صابر' قانع' بڑا

شاکر، بردبار، نرم دل، رفیق ہاتھ کھینچنے والا کم طمع ہو نہ گالی دے نہ لعنت کرے نہ سخن چینی کرے نہ غیبت نہ فحش بکے نہ جلد بازی کرے نہ حسد اور کپٹ رکھے کشادہ پیشانی، شیریں زباں رہے اس کی دوستی دشمنی، خفگی اور خوشی خدا ہی کے واسطے ہو" (کیمیائے سعادت)

عفو

اپنا حق جو دوسروں کے ذمہ ہے اس کو چھوڑنا عفو ہے جیسے قصاص یا قرض وغیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی الٰہی تیرے نزدیک کونسا بندہ زیادہ عزیز ہے، ارشاد ہوا جو شخص قدرت ہونے کے باوجود معاف کردے اور نرمی ایک ایسی عمدہ صفت ہے جو حسن خلق کا نتیجہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے (مسلم) لیکن ایسی نرمی جس سے اپنے ماتحت لوگوں کے بے خوف ہو کر بگڑ جانے کا اندیشہ ہو درست نہیں بلکہ نرمی کے ساتھ درشتی کا اختلاط بھی چاہئے سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

درشتی ونرمی بہم در بہ است چو فاصد کہ جرّاح ومرہم نہ است

ترجمہ:۔ درشتی اور نرمی کا ملے ہوئے رہنا ہی بہتر ہے جیسے کہ فصد کھولنے والا کہ زخم کو چیرتا بھی ہے اور اس پر مرہم بھی رکھتا ہے۔

حلم

حلیم وہ ہے جو غصہ نہ کرے اگر غصہ آئے اس کو فرو کرے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ "مسلمان کو حلم کے باعث وہ مرتبہ ملتا ہے جو شب بیدار اور روزہ دار کو ملتا ہے" (طبرانی) حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ "علم حاصل کرو اور اس کو وقار اور حلم سے زینت دو" حضرت بندگی میاںؒ اتنے حلیم تھے کہ صحابہؓ کو آپ کے حلم پر حیرت ہوتی تھی آپ فرماتے ہیں کہ "بندہ درخت دشنام ہے" (نقلیات میاں سید عالمؒ) یعنی کوئی شخص اگر آپ کو برا بھلا کہے تو بھی آپ اس کا اثر قبول نہیں کرتے تھے۔ بعض علماء نے حلم کو عقل پر ترجیح دی ہے ظلم کے بدلے ظلم کرنا یا بدی کا مقابلہ بدی سے کرنا جائز نہیں جیسے گالی کے عوض گالی دینا مظلوم کو انتقام لینا جائز ہے مگر حد سے تجاوز نہ کرے اور انتقاماً وہ بات کہنی جائز ہے جو جھوٹ نہ ہو لڑائی جھگڑے کے وقت جواب میں سکوت افضل ہے لیکن زبان کو بند رکھنا اور دل میں کینہ وبغض رکھنا بری بات ہے اور اپنے نفس کے لئے غصہ کرنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ البتہ دین کے معاملے میں یا خدا کے لئے غصہ کرنا بھی عین دین ہے۔

تسلیم

طالب حق کو چاہئے کہ اپنی ذات خدائے تعالیٰ کے حوالے کردے اور کسی کے ساتھ مشغول نہ رہے اور کسی سے کوئی چیز نہ چاہے اور سوائے خدا کے مخلوق سے ایک ذرہ کی احتیاج نہ رکھے“ (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؒ)

رضاء

حضرت مہدی علیہ السلام نے نوشتہ تقدیر پر راضی رہنے کی تاکید فرمائی ہے (انصاف نامہ) مومن کو یہ سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ ہورہا ہے خدا کی طرف سے ہورہا ہے اور اچھا ہی ہورہا ہے اور تنگی اور خوشحالی میں قضائے الٰہی پر راضی رہے کہ اپنے اختیار کو ترک کردینے کا نام ہی رضا ہے“

موت کو یاد کرنا

موت کو یاد کرنا بھی منجملہ فضائل کے ہے حضرت رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرے اس کو شہادت کا مرتبہ ملے گا اور فرمایا دانا وہ ہے جو اپنی خواہش کو میٹے اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے عمل کرے نیز فرمایا لذتوں کو مٹانے والی چیز کو اکثر یاد کرتے رہو (ابن ماجہ) موت کو یاد کرنے والے تین قسم کے ہیں ایک تو غافل ہے جو کبھی موت کو یاد نہیں کرتا کیونکہ اس سے اس کے عیش میں فرق پڑتا ہے اگر کبھی وہ موت کو یاد بھی کرلیتا ہے تو اپنی دنیا پر افسوس کرتے ہوئے برائی کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ ایسے شخص کو موت کی یاد خدائے تعالیٰ سے دور کردیتی ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو تائب ہے ایسا شخص موت کو تو یاد رکھتا ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ توبہ کے کامل ہونے اور توشہ کی درستی تک موت نہ آئے۔ اور ہمیشہ موت کے سامان میں لگا رہتا ہے اور کوئی کام اس کے سوا نہیں کرتا۔ تیسرا عارف ہے کہ ہمیشہ موت کو یاد رکھتا اور موت کے آنے سے خوش ہوتا ہے اس لئے کہ موت پر وعدۂ ملاقات حبیب ہے لیکن تائب اور عارف سے بڑھ کر وہ شخص ہے جو اپنا معاملہ خدا کے حوالے کردے اپنے لئے نہ موت کو پسند کرے نہ زندگی کو بلکہ اس کی پسند وہی ہو جو خدا کی پسند ہے۔ ایسا شخص فرط عشق و محبت کے باعث مقام رضاء و تسلیم میں پہنچ جاتا ہے۔

موت کو جو لوگ یاد نہیں رکھتے وہ بالعموم خدا کو بھول کر دنیا پرستی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مقام ہلاکت کو پہنچ جاتے ہیں اس لئے احادیث شریفہ میں موت کو یاد رکھنے اور آخرت کی زندگی کے لئے نیک عمل کرنے کی تاکید آئی ہے۔ موت کا ذکر دل میں جمانے کا طریق یہ ہے کہ اپنے پہلے جو لوگ مرچکے ہیں ان کی پچھلی شان و شوکت اور زندگی اور رہنے سہنے کے تمام حالات کو یاد کرے اور اس بات میں فکر کرے کہ

ان کا وہ گذشتہ کرّ وفراب باقی نہ رہا اور وہ مٹی کے ڈھیر ہوگئے۔اور خود کو بھی ویسا ہی خیال کرے اور یہ جانے کہ میرا انجام بھی ایسا ہی ہونے والا ہے۔انسان بالعموم طول امل کی وجہ موت کو بھول کر برائیوں میں پڑ جاتا ہے نفس اس کو یہ دھوکا دیتا رہتا ہے کہ ابھی تو بہت دن پڑے ہیں میں جوان ہوں دنیا کے کام اور نوکری چاکری وغیرہ بھی تو آخر کرنا ہے اس کے بعد دیکھا جائے گا اور دل کھول کر دنیا کمانے میں لگ جاتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ کی عبادت بھی مجھ پر فرض ہے جب بوڑھا ہوجاتا ہے تو پھر نفس یا شیطان اس کو اس دھوکے میں مبتلا کردیتے ہیں فلاں کام مثلاً بیٹی کی شادی بچوں کی تعلیم' مکان کی تعمیر یا بیوی بچوں کے لئے ان کا نفقہ کا انتظام کرلوں تو پھر توبہ کر کے خدا کی طرف متوجہ ہوجاؤں گا اور دنیا داری چھوڑ دوں گا یہاں تک کہ موت اس کو آدبوچتی ہے۔اور وہ حسرت ویاس کے ساتھ یہ شعر پڑھتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے۔

دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز وہ کم نہ ہوں گے چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

اور جن کاروبار کی تکمیل کے ارمان اس کے دل میں تھے وہ ادھورے رہ جاتے ہیں۔

کار دنیا کسے تمام نہ کرد ہرچہ گیرید مختصر گیرید

ترجمہ:۔دنیا کا کام کسی نے بھی پورا نہیں کیا اس لئے جو کچھ بھی اس دنیا سے لینا ہے مختصر لے لو۔

اس طول امل کا سبب محض جہالت اور دنیا کی محبت ہے جہالت کو دور کرنے کے لئے اہل اللہ کی صحبت میں رہنا اور ان سے علم وحکمت کی باتیں سننا ضروری ہے تاکہ یہ زنگ دل سے دور ہوجائے اور دنیا کی محبت دل سے اس وقت تک دور نہیں ہوتی جب تک کہ خدا اور یوم آخرت اور اس کے ثواب وعذاب پر یقین کامل نہ رکھے۔جب یہ بات حاصل ہوجائے تو پھر امل کوتاہ کا حصول ممکن ہے۔حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ"جب تو صبح کرے تو اپنے نفس سے شام کا ذکر نہ کر اور اگر شام کرے تو صبح کا ذکر نہ کر" (بخاری) یعنی جب صبح ہو تو یہ مت سمجھ کہ میں شام تک زندہ رہوں گا اور جب شام ہو تو یہ خیال مت کر کہ میں صبح تک زندہ رہوں گا۔کوتاہ امل کی تعریف میں حضرت سفیان ثوریؒ کا یہ قول کافی ہے کہ آپ نے فرمایا"زہد جوار کی روٹی کھانے اور کمبل اور پلاس پہننے کا نام نہیں ہے بلکہ دل کو دنیا میں نہ باندھنا اور امل کوتاہ کرنا زہد ہے"

(احیاء العلوم)

☆☆☆

بارھواں باب

حقوق الناس :

پڑوسی کا حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ حسن سلوک کریں اس کی تکریم کریں اس کو کوئی تکلیف اور ایذا نہ دیں۔اس کے عیوب کو پوشیدہ رکھیں وہ بھوکا ہے تو کھانا کھلائیں اگر اس کو مدد کی ضرورت ہے تو مدد کریں اس کو قرض دیں اگر وہ فقیر ہے تو اس کی خدمت کریں گھر میں اچھا کھانا پکے تو ضرور پڑوسی کے گھر بھیجیں اگر اپنے بچوں کے لئے کوئی چیز از قسم میوہ بازار سے لائیں تو پڑوسی کے بچوں کو بھی دیں یا چھپا کر لائیں کہ اس کے بچے نہ دیکھیں' پڑوسی کسی غیر مذہب کا بھی ہو تو اس کا حق ادا کریں جو شخص دو چار روز کے لئے سفر میں ہمراہ ہو جائے وہ پڑوسی کا حکم رکھتا ہے۔

یتیموں' مفلسوں' مسکینوں' مسافروں اور دوسرے حاجت مندوں اور مصیبت زدوں کی مدد کرنا بھوکوں کو کھانا کھلانا اور ننگوں کو کپڑا پہنانا بیماروں کی خبر لینا قیدیوں کو چھڑانا بھٹکے ہوؤں کو راستہ بتلانا' اسلامی شعار ہے جو شخص ایسی مدد کی طاقت نہیں رکھتا اس کو ایسے لوگوں کی زبانی مدد کرنا ہی کافی ہے۔ بیوہ عورتوں اور مسکینوں کی مدد کرنے والا خدا کی راہ میں کوشش کرنے والے کے مانند ہے (مسلم)

اگر کوئی شخص کسی سے سوال کرے تو اس کو چاہئے کہ سوال کو پورا کرے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سائل کو ردمت کرو چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے (موطا امام مالکؒ)

مسلمان پر مسلمان کے حقوق یہ ہیں کوئی مسلمان کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے اور کوئی اس پر ظلم بھی کرے تو اس سے علیحدہ نہ ہو اس کے ساتھ ملنسار اور کشادہ پیشانی اور خندہ جبیں رہے اس کے ساتھ بھلائی کرے۔اس کی برائیوں کو چھپائے اس کی حاجت پوری کرے اس کے ساتھ وعدہ خلافی نہ کرے اسکی تکلیف دور کرے اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرے اس سے بغض وعداوت نہ رکھے اس سے حسد نہ کرے اس کی غیبت نہ کرے اس سے تین دن سے زیادہ ترک سلام وکلام نہ کرے اس کی مال وجان و آبرو کو اپنے لئے حرام سمجھے۔ بوڑھوں کی تعظیم کرے بچوں پر رحم کرے ہر ایک کو اس کے درجے کے موافق تعظیم دے دو مسلمانوں میں لڑائی ہو تو صلح کرانے کی کوشش کرے تہمت کی جگہ سے الگ رہے اگر کسی کو فائدہ پہونچ سکتا ہو تو اس کی سفارش کرے' بیمار کی عیادت کرے کوئی دعوت دے تو قبول کرے کوئی مرجائے تو تعزیت کرے اور اس کی نماز

جنازہ پڑھے اسکی قبر کی زیارت کرے اور جو چیز اپنے لئے ناپسند رکھے اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی ناپسند رکھے۔(بخاری) جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا رزق بڑھ جائے یا اس کی عمر دراز ہو جائے وہ قرابت داروں سے سلوک کرے (بخاری)

غلام اور لونڈی کو عذاب کرنا اور ان کی گردن میں طوق ڈالنا حرام ہے۔ حضرت رسول مقبول ﷺ اخیر وقت نماز اور لونڈی' غلاموں کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت فرمائی ہے۔ لونڈی' غلاموں کو جو آپ کھائے وہی کھلائے۔ جو آپ پہنے وہی پہنائے۔ ان کو زیادہ کام کرنے کا حکم نہ کرے اگر کوئی سخت کام ان کو کہے تو اس میں آپ بھی شریک رہے۔ خادموں کے ساتھ بھی نیک سلوک کرے ان کو اپنے ساتھ ہی کھانا کھلائے'' ماں باپ کے حقوق کی رعایت کرنے کی حدیثوں میں بڑی تاکید ہے ان کی خدمت دارین کی سعادت ہے۔ ان کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے۔ ان کی اجازت کے بغیر حج اور جہاد میں شرکت بھی روا نہیں۔ مشہور حدیث ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے (نسائی) تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں مظلوم کی دعا' مسافر کی دعا اور باپ کی دعا اپنی اولاد کے حق میں'' (بخاری) اور بہترین نیکی یہ ہے کہ اپنے باپ کے دوستوں سے بہترین سلوک کرے اور باپ کے مرنے کے بعد ان پر احسان کرے (مسلم) اور ماں کا حق باپ سے دوگنا ہے بڑے بھائی کا حق باپ کے مانند ہے۔ اور فرزند کا حق یہ ہے کہ اس کی بدخوئی کے سبب اسے عاق نہ کرے۔ سلام کرنا سنت اور جواب دینا واجب ہے جھک کر سلام کرنا جائز نہیں۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے سلام کے لئے سر اور مونڈھے جھکانے سے منع کیا ہے۔ (انصاف نامہ) بزرگوں کی قدمبوسی جائز ہے صحابہ رسول ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کی قدمبوسی کی ہے (رسالہ خاتون جنتؓ) مشکوۃ شریف میں ہے کہ قدمبوسی فعل جائز ہے۔ مفتاح الابواب میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کو بوسہ دینے میں بعض احادیث مروی ہیں (رسالہ کشف الحجاب) حدیث شریف میں ہے جس نے اپنی ماں کے پاؤں کو بوسہ دیا گویا اس نے جنت کی چوکھٹ کو چوما (درمختار' کافی) صحابہؓ ولایتؓ میں بھی قدمبوسی کا عمل رہا ہے (مولود میاں عبدالرحمٰنؒ)

چھینک آئے تو الحمد للہ کہے اور سننے والا اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ جمائی لینے کے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا چاہئے۔ راستہ سے ایسی چیز دور کر دینا چاہئے جو لوگوں کے لئے باعث تکلیف ہو (بخاری و مسلم)

عام لوگوں سے محبت اور ملنساری سے پیش آنا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہ اللہ کا وصف ہے۔دوستوں سے محبت رکھنا ان سے وفاداری کرنا ان کے پاس تحفے بھیجنا ان کی دعوت کرنا اور ان کی دعوت قبول کرنا مستحب ہے۔اور یہ بھی مستحب ہے کہ دوستوں سے ناغہ دے کر ملا کرے تا کہ محبت میں اضافہ ہو حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں آپس میں تحفہ بھیجا کرو کیونکہ تحفہ دل کی کدورت کو دور کر دیتا ہے۔(ترمذی) کسی کو کوئی چیز عطا کرے تو واپس نہ لے کیونکہ واپس لینے والا اس کتے کی مانند ہے جو اپنی قئے کو چاٹ لے(نسائی) اور دوستوں کی خدمت کشادہ پیشانی سے کرے ان کا خلاف نہ کرے ان سے مناظرہ نہ کرے ان کو علم دین سکھائے۔ان کے چوک بھول کو معاف کرے دوست کی وفات کے بعد اس کے زن وفرزند سے غافل نہ رہے۔دوست سے بے تکلف رہے اس کو دعا سے یاد کرے خود کو اس سے کمتر سمجھے۔اور اس پر مال کو خرچ کرتا رہے۔بیس درہم کسی دوست کو دینا سو درہم کسی فقیر کو دینے سے بہتر ہے۔(کیمیائے سعادت) مسافروں کی خدمت اور غریبوں کی مدد اور دلجوئی داخل سخاوت ہے جو قرابت دار اور عزیز بے مروتی سے پیش آئیں ان کے ساتھ مروت سے پیش آنا چاہئے۔جس کے پاس دو کپڑے ہوں اگر کوئی بھائی ننگا ہو تو اس کو ایک کپڑا دیدے ورنہ منافق ہوگا(نقلیات میاں سید عالمؒ) حسن خلق کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کسی کو تکلیف نہ دے اور اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ احسان کرے(ابن ماجہ)

دعوت

جس شخص کو کہیں سے دعوت آئے اس کو دعوت کا قبول کرنا سنت ہے چاہے وہ کھانا نذر و نیاز اور دہم، چہلم کا ہو یا ولیمہ یا کسی اور تقریب کا نفل روزہ رکھنے کی صورت میں بھی دعوت آئے تو دعوت قبول کرے۔اور روزہ توڑ کر قضاء رکھ لے لیکن دعوت تین دن سے زیادہ قبول کرنا خلاف سنت ہے۔(ابن ماجہ) اگر کسی کی دعوت کرنی ہے یا کوئی مہمان آئے تو اس کی دعوت بھی صرف تین دن تک ہی طریق سنت ہے۔اور حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی یہی عادت رہی ہے(مطلع الولایت) اور صحابہ مہدی علیہ السلام بھی تین دن سے بڑھ کر کسی کی مہمانی نہ کرتے البتہ تین دن کے بعد مہمان کو فتوح میں سویت دیتے تھے(انصاف نامہ) اگر کوئی شخص دائرہ یا مسجد کے جملہ فقراء کو دعوت دے اور کھانا پکا کر بھیج دے تو جملہ فقیروں میں کھانا علی السویہ تقسیم کر دینا چاہئے۔اگر کسی ایک شخص کو دعوت ہو اور کھانا آجائے تو اس کو اختیار نہیں کہ اپنے سوا کسی دوسرے کو اس میں شریک کرے اس کو چاہے جتنا کھا سکتا ہے کھائے اور بچا ہوا کھانا دعوت دینے والے کے

گھر واپس کر دے (خاتم سلیمانی) حدیث شریف میں ہے اگر کسی فقیر کو دعوت ہو اور وہ عیالدار ہو اور اس میں اتنی قدرت نہیں کہ اپنے عیال کے لئے کھانے کا انتظام کر سکے تو اس کو اہل و عیال کو فاقہ میں چھوڑ کر دعوت میں جا کر اپنا پیٹ بھرنا مناسب نہیں (غنیۃ الطالبین)

عیادت

جو شخص بیمار ہو جائے اس کے پاس مزاج پرسی کے لئے جانا سنت ہے اور آنحضرت ﷺ نے بیمار کی عیادت اور جنازہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری) اور عیادت کے لئے محض ثواب کی خاطر اور خدا کی خوشنودی کے لئے جانا چاہئے۔ اور جب بیمار کے پاس جائے تو اس کو تسکین و تسلی دے اور صحت کی امید دلائے اور بیماری کا ثواب اور فضائل بیان کرے اور اس کی درازئ عمر کے لئے دعا کرے اور اس کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے لیکن اگر بیمار کو اس کے بیٹھنے سے خوشی اور تسکین ہو تو زیادہ بیٹھنا بہتر ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے بیمار کی عیادت کی اس نے جنت میں گھر بنالیا۔ (ترمذی)

تعزیت

ورثاء میت کے لئے پرسہ کرنا اور تین روز تک تعزیت کو جانا مسنون ہے۔ اس کے بعد جانا مکروہ ہے لیکن جو شخص موت کے وقت موجود نہ ہو اس کو جائز ہے اور تعزیت کو ایک بار جا کر دوبارہ جانا اور قبر یا گھر کے دروازے کے پاس تعزیت کرنا بھی مکروہ ہے۔

تہنیت

کسی کے پاس خوشی کا کام ہو تو اس کو مبارک باد دینا اور اس کے اس خوشی میں شریک رہنا بھی سنت ہے۔ جیسے شادی بیاہ، تسمیہ خوانی، بچہ کی پیدائش وغیرہ اور ایسے موقع پر جس دوست یا عزیز کے پاس ایسا کام ہو اس کو تحفہ بھیجنا بھی سنت ہے اور اس شخص کا کام ہے کہ وہ دوسرے دوست احباب اور قریبی رشتہ داروں کو مدعو کرے اور ان کو کھلائے پلائے یا تحفے دے۔

☆☆☆

تیرھواں باب

امر معروف ونھی عن المنکر :

امر معروف ونہی عن المنکر یعنی نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے منع کرنا فرض کفایہ ہے یہ فرض بڑا موکد ہے حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں تم میں سے اگر کوئی شخص کوئی برائی دیکھے تو چاہئے کہ اس کو ہاتھ سے میٹ دے یہ نہ ہوسکے تو زبان سے منع کرے اگر یہ بھی نہ ہوسکے دل سے ہی برا سمجھے اور یہ بہت کمزور ایمان کا مرتبہ ہے (انصاف نامہ) اس لئے اگر عمل نہ بھی ہوسکے تو حق بات کہنا چاہئے کیونکہ حق پوشی کفر ہے (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؒ) دین کے دشمنوں اور ظالموں کے سامنے ہمشیہ حق بات کہنا شجاعت اور بہادری ہے اور حکم شرعی یہ ہے کہ آدمی جو کچھ سیکھے وہ دوسروں کو سکھا دے جو شخص دوسروں کو نہیں کہہ سکتا اس کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنی بیوی ہی سے کہدے تاکہ یہ فرض اس سے ادا ہوجائے (انصاف نامہ) لیکن بعض لوگوں کے پاس امر معروف کرنے والے میں علم زہد اور حسن اخلاق کا ہونا ضروری ہے۔ اور جس نیکی کا حکم دے اس پر خود بھی عمل کرے اور جس برائی سے منع کرے اس سے خود بھی باز رہے۔ اور خدا واسطے نصیحت کرے اور حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ لوگوں کے حسب حال نصیحت کی جائے (سنت الصالحین) اور حاشیہ شریف میں ہے جو خدا کا حکم ہے پہلے خود بجالائے پھر دوسروں کو حکم کرے اور حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ فرماتے ہیں کہ ناصح وہ ہے جو مال وجاہ کی طمع کو کاٹ دے جو عمل آخرت میں کوشاں ہو جو ثمرات عبادت سے متمتع ہو جو قواعد سلوک کا عالم ہو اور جس کے کلام سے خواہشات کا خرمن صحرائے دل میں جل کر خاک ہوجائے نیز فرماتے ہیں ناصح وہی ہے جو آخرت کے کاموں میں جان توڑ کوشش کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ نہ کہ وہ جو دنیا کی طلب میں مثل اس مکھی کے جو شہد میں پھنسی ہوئی ہے پھنسا ہوا ہے ناصح وہی ہے جو عبادت کے ثمر سے برخوردار ہے نہ کہ وہ جو دنیا کی پونجی کا طالب مثل اس کتے کے ہے جو مردار کا طلب گار ہے۔ ناصح وہ ہے جو سلوک کے قواعد کا عالم ہے نہ کہ وہ جو ملوک کی محفلوں میں قائم ودائم ہے۔ ناصح وہ ہے جس کے کلام سے خواہشات نفسانی کا انبار دل کے صحرا سے جل کر بجھے نہ کہ وہ جس کے بیان سے دنیا کی محبت کی آگ اور بھڑک اٹھے۔ (مکتوب ۵۱، ۵۲) بندگی میاں عبدالملک سجاوندیؒ تحریر فرماتے ہیں ”مہدوی

علما لوگوں کو اللہ کی طلب رکھنے اور غیر اللہ کی طلب ترک کرنے کی ہدایت دیتے اور باطن کو دونوں جہاں سے بے تعلق کرنے کا حکم کرتے ہیں (سراج الابصار) پس امر معروف کرنے والے عالم میں یہی صفت چاہئے۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا فرمان ہے ''باز رکھنا باز رہنا ہے اگر تمام عالم باز رہا تو تجھے کیا؟'' (زبدۃ الاسلام) اس سے معلوم ہوا کہ اپنی ذات پر عمل کرنا دوسروں پر حکم کرنے سے بڑھ کر اہمیت رکھتا ہے۔ نقل ہے بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحقؒ فرماتے ہیں کہ بندہ کو آخر زمانے کے مرشد اس حال میں بتلائے گئے ہیں کہ دوزخ کے کھمبوں سے باندھ دئے گئے ہیں اور آگ کی قینچیوں سے ان کی زبانیں کتری جارہی ہیں یہ اس لئے کہ دنیا میں انہوں نے دوسروں کو اچھی بات کہی اور خود عمل نہیں کیا'' (حاشیہ شریف)

مولوی شمسی صاحبؒ العقائد حصہ سوم میں لکھتے ہیں کہ ''جو لوگ شرعی مسائل سے واقف ہوں ان کو چاہئے کہ فعل معروف کا حکم کریں اور فعل منکر کو منع کریں اگر مامور بہ واجب ہے تو اس کا امر بھی واجب ہے اگر مامور بہ مسنون ہے تو اس کا امر بھی مسنون ہے اسی طرح اگر منہی عنہ حرام ہے تو اس کا منع کرنا واجب ہے۔ اگر مکروہ ہے تو اس کا منع کرنا مسنون ہوگا اس کی شرط یہ ہے کہ امر معروف یا نہی عن المنکر سے فتنہ نہ پھیلے۔ اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ اور بغیر ضرورت گھر سے باہر نہ نکلے اور اگر ہلاکت کا اندیشہ ہو تو اس بندہ کو چھوڑ دے''

☆☆☆

چودھواں باب

جھاد فی سبیل اللہ :

دین خدا کی حفاظت اور نصرت کے لئے اجتماعی طاقت کا استعمال جہاد ہے لیکن دوسری غرض جیسے ذاتی یا قومی یا وطنی مفاد کے لئے یا تعصب یا دشمنی کے ساتھ یا کسی دنیوی غرض کے تحت ایسا اقدام جہاد میں داخل نہیں ہے۔ اندھے' لنگڑے' بیمار اور ضعیف العمر لوگوں کو اس میں شرکت معاف ہے۔ اور بلا عذر ایسے جہاد سے بیٹھے رہنا باعثِ نفاق ہے۔ اور عذر یہ ہے کہ عورتوں اور بچوں میں حیلہ نہ بن پڑے اور راستہ سے واقفیت نہ ہو البتہ جہاد جن شرائط کے پائے جانے سے فرض عین ہوتا ہے اور وہ سب صورتیں نہ پائی جائیں تو ترک جہاد کا الزام بھی عائد نہیں ہوتا۔ ظالم اگر ظلم کریں یا دین و مذہب کی توہین کریں غلط فتوے دیں اور مہدویوں کے قتل کے درپے ہو جائیں تو ان صورتوں میں مدافعت کی جاسکتی ہے۔ جہاد میں دشمن پر زیادتی منع ہے جنگ میں ابتداء نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ ابتداء کرنے والا ظالم ہے جو مسلمان اپنی عزت اور ناموس کے لئے مارا جائے وہ شہید ہے (ترمذی' ابوداؤد) اعلائے کلمۃ الحق کے لئے مال خرچ کرنا بھی جہاد ہے۔ مخالفانِ مہدی (کلمہ گویوں) سے اگر قتال واقع ہو تو سوائے ہتھیار کے ان کا اسباب غنیمت سمجھ کر لوٹنا اور ان کے بیوی بچوں کو غلام بنانا اس نے جزیہ لینا ان کو بیگار میں پکڑنا سب حرام ہے (انصاف نامہ) جہاد میں دشمنوں کے مقابلے سے بھاگ جانا نامردی ہے اپنے سے دو چند کافروں کے مقابلے سے بھاگ جائے گا تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا (مالا بدمنہ) عورتیں اگر جہاد میں ساتھ رہیں تو مجاہدین کا کھانا تیار کرنا' زخمیوں کی دوا ڈوری اور بیماروں کی تیمارداری' مرہم پٹی وغیرہ ان کے ذمے رہے گی (مسلم) لیکن ان کا اپنے گھر میں پردہ میں بیٹھے رہنا بھی ان کا جہاد ہے (ابوداؤد) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم جہاد کو سب سے بہتر عمل خیال کرتے ہیں کیا ہم جہاد نہ کریں تو آپ نے فرمایا ''نہیں بلکہ (تمہارے لئے) حج مقبول بڑا جہاد ہے'' (بخاری)

جہاد دو قسم کا ہے جہاد ظاہری جو کفار سے لڑنے کو کہتے ہیں اور جہاد باطنی جو نفس سے لڑنا ہے یہ جہاد جہاد اکبر ہے اور ہر مومن پر اسکی استطاعت کے موافق فرض ہے اور کبھی ساقط نہیں ہوتا۔ دو وہک

تلسی رن میں جھوجھنا ایک گھڑی کا کام نت اٹھ من سے جھوجھنا بن کھانڈے سنگرام

یعنی اے تلسی میدان جنگ میں جہاد کرنا ایک گھڑی کا کام ہے لیکن ہر روز اٹھتے بیٹھتے نفس سے مقابلہ کرتے رہنا بغیر تلوار کے جہاد ہے۔

اپنی خواہشات و اغراض پر دینی اغراض کو ترجیح دینا جہاد بالنفس ہے حضرت رسول خدا ﷺ نے ظالم وجابر حاکم کے سامنے حق بات کہنے کو کبھی احب الجہاد کہا تو کبھی افضل الجہاد فرمایا (طبرانی) اور آپ فرماتے ہیں کہ جہاد چار چیزیں ہیں ''اچھی باتوں کا حکم کرنا بری باتوں سے منع کرنا صبر اور آزمائش کے موقع پر سچ بولنا اور بدکار سے عداوت رکھنا (ابونعیم)

فرائض وسنن کی پابندی کرنا' گناہوں سے پرہیز کرنا' مخالفوں کی مخالفت کے وقت دین خدا پر جمے رہنا' ہجرت' اخراج' ایذا وقتال' فقر وفاقہ' بیماری وغیرہ حالت میں صبر کرنا' احکام دین کی تبلیغ اور ظالموں اور جابروں کے سامنے حق بات کہنا اہل دنیا اور نفس پرستوں سے علیحدگی پسندی اور دل کو التفات غیر سے بچا کر ہمیشہ خدا کی یاد میں لگے رہنا یہ تمام امور جہاد باطنی میں داخل ہیں اور حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''مومن اپنے نفس سے جہاد کرنے والا ہوتا ہے'' (انوارالعیون) اور حضرت رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کیساتھ جہاد کرے'' (ترمذی)

☆☆☆

پندرھواں باب

سننِ نبوی علیہ السلام :

خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا ہے آپ کی اطاعت معنوی آپ کی سنت پر عمل ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''ہمارا مذہب اللہ کی کتاب (قرآن) اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) جو شخص خدا کا راستہ اختیار کرے اس کو چاہئے کہ سیدھے ہاتھ میں کلام مجید اور بائیں ہاتھ میں حدیث نبوی ﷺ کا نور لے کر چلے۔ تو وہ بدعت کی تاریکیوں اور شبہات کے گڑھے سے بچ جائے گا۔ اور سیدھا راستہ چل کر خدا کو حاصل کر سکے گا۔ ورنہ یا تو وہ بدعت کی تاریکیوں میں گرفتار ہوگا یا شبہ کے گڑھے میں ایسا گرے گا کہ اس کو معلوم تک نہ ہوگا (حاشیہ) حضرت مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''سنت پیغمبر عمل پیغمبرؑ ہے'' (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) کم کھانا کم سونا کم بات چیت کرنا، مخلوق سے کم میل جول رکھنا کم ہنسنا، زیادہ زاری کرنا دنیا اور اہل دنیا سے علیحدہ رہنا فرائض کا اپنے وقت پر ادا کرنا ہر کام میں ان کے آداب کا خیال رکھنا، راتوں کو قیام کرنا (گروہ مقدسہ میں رات کا قیام (جس کو نوبت جاگنا کہتے ہیں) فرض ہے) نماز تہجد کا پڑھنا دن میں دوپہر کے وقت قیلولہ کرنا رمضان کے مہینے میں تراویح پڑھنا رمضان کے آخری دہے میں اعتکاف کرنا دعوت قبول کرنا، قبروں کی زیارت کرنا، بیمار پرسی کرنا، تعزیت کرنا، سلام میں سبقت کرنا، تعظیم کرنا، مصافحہ کرنا، معانقہ کرنا، ہاتھ میں عصاء رکھنا، سفر اور حضر میں آئینہ اور کنگھی ساتھ رکھنا، سر کے بالوں میں مانگ نکالنا، داڑھی چھوڑنا، مونچھ کترانا، بغل اور زیر ناف کے بال لینا، ناخن تراشنا، ختنہ کرنا، نجاست سے پاکی حاصل کرنا، مسواک کرنا، نماز جمعہ اور عید کے لئے غسل کرنا، نکاح کرنا، اور خوشبو کا استعمال یہ تمام آنحضرت ﷺ کی سنتیں ہیں۔ اور یہ بات بھی آپ کی عادت میں داخل تھی کہ نماز فجر کے بعد دن کے بلند ہونے تک اور بعض اوقات ڈیڑھ پہر دن کے چڑھ آنے تک اور عصر سے مغرب تک قبلہ رو مصلّی پر بیٹھے ہوئے ذکر خدا میں لگے رہتے (ان دو وقتوں کی حفاظت بروئے آیات قرآنی حضرت مہدی علیہ السلام نے فرض قرار دی ہے) اور آپ کے بعض اخلاق اس حدیث میں ذکر کئے گئے ہیں جو حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ

جانوروں کو چارہ ڈالتے' اونٹ کو باندھتے' گھر میں جھاڑو دیتے' بکری کا دودھ نچوڑتے' نعلین سیتے' کپڑوں میں پیوند لگاتے' خادم کے ساتھ کھانا کھاتے' جب خادم تھک جاتا تو چکی پیسنے میں اسکی مدد کرتے' بازار سے سودا سلف لنگ میں باندھ کر لاتے' فقیر اور امیر چھوٹے اور بڑے کو پہلے آپ سلام کرتے' مصافحہ کرتے' غلام اور آزاد چھوٹے اور بڑے میں دین کے کاموں میں فرق نہ کرتے۔ آپ کا لباس رات دن کا ایک ہی تھا۔ جو خاکسار پریشان حال آپ کی دعوت کرتا قبول کرتے جو کچھ کھانا آپ کے سامنے رکھا جاتا اگرچہ تھوڑا ہوتا اس کی حقارت نہ کرتے' رات کا کھانا صبح کے واسطے اور صبح کا کھانا رات کے واسطے اٹھا نہ رکھتے۔ نیک خو' کریم الطبع' ملنسار' شگفتہ اور متبسم رہا کرتے۔ غم کی حالت میں تیوری نہ چڑھاتے اور تواضع میں ذلت نہ بتاتے آپ کے چہرے سے ہیبت نمایاں تھی۔ بغیر سختی کے سخی تھے بے اسراف' سب کو شفقت کی نظر سے دیکھتے' اور آپ کا دل بہت نرم تھا ہمیشہ سرنگوں رہا کرتے اور کسی سے طمع نہ رکھتے پس جس کو سعادت مندی درکار ہو آپ کی اقتداء کرے (کیمیائے سعادت) اور آنحضرت سرور کائنات ﷺ کے بعضے اخلاق یہ ہیں'' ایسی جگہ پر اقدام جہاں بڑے بڑے پہلوان مقابلے پر تلے ہوئے ہوں ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرنا' اور ہولناک مقامات میں آپ کی ثابت قدمی' سچائی کی پابندی' مدت العمر دنیا سے منہ موڑنے رہنا انتہا درجہ کی سخاوت کہ اپنے لئے ایک دن کی قوت سے زیادہ روک نہ رکھا تو انگروں سے بے نیازی' فقیروں کے ساتھ تواضع' صلہ رحمی' مشقت اٹھانا' مہمان کی مہمانداری' مصیبتوں میں حق کی مدد کرنا' وعدہ کی پابندی' اللہ کی عبادت کا حکم کرنا (سراج الابصار)

☆☆☆

سولھواں باب

ترکِ دنیا کا بیان :

ولایت کے فرائض میں ترک دنیا سب سے پہلا فرض ہے حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''ترک دنیا کے سوا ایمان نہیں ہے'' (مخزن الولایت) نیز آپ کی نقل سے واضح ہے کہ دنیا کی زندگانی کا وجود کفر ہے یعنی جان سے جینا کہ اس کو ہستی اور خودی کہتے ہیں'' اموال اور اولاد اور ان کے سوا دوسری چیزوں کا نام حیات دنیا رکھا ہے۔ جیسا کہ عورتیں بچے مال' حیوانات' زراعت' تجارت' عمارتیں' ملبوسات اور ماکولات وغیرہ جو شخص ان کا ارادہ رکھے اور ان سے محبت کرے اور ان میں مشغول ہو وہ کافر ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے شخص کی صحبت میں رہے یا اس کے گھر جائے یا اس سے الفت رکھے اس کی نسبت حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ''وہ ہم سے نہیں اور آن محمد ﷺ سے نہیں اور آن خدا سے نہیں'' (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؒ)

حضرت رسول خدا ﷺ سے بھی بہت سی حدیثیں دنیا کی مذمت میں مروی ہیں۔ آپ نے دنیا کی محبت کو تمام گناہوں کا سر فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں (انصاف نامہ) اور بعض حدیثیں ایسی ہیں جن میں فقر و درویشی کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اور فقیروں سے محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے (مسلم و ترمذی) خود اپنے لئے آپ نے فقیرانہ زندگی کو پسند کیا۔ اور فرمایا جو کوئی دنیا کو ترک کر دے اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ثواب دے گا جیسا شہداء کو دیتا ہے (تنویر الابصار) اور ارشاد فرمایا جب اللہ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے اس طرح روکتا ہے جیسے تم میں کوئی شخص بیمار کو پانی سے روکتا ہے (ترمذی) اسی سے ترک دنیا کی فضیلت اور اہمیت ثابت ہوتی ہے قرآن کا بھی اکثر حصہ دنیا کی مذمت اور لوگوں کو دنیا سے پھرا کر آخرت کی طرف بلانے پر مشتمل ہے بلکہ انبیاء کا اصل مقصود و غرض بعثت یہی ہے اس لئے وہ منصب نبوت پر فائز ہوتے ہی طلب معاش کو چھوڑ کر تبلیغ و رسالت کے لئے وقف ہو جاتے تھے اور دنیاوی ضروریات کے لئے خدا پر توکل اختیار کر لیتے بہت سی روایتیں ایسی ہیں جو ان کے حالات میں فقر و درویشی سے متعلق ملتی ہیں۔ حکایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سفر میں ایک ایسے آدمی کے پاس سے گذرے جو کمبل اوڑھے سو رہا تھا آپ نے اس کو جگایا اور فرمایا اے سونے والے اٹھ اور خدا کا ذکر کر اس نے کہا آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ میں نے دنیا کو اس کے اہل کے لئے چھوڑ دیا ہے آپ نے فرمایا اے دوست با فراغت سو جا (احیاء العلوم)

دنیا کیا ھے ؟

علمائے متکلمین کے پاس دنیا کا ارادہ رکھنا اسکو پسند کرنا اموراخروی پر امور دنیاوی کو ترجیح دینا اور اس کی محبت میں مغرور مطمئن ہوکر دین کو لہوولعب بنالینا اور اس کو آخرت کے بدلے مول لینا دنیا ہے۔

علمائے محققین نے خدا سے غفلت اور ماسوی اللہ اور اپنی ہستی وخودی کو دنیا کہا ہے (تنویر الابصار) حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان کی رو سے متاع حیات دنیا کا ارادہ رکھنا ان سے محبت کرنا اور ان میں مشغول ہوجانا دنیا ہے اور ان چیزوں کے ارادے سے دل کو بچائے رکھنا اور ان سے دلبستگی اور محبت نہ رکھنا اور ان میں مشغول ہوجانے سے باز رہنا ترک دنیا ہے۔ یہاں تک کہ کسب معیشت اور روزی حاصل کرنے کی تدبیروں کو بھی چاہے وہ جائز طریقے اور حدود کسب کی پابندی کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو چھوڑ دے اور ہمارے پاس یہی عمل بالتواتر رہا ہے۔

ترک دنیا کے مراتب

ترک دنیا کے کئی مراتب ہیں پہلا یہ ہے کہ دل سے دنیا کا ارادہ نہ رکھے۔اس کو پسند نہ کرے اور آخرت کے مقابلے میں دنیاوی کاروبار کو ترجیح نہ دے اور اسکی محبت میں مغرور و مطمئن ہوکر دین کو لہوولعب نہ بنالے اور نہ آخرت کے بدلے دنیا کو مول لے بلکہ دنیا اور اسباب دنیا سے دلی لگاؤ نہ رکھے۔اور کاروبار دنیا میں مشغول ہوکر خدا کو بھول نہ جائے۔ بلکہ جو کام خدا سے غفلت کا سبب ہو اس کو حرام سمجھ کر ترک کرے مال حرام اور شبہ کی چیزوں سے پرہیز کرے اوامر کا پابند اور نواہی سے باز رہے۔

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ رزق کے معاملے میں تقدیر الٰہی پر راضی ہوجائے اور اپنے آپ کو صرف عبادت الٰہی کے لئے وقف کردے اور یکسوئی اور یک جہتی کے ساتھ ذکر وفکر میں لگا رہے جیسا کہ حضرت بندگی میاںؒ فرماتے ہیں کہ "مومن رزق کی طلب میں اللہ کی حضوری چھوڑ کر کسی چیز میں مشغول نہیں ہوتا" (المعیار) شعر

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن بیٹھے رہے تصوّرِ جاناں کئے ہوئے

تیسرا یہ کہ ماسوی اللہ کو اور اپنی ہستی کو ترک اور اپنے میں پنے کو ملیامیٹ کردے اور اپنی ذات خدائے تعالیٰ کے حوالے کردے اور کسی کے ساتھ مشغول نہ رہے یہاں تک کہ اس کا ہر ارادہ ہر کام خدا ہی کے لئے ہو ترک دنیا کا یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے۔

کسب کی اجازت اور اس کے حدود

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’طلب دنیا کفر اور طالب دنیا کافر‘‘ اس لحاظ سے ترک دنیا‘ دنیا کی طلب سے باز رہنے کا نام ہے جو شخص دنیا کی طلب میں مبتلا نہ ہو کر تن پروری اور نفس کی خواہش کے تحت نہیں بلکہ محض اللہ کے لئے عبادت میں تقویت حاصل کرنے کی غرض سے کسب کرے اس کو طالب دنیا نہیں کہنا چاہئے۔ البتہ جو شخص کسب کے شرائط بجا نہ لائے اور فخر وریا اور دنیوی ریاست کی طلب رکھے یا کھانے پینے یا فائدہ حاصل کرنے کسب کرے تو ایسے لوگ دنیا کے طالب ہیں (معرفت المصدقین) اور قوت لایموت اور ستر عورت کے سوا محض آسائش تن اور راحت نفس کے لئے اور فخر وریا اور دنیاوی تکبر کی خاطر جو کسب کیا جائے اس کو حضرت مہدی علیہ السلام نے کفر کہا ہے (مکتوب قاضی منتجب الدینؓ) لیکن جو کسب بجا آوری احکام کے ساتھ ہو حضرت مہدی علیہ السلام نے اس کو روا رکھا ہے (نقلیات میاں سید عالمؒ) اور اس میں یہ حکمت ہے کہ بتدریج مراحل فقیری طے ہوں اس لئے دنیا کو ترک کرنے سے پہلے کچھ کسب کر کے ترک دنیا کرنا بغیر کسب کے ترک دنیا کرنے سے افضل ہے۔ (اخبار الاسرار) اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے ظہر کا وقت دن ڈھلے سے ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی سے دوچند ہونے تک ہے لیکن موسم گرما میں اس میں تاخیر مستحب ہے۔ اور جو شخص اپنے ضعف نفس یا کمزور ارادہ کی وجہ ترک دنیا کے بعد اس کے حدود کی پابندی نہ کر سکے یا فقر وفاقہ کی تاب نہ لا سکے اس کے لئے پہلے کسب کرنا ہی اولیٰ ہے جب تک کہ وہ حدود دائرہ کی پابندی کا اہل نہ ہو جائے جیسے کہ جو شخص روزہ کی طاقت نہیں رکھتا اس کو افطار کی اجازت ہے جب اس کو روزہ رکھنے کی طاقت حاصل ہو جائے تو اس پر روزہ کی ادائی اور قضاء واجب ہو گی۔ لیکن کاسب کو چاہئے کہ خدا کی عبادت میں لگے رہنے ادائی اوامر پر تقویت حاصل کرنے اور نواہی سے باز رہنے کی نیت رکھے (حاشیہ) حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ’’مومن کو کسب جائز ہے مومن بن کر کسب کرنا چاہئے اور قرآن میں غور کرنا چاہئے کہ مومن کس کو کہتے ہیں‘‘ (نقلیات میاں عبد الرشیدؒ) نیز آپ نے فرمایا ’’جس کو پیغمبروں کا مقام ہو شاید وہ کسب کر سکے کہ اس کے حدود کی حفاظت کر سکے گا‘‘ (حاشیہ شریف) اور کسب کے حدود آپ نے یہ بیان فرمائے ہیں کہ ’’خدا پر توکل کرے اور کسب پر نظر نہ رکھے۔ پانچ وقت کی نماز جماعت سے پڑھے۔ ذکر دوام کرتا رہے‘ کمانے میں حرص نہ کرے‘ قوت لایموت اور ستر عورت کی

نیت رکھے' عشر پورا پورا نکالے' بندگان خدا کی صحبت میں رہے' اپنی ذات پر ہمیشہ ملامت کرتا رہے' دونوں وقتوں کی حفاظت کرتا رہے یعنی عصر سے عشاء تک اور فجر سے دن نکلنے تک' اذاں کے بعد کام نہ کرے اگر کرے گا تو وہ کسب حرام ہوگا۔ جھوٹ نہ بولے جو احکام قرآن مجید میں وارد ہیں ان پر عمل کرے اور نواہی سے پرہیز کرے'' جو کا سب ان حدود کی حفاظت کرے گا حسب فرمان حضرت مہدی علیہ السلام خدائے تعالیٰ اس کو ترک دنیا کی توفیق عطا فرما کر اپنے دیدار سے مشرف کرے گا لیکن جو شخص ان حدود کو توڑے گا اس کے متعلق آپ نے فرمایا اس کو ایمان ہونا محال ہے''(حاشیہ شریف)

ترکِ دنیا کے شرائط

متاع حیات دنیا میں مشغول ہونے سے باز رہنا یعنی ترک معیشت کرنا ظاہری ترک دنیا ہے اس کے شرائط یہ ہیں ترک تدبیر' ترک تردد' ترک میراث' ترک تعین' ترک برات' ترک سوال ان میں اول الذکر پانچ شرائط کا ذکر بندگی میاں سید میرانجیؒ نے رسالہ فرائض میں ترک حیات دنیا کے تحت کیا ہے۔ اور سوال چونکہ شکنندۂ فقیری ہے اس لئے ترک سوال بھی ترک دنیا کی شرط ہے لیکن اس عمل سے پیشتر ممنوعات شرعیہ سے جسم و دل کی طہارت حاصل کرنا اور تمام گناہوں سے توبہ کرنا ضروری ہے یہ شرط ایسی ہی ہے جیسے نماز کے لئے طہارت۔ اگر ترک دنیا کے بعد کوئی شخص گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو جائے یا روزی حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ اختیار کرے تو اس کی ترک دنیا باقی نہیں رہے گی۔ جیسے وضو کے ٹوٹنے یا ارکان نماز سے کسی رکن کے فوت ہو جانے سے نماز باقی نہیں رہتی۔

متاع حیات سے محبت نہ رکھنا دل سے متعلق ہے اس کو ترک علائق کہتے ہیں اور متاع حیات دنیا کے ارادے سے دل کو بچائے رکھنا ترک خودی وہستی ہے اور اس کا تعلق جان سے ہے کہ خودی وہستی جان سے جینے کو کہتے ہیں یہ باطنی ترک دنیا ہے یہ دونوں شرائط ترک دنیا کے لئے ایسے ہی ہیں جیسے نماز کے لئے خشوع وخضوع اور حضور قلب۔

توبہ

ترک دنیا سے پیشتر تمام گناہوں سے توبہ کرنا ترک دنیا کے لئے تیاری کرنا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے''توبہ ترک دنیا ہے'' اس سے ترک دنیا اور توبہ کا ایک دوسرے پر لزوم ثابت ہوتا ہے۔

ترک دنیا صرف توبہ کا ہے نام گر نہ ہو توبہ تو ہے یہ نا تمام

نیز آپ فرماتے ہیں ''جو شخص دنیا کو ترک کردے وہ ایسا ہے جیسا کہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا'' اس میں ایسے شخص کے لئے جو تائب ہو کر دنیا سے علیحدہ ہو جائے تمام گناہوں سے معافی کی بشارت ہے ہماری گروہ میں یہ طریقہ ہے کہ ترک دنیا کے پیشتر مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر جن گناہوں پر شرعی تعذیر ہے ان کی حد کھاتے ہیں جب میاں جلالؒ نے ترک دنیا کا ارادہ کیا اور اپنے جو کچھ گناہ تھے بندگی میاں سید نور محمدؒ کے سامنے عرض کئے تو آپ نے فرمایا درّے کھانا چاہئے وہ راضی ہوئے'' (نقلیات میاں سید عالمؒ) پس جو شخص ترک دنیا کا ارادہ کرے اس کو چاہئے کہ تمام گناہوں کو چھوڑ دے اور جملہ فرائض بجالائے ساری عمر اس پر قائم رہے اور ایام گذشتہ کا تدارک کرے یعنی جتنے فرائض فوت ہوئے ہیں ان کی قضاء کرے یا ان کا کفارہ دے کہ یہ باتیں توبہ کی شرائط ہیں۔

کفارہ

جس شخص کے ذمے قضا نمازیں اور روزے وغیرہ واجب الادا ہیں تو اس کی قضا اس کے لئے ترک دنیا کے پیشتر نہایت ضروری ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی جملہ فوت شدہ نمازوں کا حساب کر کے اس کی قضاء پڑھے اور جو طریقہ اس کے لئے سہولت بخش ہو وہ اختیار کرے یا روز آنہ پانچ وقت کی نماز اور وتر بر وقت واحد قضاء پڑھے یا ہر نماز کے ساتھ اس کی قضاء بھی پڑھ لے یا ان کی تعداد یاد نہیں ہے تو تین سال کی نمازیں قضا پڑھے اور جس کے ذمے رمضان کے روزے ہوں وہ ان کا حساب کر کے قضا رکھ لے اسی طرح زکواۃ اور اپنی آمدنی کے عشر کا حساب کر کے اگر اس کی قدرت ہو تو ادا کردے اور حج کے لئے استطاعت ہو تو اس کی ادائی کرے اگر یہ نہ ہو تو حج زکواۃ اور روزوں کے بدلے تین ساٹھ (دو دو مہینے کے روزے رکھے) او رقضا شدہ نمازوں کے بدلے قرآن پاک للہ دیدے اور یہ تین ساٹھ کے روزے یا تو ایک ہی سال میں رکھ لے یا پھر ہر سال دو دو مہینے کے روزے رکھے اور مردے کی ساٹھی عمر قضا میں جس طرح کلام اللہ دینے کا طریقہ ہے اس طریقہ پر قرآن پاک مرشد کے پاس دے اگر روزے رکھنا دشوار ہو تو پھر اسی طرح اپنی ساٹھی آپ ادا کرے جس طرح کسی میت کے ورثاء اس کی ساٹھ عمر قضا ادا کرتے ہیں۔

ترک دنیا کا طریقه اور عمل

ترک دنیا کا طریقہ یہ ہے کہ طالب مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر یا اگر مرشد موجود نہیں ہے تو مومنین

صالحین کی جماعت میں تین بار یہ اقرار کرے کہ ”میں نے تمام گناہوں سے توبہ کی اور خدا کے لئے دنیا کو ترک کیا“ اگر کوئی بھی موجود نہ ہو تو خود ہی زبان سے اقرار اور دل میں عہد کرے اور روزی حاصل کرنے کے تمام وسائل چھوڑ دے ترک علائق اور ترک خودی کرے اور فقیری لباس پہن لے۔

جو شخص بوجہ زیادتی مرض زندگی سے مایوس ہو جائے اگر وہ غیر تارک ہے تو اس کو حالت ہوش میں غرغرہ لگنے سے پہلے ہی ترک دنیا کر دینا چاہئے۔ یا جو لوگ اس کے تیماردار ہیں وہ اس کو ترک دنیا کی ترغیب دلا کر یہ فرض اس سے ادا کرا دیں۔

جو مریض بوجہ زیادتی مرض زبان سے ترک دنیا کا اقرار نہیں کر سکتا اس کا شہادت کی انگلی اٹھا کر یہ گواہی دینا کافی ہے کہ میں نے خدا کے اس حکم کو ادا کیا۔

ہر مصدق کا فرض ہے کہ جب تک وہ ترک دنیا نہ کرے ترک دنیا کا خیال اور شوق دل میں رکھے اور اپنی ذات پر ملامت کرتا رہے۔ اور یہ افسوس کرتا رہے کہ میں نے اب تک ترک دنیا کی سعادت حاصل نہیں کی اور دل کو دنیا کی محبت سے بچائے رکھے۔ اور اس بات کو نہ بھولے کہ خدائے تعالیٰ جس کے حق میں خیر کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کو ترک کر دیتا ہے (سراج الابصار)

ترک معیشت

ترک معیشت کے معنی ہیں وسائل رزق کا چھوڑنا وسائل رزق میں تدبیر، وتردد، حصول میراث، تعین وبراءت اور کسی سے سوال کرنا داخل ہیں ان باتوں سے اجتناب ہی ترک دنیا کی عملی صورت اور شرط فقیری ہے کہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں کہ ترک تدبیر و معیشت کو ترک دنیا کہتے ہیں۔

ترک تدبیر

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”ترک دنیا ترک تدبیر ہے“ (شرح عقیدہ) تدبیر رزق میں کسب بھی داخل ہے جو اگر چہ کہ جائز ہے لیکن فقیری کا اقرار کرنے والے پر اس کی اباحت باقی نہیں رہتی جیسا کہ کھانا پینا جائز ہے لیکن روزہ رکھنے والے کے لئے ایک وقت مقرر تک ان مباح اشیاء کا استعمال حرام ہو جاتا ہے۔ اس کی بنا اس اندیشے پر ہے کہ وہ دنیا کی طلب میں نہ پڑ جائے اس کی تصدیق اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ شریعت نے جن کاموں کو حرام قرار دیا ہے ان برائیوں تک جانے والے تمام راستے اور

دروازے بھی بند کردینے کی کوشش کی ہے۔اوراس فرض کے لئے بعض مباح امور کو بھی خاص موقعوں پر قطعی ناجائز قرار دیا ہے۔ چونکہ دنیا مردار ہے اس لئے اس تک پہنچنے کی جملہ راہیں تارک الدنیا کے لئے کسب وغیرہ رزق حاصل کرنے کے ذرائع کو ناجائز قرار دے کر مسدود کردی گئی ہیں۔پس ترک دنیا کے بعد جوشخص محنت مزدوری یا کوئی تدبیر کرے اسکی فقیری باقی نہیں رہتی اس کو دائرہ سے نکال دینا چاہئے۔بندگی میاں شاہ نعمتؒ اور بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؒ نے مزدوری کر کے گذر کرنے والی عورتوں کو اپنے اپنے دائرہ سے نکال دیا ہے۔(پنج فضائل، تذکرہ المرشدین) البتہ حالت اضطرار میں ایک دوروپیہ کی مزدوری یا شہ گدائی کی اجازت ہے (انصاف نامہ) اور کراہیت کے ساتھ بھیک مانگنے کو شہ گدائی کہتے ہیں فقیر کے لئے پیسہ دو پیسہ کی مزدوری سے شہ گدائی بہتر ہے۔کیونکہ اس سے پشیمانی پیدا ہوتی ہے (انصاف نامہ)

اگر کسی کو بھیک مانگنے سے حیا مانع ہو تو وہ مزدوری کرے لیکن جوشخص پے درپے تین دن روزی کی تدبیر کرے وہ طالب دنیا ہے (نقلیات میاں سید عبد الرشیدؒ) یہ اجازت محض رفع اضطرار کے لئے ہے۔ ایسا کسب نفس غیر کے لئے بھی درست اور جائز ہے جیسے کہ بندگی میاں شاہ نعمتؒ کے فقراء سفر حج کے موقع پر راستہ میں فاقہ کی وجہ کمزور اور بے طاقت ہوگئے تو آپ ایک بڑی مشک سے پانی لا کر قافلے کے لوگوں کو پلاتے اور جو کچھ بھی ملتا اس سے اپنے فقیروں کو کھلاتے (پنج فضائل) حالت اضطرار میں محنت مزدوری کی اجازت کی بنا پر بزرگوں کے زمانے میں کم ہمت فقرا جو تین دن کے بعد بھوک کی تاب نہیں لاسکتے تھے جنگل میں جاتے لکڑیوں کا گٹھا اٹھالاتے اور دائرہ میں فروخت کر کے گذر کی صورت پیدا کر لیتے جس سے کچھ سہارا ہوجاتا (حدود دائرہ) جوشخص فاقے پر صبر کرے یہاں تک کہ مرجائے تو اس کا یہ فعل عالیت ہوگا حالت اضطرار میں پیسہ دو پیسے کی مزدوری یا شہ گدائی عمل رخصت ہے۔(انصاف نامہ) بحالت فاقہ گھر کی کسی چیز کا بیچ کر اپنی ضرورت کو رفع کرنا جائز ہے اور داخل تدبیر نہیں (انصاف نامہ)

ترک تردّد

تردد شک یا فکر کرنے یا آمدورفت رکھنے کو کہتے ہیں۔فقیر کو اپنی روزی کے لئے کسی قسم کی فکر کرنا جائز نہیں اور رزق غیب میں شک کرنا بھی حرام ہے (انصاف نامہ) کسی کے پاس اس فکر سے آمدرفت رکھنا کہ ممکن ہے وہ کچھ مدد کردے یا کھانا کھلادے مطلق جائز نہیں اگرچہ کہ ایسا جانا کسی دوسرے بہانے سے ہی کیوں نہو کیونکہ رزق کے لئے تونگروں سے طمع رکھنا اوران کے گھروں کو جانا منع ہے۔اوران سے کسی قسم کی

خواہش کرنا حرام ہے۔ جو فقیر اہل دنیا کی طرف میل کرے اس کی مدد کی ممانعت ہے ایسی مدد کرنا بدعت وخلاف روش حضرت مہدی علیہ السلام ہے (انصاف نامہ) حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ لوگوں کے پاس اپنی حاجت مت لے جاؤ نوشتہ تقدیر پر راضی رہو (انصاف نامہ) جو فقیر کسی مالدار کے گھر جائے مرشد کو چاہئے کہ اس کو دائرہ میں آنے نہ دے۔ جب تک کہ وہاں نہ جانے کا سخت عہد نہ کرے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) جو شخص کسی ضرورت سے یا مرشد کے بھیجنے پر اہل دول کے گھر جائے اور وہ شخص کچھ گذرانے تو قبول نہ کرے اگر بہت کوشش کرکے دے تو پھر کبھی اس کے گھر نہ جائے (انصاف نامہ) اپنے اہل نفس سگوں کے ساتھ بھی ان کی قرابت کے خیال سے میل جول رکھنا اوران کے پاس جانا آنا فقیر کے لئے جائز نہیں جب تک کہ وہ بھی دنیا کو ترک نہ کردیں (انصاف نامہ) موافقین کو چاہئے کہ جو فقراء گھر کو آئیں ان کو کوئی چیز نہ دیں ان کو ذلیل نہ کریں خدا کی راہ میں دینا چاہے تو ان فقیروں کو دیں جو خدائے تعالیٰ پر توکل کرکے مخلوق سے بے پرواہ ہوگئے ہیں" (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) جو شخص روزی کی فکر میں موافقین اوراہل دنیا کے گھر جانے آنے کا عادی ہوجائے اوراپنی اس عادت سے باز نہ آئے تو اس سے فقیری کی حد ٹوٹ جاتی ہے۔اور گروہ مہدی کی صفت یہ ہے کہ مخلوق سے اپنے نفس کو محظوظ نہیں کرتے (انصاف نامہ) جو فقرائے دائرہ کاسبوں اور دنیاداروں کے گھر جاتے ان کو بزرگان دین یا تو دائرہ سے نکال دیتے یا ان کو سخت ملامت کی جاتی ایک دفعہ حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؒ کے دائرہ عالیہ کی باندیاں پہچان رکھنے والی کاسب عورتوں کے گھر جاکر چھاچ لانے پر آپ نے ان کو بہت دھمکایا اور ہنڈیاں پھڑوادیں (معارج الولایت) اہل دنیا کے گھر آمدورفت رکھنے والے موافقان مہدی کو ہدایت ہے کہ "جو فقیر تمہارے یہاں آوے اس کے ساتھ معاملہ مت کرو تاکہ اس کو عادت نہ ہوجائے (انصاف نامہ) نقل ہے کہ ایک شخص فتح خاں کے پاس گیا (جو ایک امیر آدمی تھا) اور کہا میں بھیلوٹ سے (جہاں حضرت ثانی مہدیؓ کا دائرہ تھا) آیا ہوں فتح خاں نے اپنے آدمیوں سے کہا اس کو مارو اور خود بھی کھڑا ویں لے کر دوڑا اوراس کو مارنے لگا بعض لوگوں نے کہا فقیر کو کیوں مارتے ہو کہا اس کے بعد کوئی شخص وہاں کا (دائرہ بھیلوٹ کا) نام غلطی سے نہ لے (انصاف نامہ)

ترکِ میراث

میراث مردے کا مال ہے جو وارثوں کے ہاتھ آئے اگر کسی فقیر کا کوئی اہل نفس سگا مرگیا چاہے وہ اس کا

باپ بھائی اور بیٹا کیوں نہ ہو اور اس کی جائیداد کا کوئی حصہ بطور وراثت کے اس فقیر کو پہونچا تو اس کو قبول کرنا جائز نہیں اور اپنا حق جتا کر اس کو حاصل کرنے کی کوشش حرام ہے۔ اگر وہ سگا تارک الدنیا تھا اور اس نے کچھ مال چھوڑا اور وراثت کے طور پر کسی فقیر کو ملا تو اس کو قبول کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی فقیر مر جائے اور کچھ مال چھوڑے تو اس کے اہل نفس ورثا اس مال کے مستحق نہ ہوں گے لیکن اگر ان کا کوئی وارث تارک الدنیا فقیر ہے تو وہ اس مال سے حصہ پا سکتا ہے (انصاف نامہ)

ترک میراث کی نظیر دور نبوت میں بھی ملتی ہے چنانچہ حضرت ابو عبداللہ محاسبیؒ نے اپنے باپ کے ترکے سے جو ستر ہزار درہم پر مشتمل تھا ایک درہم بھی قبول نہیں کیا حالانکہ آپ سخت محتاج تھے (تذکرۃ الاولیاء)

ترک تعین

تعین مقررہ آمدنی کو کہتے ہیں وظیفہ' منصب' آمدنی' اوقاف' مکانات کا کرایہ' زمینات کا قول وغیرہ اس میں داخل ہیں کسی شخص کی جانب سے کسی فقیر کو کھانا کپڑا' پیسہ مقرر ہونا بھی تعین میں داخل ہے۔ اور ایسا تعین ممنوع ہے جس شخص کو مقررہ آمدنی ہو وظیفہ یا مکانات کا کرایہ وغیرہ تو ایسے تعین خوار کے لئے شرط یہ ہے کہ کسی کی فتوح قبول نہ کرے ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرتا رہے اور عشر پورا پورا نکالے (انصاف نامہ) کسی نے حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں اجازت چاہی کہ تعین کو ترک کر دیتا ہوں حضرت نے فرمایا خدا کو چاہو لیکن آپ بیان کے موقع پر ہمیشہ تعین کو لعین فرماتے اور تعین کھانے والے ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرتے تھے (حاشیہ) مجلس علمائے مہدویہ ہند نے یکم صفر ۱۳۷۷ھ کو ایک فتویٰ شائع کیا ہے کہ "ترک دنیا بلا حصول تعین عالیت ہے" جس سے ظاہر ہے کہ فقیر کے لئے تعین کھانا عمل رخصت ہے۔ منقول ہے کہ اگر کسی شخص کا کہیں وظیفہ ہوتا اور حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے اجازت طلب کرتا کہ وہاں جاتا ہوں اور خوندکار اجازت دیں تو لاتا ہوں آپ اجازت دیتے (انصاف نامہ) حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں بعض صحابہ تعین خوار تھے انہوں نے کبھی سویت قبول نہیں کی اور نہ کبھی فتوح لی (انصاف نامہ) فقراء کے لئے وظیفہ کے حصول کے جواز پر حضرت افضل العلماء مولانا سید نجم الدین صاحب نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ "ترک تعین عالیت ہے اور تعین خواہ وہ وظیفہ حسن خدمت کیوں نہ ہو رخصت ہے" (نورحیات ۱ گسٹ ۱۹۷۳ء) فقیر تعین خوار کو اگر اس کا مرشد پڑوس کا حق سمجھ کر سویت میں حصہ دے تو لے لینا جائز ہے۔ (حاشیہ)

ترک برأت

برأت اس کاغذ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ روپیہ خزانہ سے وصول ہوا یسے کاغذ کا وصول کرنا یا اپنے پاس رکھنا فقیر کے لئے جائز نہیں (خاتم سلیمانی) وظیفہ منصب انعام کے فارمس یا کسی شخص کا کوئی چٹھی دینا جس کو بتا کر کہیں سے کچھ پیسہ وصول کرلیں برأت میں داخل ہے اور برأت بھی تعین کی ایک صورت ہے۔

ترک سوال

عمر بھر میں تین وقت سے زیادہ سوال کرنا حرام مطلق ہے سوال کی تین صورتیں ہیں قولی' فعلی اور حالی یہ تینوں صورتیں ممنوع ہیں سوال قولی زبان سے مانگنے کو کہتے ہیں فعلی سوال ریاضت اور فقر وفاقہ کا اظہار ہے اور حالی سوال اپنی شکستگی اور غربت لوگوں کو بتانا کسی سے کوئی چیز چاہے وہ کتنی ہی کم مقدار میں کیوں نہ ہو طلب کرنا سوال میں داخل ہے چاہے نمک ہو یا پانی یا لکڑی خدا سے دعا مانگنا اور اپنی حاجت کی چیزیں اس سے طلب کرنا جائز ہے (حاشیہ) حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں اگر تو دنیا چاہے تو خدا سے چاہ عقبیٰ چاہے تو خدا سے چاہ اور اگر خدا چاہے تو خدا سے چاہ (مکتوب میاں شیخ مصطفیٰ نمبر ۴۲)

اگر کسی سے کوئی چیز عاریتاً لے کر پھر واپس کر دی جائے جیسے دیگ' پیالہ' کلہاڑی' رسی' کدال' ڈول وغیرہ تو ایسا مانگنا جائز اور مباح ہے (آداب الفقراء) جو شخص فاقہ سے مضطر ہو جائے اس کو بھی سوال مباح ہے۔ حضرت بندگی میاں سید سلام اللہؒ نے ایک دفعہ مکہ معظّمہ میں جب کہ اصحاب حضرت مہدی علیہ السلام پر سخت فاقہ تھا شریف مکہ سے کچھ سکہ ابراہیمی طلب کر کے لا کر اس کی آش بنا کر حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں پیش کی تو آپ نے استعمال تو نہ فرمایا البتہ فقراء کو کھانے کی اجازت دی (مطلع الولایت) حضرت مہدی علیہ السلام کے حج سے واپسی کے وقت کشتی میں صحابہ پر اضطرار رہا تو میاں سید سلام اللہؒ نے عرض کیا اس جہاز میں لوگوں کے لئے گنجی اور پانی مقرر ہے اجازت ہو تو لیتا ہوں فرمایا اگر تم مضطر ہو گئے ہو تو روا ہے'' (مولود میاں عبدالرحمٰنؒ) ایسی شدید حاجت کے درپیش ہونے پر جس کو پورا نہ کرنے کی صورت میں ہلاکت کا ظن غالب ہو سوال مباح ہے جیسے کسی بیمار کو دوا کی ضرورت کا ہونا کہ اگر اس کو دوا کا استعمال نہ کرایا جائے تو ہلاکت کا ظن غالب ہے (آداب الفقراء) ادائی قرض کے لئے جب اس کی ادائی کی کوئی صورت نہ ہو اور قرض خواہ پریشان کر رہا ہو تو سوال مباح ہے مسافر کے لئے جب زادراہ ختم ہو جائے سوال کی اجازت

ہے عالیت یہ ہے اگر کوئی متوکل مضطر ہو جائے تو مردار کھالے مگر سوال نہ کرے(شواہد الولایت) اگر کوئی بغیر اضطرار کے سوال کرے ایسا سوال شکنندہ فقیری ہے(تذکرۃ المرشدین)

ترکِ علایق

علایق علاقہ کی جمع ہے علاقے کے معنی لگاؤ کے ہیں ترک علایق سے مطلب دنیاوی اسباب سے جن کو متاعِ حیات دنیا کہتے ہیں دلی لگاؤ میٹنے کا ہے اور متاع حیات دنیا میں عورتیں' بچے' مال و دولت' حیوانات' زراعت' تجارت' عمارتیں' ملبوسات اور ماکولات یعنی کھانے پینے کی چیزیں داخل ہیں۔(نقلیات میاں سید عبدالرشیدؒ) ان چیزوں سے محض خدا واسطے اور بقدر ضرورت تعلق رکھنا جائز ہے۔اس کے آگے حرام اور باعث کفر ہے۔بشرطیکہ ان کے ساتھ مشغول رہنا خدا سے غفلت کا سبب بن جائے۔شعر

چیست دنیا از خدا غافل بدن	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

یعنی دنیا کیا ہے؟ خدا سے غفلت ہی دنیا ہے نہ کہ سونا چاندی' عورت' بچے۔حدیث شریف میں ہے کہ" دنیا اور جو کچھ بھی دنیا میں ہے سب ملعون ہے مگر وہ جو خدا کے لئے ہو"(تنویر الابصار)

عورتیں

عورتوں سے محض خدا کے لئے تعلق رکھے ان کی محبت میں حد سے گذر کر خدا کو بھول جانا کفر وطغیان ہے ترک دنیا کے بعد اپنی عورت کو اختیار دیدے جیسا کہ حضرت میاں بھائی مہاجرؒ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں جاتے وقت اپنی بیوی کو ان کا اختیار دے دیا تھا(حاشیہ) اگر عورت نے دنیا کو ترک نہیں کیا تو اس سے تعلق نہ رکھے لیکن اگر اس نے بھی خدا کی طلب اختیار کی اور دنیا کو چھوڑ دیا تو اس کو رکھ لے حضرت بندگی ملک حمادؓ نے جب ترک دنیا کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنی بیوی سے کہا تمہارا اختیار تم کو حاصل ہے مگر آپ کی اہلیہ محترمہ نے آپ کے ساتھ رہ کر راہ خدا کے اختیار کرنے کو ترجیح دی پھر آپ اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی خدمت میں آگئے(حاشیہ) عورت کے طالب خدا ہونے کے باوجود اس سے علیحدگی خلاف حکم مہدی علیہ السلام ہے۔نقل ہے کہ کسی نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا عورت بچے مجھے تفرقہ میں ڈال رہے ہیں اگر اجازت ہو تو ان کو علیحدہ کر دوں حضرت نے فرمایا ان کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں جاؤ خود سے علیحدہ مت کرو خدا تم کو بہت اجر

دے گا ان کی خاطر صبر کرو یہ بہت بڑا کام ہے (حاشیہ) نیز نقل مہدیؑ ہے فقیر مہاجر کا ہر فعل اور امور معیشت کی انجام دہی یعنی پانی لانا، لکڑی پھوڑنا، کھانا پکانا، دیگداں کے نیچے آگ جلانا اور اپنے سر یا گردن پر کوئی چیز لانا اور اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ کھیلنا سب عمل صالح ہے (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؓ) اگر عورت نے بوقت ترک دنیا ساتھ نہیں دیا بعد میں ترک دنیا اور ہجرت کر کے دائرہ میں آ گئی تو اس سے تعلق مباح ہے۔ چنانچہ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ، بندگی میاں عبدالمجیدؓ، بندگی میاں شیخ محمد کبیرؓ کی بیویوں کی جانب سے ان کو نگر ٹھٹھہ میں یہ خطوط پہنچے کہ ہم بھی خدا کے طالب ہیں آ کر ہم کو حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں لے جاؤ تو حضرت مہدی علیہ السلام نے ان اصحاب کو جا کر اپنی اپنی بیویوں کو لا لینے کی ہدایت دی ہے۔ اور میاں بھائی مہاجرؓ نے بھی جب ان کی بیوی نے دائرہ کی زندگی اختیار کرنا چاہا تو خود آ کر ان کو حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت میں لے گئے ہیں۔ (نقلیات میاں سید عالمؒ) اگر کوئی عورت راہ خدا اختیار کرے تو مرد کو اسے روکنے کا کوئی اختیار نہیں چاہے مرد نے ابھی تک ترک دنیا نہ کی ہو (حدود دائرہ) جو بے حد افقیر فقر و فاقہ کی تاب نہ لا کر پھر دنیا میں پڑ جائے اور دائرہ سے نکل جائے تو وہ اپنی بیوی کو ہمراہ لے جانے کا مجاز نہیں۔ کیونکہ خدا کی طلب مرد و عورت دونوں پر فرض ہے (نصاف نامہ) جو شخص ترک دنیا کر کے دائرہ میں آ جائے تو کامل ایک سال تک اس کے اخلاق و عادات دیکھنے کے بعد اگر طالب صادق ہو تو دائرہ کی لڑکی اس سے بیاہی جائے۔ اور نکاح کے وقت یہ شرط لگائی جائے کہ اگر حدود دائرہ کی پابندی سے گھبرا کر اور فقر و فاقہ کی تاب نہ لا کر خود دائرہ سے نکل جانا چاہے تو نکل جائے لیکن اپنی بیوی کو دنیاداروں میں نہ لے جائے (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؓ)

بیٹے

بچوں کی پرورش خدا واسطے کرے اگر وہ بالغ ہو کر خدا کا راستہ اختیار کریں تو ان کی رعایت کرے اور ان کو ساتھ رکھے لیکن اگر غیر کی طلب اختیار کریں تو ان سے بیزار ہو کر نکال دے (حاشیہ) اگر وہ بعد میں راہ خدا اختیار کر کے دائرہ میں آ جائیں تو ان کو معاف کر دینا اور ان سے موافقت کرنا چاہئے (انصاف نامہ) جو شخص اپنی اولاد کی محبت میں خدا کو بھول جائے وہ خاسرین میں سے ہے (قران حکیم پ ۲۸)

اس زمانے میں دائرہ کی صورت باقی نہیں رہی کسی طالب حق کا مرشد اسی مقام پر ہے تو ترک دنیا کے بعد ایسے لڑکے جو بالغ ہو چکے ہوں اور راہ خدا اختیار کریں تو اپنے ہمراہ اپنے مکان میں رکھ لے ورنہ مکان

سے نکال دے یا خود کسی دوسرے مکان میں منتقل ہو جائے اگر خود بھی نہیں نکل سکتا اور دوسروں کو بھی نہیں نکال سکتا تو اپنی زوجہ کے ساتھ خاموش زندگی بسر کردے اوران سے کوئی تعلق نہ رکھے۔

اموال یعنی زر ودولت

اگر طالب حق کے پاس بہت سا مال ودولت جمع ہے یا سونا چاندی یا اس کا زیور ہے یا اس نے مکان یا کوئی اور سامان ہجرت کے خیال سے فروخت کرکے کچھ نقدی جمع کرلی ہے تو اس زرودولت کو اپنے پاس رکھنا اور حسب ضرورت اس کو استعمال کرنا جائز ہے۔ چنانچہ ملک نجن برادر حضرت خلیفہ گروہؓ ترک دنیا کرکے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آتے وقت اپنے ساتھ بہت سا روپیہ لائے تھے حضور مہدی علیہ السلام سے اس کو اپنے پاس رکھنے اور خرچ کرنے کی ان کو اجازت تھی (انصاف نامہ) ایسے شخص کو فقیر اہل فراغ یا غنی کہتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ خود کھائے اور دوسروں کو کھلائے مال کے جمع رکھنے اور بڑھانے کی فکر نہ کرے دینی ضرورت پیش آنے پر اپنا سب مال راہ خدا میں دیدے (انصاف نامہ) کسی نے حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں عرض کیا حضرت عثمان غنیؓ کے پاس مال بہت تھا آپ نے فرمایا عثمان کے جیسے ہوکر مال رکھو عثمان نے ایک مرتبہ اپنا سب کا سب مال راہ خدا میں خرچ کردیا تھا (حاشیہ) نیز نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام سے کسی برادر کے متعلق کسی نے عرض کیا اس شخص کے پاس مال بہت ہے حضرت نے فرمایا دیکھو وہ تدبیر کرتا ہے یا نہیں اگر تدبیر نہیں کرتا تو کنواں بھر بھی زر ہے تو خالی ہو جائے گا اگر تدبیر کرتا ہے تو باقی رہے گا (نقلیات میاں سید عالمؒ) لیکن جس شخص کو اس کا مال خدا سے غافل کردے تو ایسے آدمی کو مال کا اپنے پاس رکھنا باعثِ خسران ہے (قرآن حکیم پ ۲۸) اور حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو مال کا طالب ہوگا خدا کو نہ پہونچے گا اور جو خدا کا طالب ہوگا مال کو نہ چاہے گا (افضل المعجزات)

جس شخص نے نئے نئے ترک دنیا کی ہو اگر اس کے پاس ایک ماہ کا خرچ ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے پاس رکھے اور خرچ کرے ایسے ہی جو شخص دس روز تک فاقہ پر صبر نہ کرسکے اور ایسے سخت فاقہ میں بھی اس کا دل دوسروں کی طرف متوجہ ہونے سے باز نہ رہ سکے تو اس کو قوت لایموت کی حد تک خرچ اپنے پاس رکھنا چاہئے۔ ورنہ اس کا نفس دغا دے گا (حاشیہ) اگر کسی فقیر کو کثیر مقدار میں یا ضرورت سے زیادہ فتوح وصول ہو تو قبول کرنا روا ہے مگر ضرورت سے جو مال بچ جائے اس کو بڑھانے اور جمع کرنے کی فکر نہ کرے۔ مال ودولت یعنی پیسہ پاس رکھ کر فاقہ کشی جائز نہیں ہے کہ اس سے پیسے کی محبت ظاہر ہوتی ہے اگر کسی کے گھر میں

تانبہ کا ایک کٹورہ بھی موجود ہو اور وہ فاقہ کرے تو حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ "اس کا فاقہ کتے کے فاقے کے مانند ہے (حاشیہ) لیکن اگر صرف تین دن کی قوت موجود ہو تو خود نہ کھا کر بیوی بچوں کو کھلا دینا اور خود بھوکے رہنا جائز ہے (حاشیہ) رفع مرض کی خاطر پیسہ نزدیک رکھ کر فاقہ کرنا بھی جائز ہے سامانِ دنیاوی میں ہتھیار کا خریدنا وار اپنے پاس رکھنا ثواب کا موجب ہے دوسرے ضروری سامان کا خریدنا اور رکھنا بھی جائز ہے تا کہ خدا کی یاد میں آسانی پیدا ہو اور کسی سے کوئی چیز مانگنی نہ پڑے جیسا کہ حضرت بندگی میاںؒ نے دائرہ میں بنڈی اور بیل محض اس غرض سے رکھے تھے کہ ضرورت کے وقت فقراء کا کام نکلے اور وہ اہل دنیا سے مستغنی رہیں (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؒ)

حیوانات

ترک دنیا کے بعد تجارت کی نیت سے جانوروں کی خرید و فرخت کرنا اور دودھ کے لئے ان کو پالنا جائز نہیں البتہ اگر کوئی جانور نام خدا پر آ جائے تو رکھ لینا جائز ہے۔ مگر ان کی نسل بڑھانا اور خرید و فروخت کرنا اور کرایہ پر چلانا حرام ہے۔ ضرورت کے تحت سواری کے لئے کوئی جانور خریدنا اور رفع ضرورت کے بعد یا کسی اور حاجت کے مدنظر ان کو فروخت کر دینا جائز ہے (حاشیہ) جہاد کے لئے گھوڑا یا دوسری سواری خریدنا باعث اجر و ثواب ہے (حاشیہ) دوسرے پرندوں اور مرغوں کی خرید و فروخت یا انڈوں کی نیت سے ان کی پرورش بھی ناجائز ہے۔ لیکن اگر نام خدا پر وصول ہوں تو قبول کر کے استعمال کرنا مباح ہے۔ بطور غذا استعمال کے لئے ان کو خریدنا جائز ہے اور حاجت کے وقت ان کو بیچ دینا بھی روا ہے۔

زراعت

تارک الدنیا فقیر کے لئے کھیتی باڑی ناجائز ہے بلکہ اس کو اپنے گھر میں بھی میوہ دار درخت اور ترکاریاں لگانے کی ممانعت ہے۔ بندگی میاں خوندملک مہاجر مہدیؑ کے دائرہ میں ایک فقیر نے اپنے گھر کے صحن میں خربوزے اور انگور بوئے حضرت کو معلوم ہونے پر جڑ سے اکھڑوا دئے اور فرمایا تم طالب خدا ہو تم کو روا نہیں (حاشیہ)

بوقت ترک دنیا کسی کے پاس اگر زمینات ہیں تو وہ ان کو اپنے وارثوں کے حوالے کر دے یا بیچ دے یا خیرات کر دے اگر قول پر دے گا تو یہ تعین کی صورت ہوگی کسی فقیر کو اگر کوئی شخص کوئی درخت اللہ کے نام پر دیدے تو

اسکے میوے یا لکڑی کا اس کو استعمال کرنا جائز ہے مگر اس کا میوہ یا چوبینہ تجارت کی نیت سے فروخت کر کے فائدہ حاصل کرنا حرام ہے (شرح عقیدہ)

تجارت

بہ طور کسب کے ہر قسم کی تجارت یعنی خرید و فروخت فقیر کے لئے مطلق حرام ہے لیکن فاقہ کی حالت میں گھر کی کسی چیز مثلاً برتن یا چھاگل وغیرہ کا بیچ دینا یا کسی ضرورت سے کسی چیز کا خرید لینا جائز ہے۔ اور داخل تجارت نہیں کیونکہ ایسی سوداگری خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتی (انصاف نامہ)

عمارات

تارک الدنیا کا مکان دائرہ ہوتا ہے جہاں اس کو اپنی عمر بسر کرنا ہے پہلے زمانے میں لوگ ترک دنیا کر کے مرشد کے پاس دائرہ میں آجاتے تھے جو عموماً شہروں اور بستیوں کے باہر ہوتے تھے اور جہاں صرف پانی کا آرام دیکھا جاتا تھا اور ایسی زمین پر دائرہ کی بنیاد ڈالی جاتی تھی جو نا قابل زراعت ہو اور کسی کی ملک نہ ہو جہاں مسجد، جماعت خانہ اور تمام فقراء کے جھونپڑے گھاس پھوس کے ہوتے تھے اور ان کی دیواریں کچی اور پست ہوتی تھیں جس کے اطراف کانٹوں کی باڑ ہوتی تھی جس کا بڑا دروازہ جنگل رخ اور چھوٹا دروازہ بستی کی جانب ہوتا تھا۔ اور دروازے پر دربان بیٹھا رہتا اور بغیر اجازت مرشد کے کسی کو دائرہ میں آنے کی اجازت نہ دی جاتی اور اہلیان دائرہ بھی بغیر اجازت مرشد کے دائرہ کے باہر نہ جاتے۔ لیکن بعض مرتبہ بزرگوں نے شہروں میں بھی قیام فرمایا ہے اور ایسی عمارتوں میں بھی ٹھیرے ہیں جو للہ وقف ہوتی تھی۔ فقرائے دائرہ کو جو کچھ ملتا وہ آپس میں بانٹ کھاتے اور ان میں جو کاسب ہوتا وہ اپنی کمائی یا کم از کم اس کا عشر ضرور فقیروں کی خدمت کے لئے دیدیتا ان کے پاس جو کچھ مال ہوتا وہ دائرہ کے سکونت پذیروں کے لئے وقف ہوتا یہاں تک کہ یہ اپنی کتابوں کے بھی آپ مالک نہ ہو سکتے تھے دائرہ میں رہنے والے نہ کھیتی کرتے نہ میوہ دار درخت لگاتے نہ دودھ کے جانور رکھتے اور نہ پختہ عمارتیں بناتے فضول رسومات اور بدعات سے محترز رہتے اور قواعد و ضوابط دائرہ کے سخت پابند ہوتے تھے۔ میاں سید فضل اللہؒ لکھتے ہیں کہ ”ساکنان دائرہ کو کھیتی نہیں کرنی چاہئے اور دودھ کا جانور نہیں رکھنا چاہئے تا کہ دودھ پر گذر بسر نہ ہو سکے اور دائرہ میں آم وغیرہ میوہ کے درخت نہیں لگانا چاہئے۔ اور چرخہ نہیں پھرانا چاہئے۔ اور شب برات کے چراغ

اور سیو چے اور حلوہ روٹی نہیں کرنی چاہئے اور ایام عاشورہ کے کھیل کہ جاہل انواع واقسام کے ساتھ کرتے ہیں اور تمام لوگ ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں نہیں کرنا چاہئے اور نا مشروع گانے اور ناچنے والوں کو دائرہ میں نہیں آنے دینا چاہئے۔اور بی بی کی صحنک نہیں کرنا چاہئے اور کسی بیمار وغیرہ پر سے جانور کی قربانی نہیں دینی چاہئے اور اینٹ اور چونے اور پتھر کی عمارت جیسے بنگلہ اور ماڑی دائرہ میں نہیں بنانی چاہئے۔اگر مسجد اور باؤلی کوئی بنادے تو مضائقہ نہیں اگر کوئی مرجائے تو اس پر نوحہ کرنا اور اس کا نام لے کر رونا اور زمین پر سونا اور رات میں نہ کھانا اور لباس نہ بدلنا اور تیسرے دن کی زیارت کرنا اور کچھ خوشبو اور مٹھائی قبر پر لے جانا اور چہلم کے روز طرح طرح کی بدعتوں سے طباق باہر نکالنا اور یہ کہنا کہ اس کا ثواب فلاں کی روح کو پہونچے یہ اور ازیں قبیل دوسرے افعال سے احتراز کرنا چاہئے۔اور صبح کی نماز کی اذاں سے لے کر آفتاب کے نکلنے تک اور نماز عصر سے عشاء تک دائرہ میں چکی نہیں پھرانا چاہئے۔اور نہ بچوں کو کھیلنے دینا چاہئے۔اور اس وقت کھیل کود اور جائز گانے بجانے سے بھی منع کرنا چاہئے (سنت الصالحین)

زمانہ حال میں دائرہ کی شکل وصورت باقی نہیں رہی پس مرشد کی مسجد ہی کو دائرہ سمجھے اگر بیوی بچے ہمراہ ہیں تو مسجد کے قریب کوئی مکان خرید لے یا کرایہ پر لے اگر مرشد خود اس کے وطن ہی میں موجود ہے تو اپنے مکان میں رہ سکتا ہے۔لیکن مکان کو مثل دائرہ کے بنائے اور اپنے گھر میں چرخہ اور سینے کی مشین وغیرہ نہ رکھے مرغیاں اور بطخ یا گائے بھینس بکری وغیرہ نہ پالے اور ترکاریاں مانند ککڑی کدو وغیرہ اور اس قسم کی دوسری چیز نہ بوئے اور کوئی ایسا درخت جس سے قوت بسری کی امید ہو پرورش نہ کرے کہ اس سے انڈے دودھ ترکاری اور میوہ بیچ کر گذر بسر کرنے کا احتمال اور چرخہ اور مشین کے رکھنے میں مزدوری حاصل کرنے کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔اگر کوئی مکان خریدنا یا بنانا ہو تو صرف یہ دیکھے کہ اس سے اپنی ضرورت رفع ہوسکتی ہے یا نہیں کیونکہ ہر ایسی چیز سے دلبستگی حرام ہے جس کی وجہ خدا کی یاد میں غفلت پیدا ہو یا وہ خدا کی راہ میں رکاوٹ بن جائے۔اگر کسی کے پاس متعدد مکانات ہوں جیسے شہر میں مالدار لوگوں کے پاس ہوتے ہیں تو ترک دنیا کے وقت یا ان کو فروخت کردے یا خیرات کردے یا اپنے وارثوں کے حوالے کردے اور ان عمارتوں سے کوئی تعلق باقی نہ رکھے اگر ان کو کرایہ پر دے گا تو ایسے کرایہ سے فائدہ حاصل کرنا تعین کی صورت ہوگی۔

ملبوسات

طالب حق کو لباس میں مقید ہو جانا ضروری نہیں جو لباس نام خدا پر آئے پہن لے کیونکہ ایسے کپڑے کا پہننا جائز ہے جس کے پہننے کی اجازت بعض روایتوں میں آئی اور بعض میں نہ ہو۔ حضرت مہدی علیہ السلام اور آپ کے صحابہؓ اور بزرگان دینؒ نے چوڑی دار پاجامہ مہین اور اعلیٰ درجے کے انگرکھے اور رنگین اور ریشمی ڈگلے اور زردار پگڑیوں کا بھی استعمال فرمایا ہے جو نام خدا پر آجاتے تھے (دفتر دوم خاتم سلیمانی، انتخاب المموالید)

حضرت رسول خدا ﷺ نے بھی ایک دفعہ ریشمی چادر اوڑھی ہے سرخ اور زرد حلّہ پہنا ہے صحابۂ رسول ﷺ نے بھی ریشمی کپڑے استعمال فرمائے ہیں لیکن یہ اس صورت میں ہی جائز ہے جبکہ یہ لباس بغیر اختیار کے پہونچے اور پہننے کو دوسرا لباس نہ ہو (منہاج التقویم) اسی طرح معمولی اور پھٹے پرانے لباس سے بھی طالب حق کو عار نہیں کرنا چاہئے۔ بندگی میاں یوسفؒ کے پاس سفر خراسان کے موقع پر ایک تہبند کے سوا دوسرا کوئی کپڑا نہ تھا اس لئے آپ نے سر پر رسی باندھ لی تھی۔ (سوانح مہدی موعودؑ) حضرت شاہ نعمتؒ کی بھی فرہ مبارک میں چند روز یہی حالت رہی (حاشیہ خاتم سلیمانی) حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا "تو کسی بھی لباس میں رہ" یعنی جاہ وشہرت کا طالب نہ بن اور گمنامی اختیار کر بزرگان سلفؒ نے فرمایا ہے ایسا لباس جو شہرت کا طالب نہ بن اور گمنامی اختیار کر بزرگان سلفؒ نے فرمایا ہے ایسا لباس جو شہرت کا باعث ہو جس کے پہننے سے پہننے والے کی طرف انگلی اٹھے اور عام مسلمانوں سے اسے ممتاز بنادے نہیں پہننا چاہئے (الحجۃ البالغہ)

ماکولات

کھانے پینے کی چیزوں کو ماکولات کہتے ہیں جو چیز نام خدا پر آئے اور وہ بروئے شرع جائز ومباح ہو تو کھالینا چاہئے چاہے مرغ میدہ ہو یا سوکھی روٹی، مزیدار کھانوں کی فکر میں رہنا اور اس میں مشغول ہو جانا حرام ہے اسی طرح ترک حیوانات کرنا یعنی حلال اشیاء جیسے دودھ، انڈہ، گوشت وغیرہ چھوڑ دینا یا بلاوجہ بعض مکروہات کو ترک کر دینا جیسے گھوڑے کا گوشت، جھنگہ وغیرہ نہ کھانا غلط روش ہے اور ہمارے پاس اس کا طریقہ نہیں۔ خواہش نفس کے خلاف کرنے کی نیت سے کسی لذیذ چیز کا ترک کرنا کوئی

معنی نہیں رکھتا بلکہ اس سے دل میں خطرہ باقی رہتا ہے اگر قدرت ہوتو خرید کر یا خدا اگر غیب سے پہونچادے تو ایسی چیز کا استعمال کر لینا چاہیئے تا کہ خطرہ مٹ جائے۔کسی نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ فلاں فقیر نے بارہ سال تک اس لئے خربوزہ نہیں کھایا کہ اس کا نفس مانگتا تھا حضرت نے فرمایا ''جب خدا نے بیواسطہ دیا اور کھالیا تو خطرہ کی نفی ہوجاتی اور ذکر اللہ میں لگا رہتا بارہ سال تک خطرہ کی قید میں کیوں رہا'' (حاشیہ شریف)

ترکِ خودی

درویشی کا خلاصہ اپنے وجود سے بری یعنی اپنی ہستی سے بیزار رہنا ہے (مکتوب میاں شیخ مصطفیٰ صفحہ ۳۸) اور خودی کفر عظیم ہے (ایضاً) حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ترک دنیا ترک خودی ہے (شرح عقیدہ) اور جان سے جینے کو خودی و ہستی کہتے ہیں (انصاف نامہ) یعنی اس حیات اور زندگی ہی کو پیش نظر رکھنا اور رات دن صرف اپنی جان بچانے ہی کی جدوجہد میں رہنا ایسی زندگی کفر ہے'' ہوائے نفس سے باز رہنا اور خواہشات و فضولیات سے علیحدہ ہوجانا اور اپنے وجود اور میں پنے کو فنا کر دینا ترک خودی ہے اور لہو ولعب یعنی کھیل تماشہ زینت آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور ایک دوسرے سے بڑھ کر مال و اولاد کا خواستگار ہونا حیات دنیا میں داخل اور خودی و ہستی سے متعلق ہے۔اور عزت ولذت کا تعلق بھی نفس و خودی سے ہے۔کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''عزت ولذت نفس کے دو شہپر ہیں'' (انصاف نامہ)

ترکِ لھو ولعب

تجارت' بیوپار' کھیتی' صنعت وحرفت کے جو کام چاہیئے معمولی طور پر کیوں نہ انجام دیئے جائیں فقیر کے لئے دنیاوی لہو ولعب میں داخل اور حرام ہیں۔حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں کہ ''خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں تجارت کو لہو فرمایا ہے (انصاف نامہ) ہر وہ چیز جو دینی مقصد کے لئے نہ ہو فضول اور داخل لہو ولعب ہے اور بیکار باتیں بھی اسی میں داخل ہیں آدمی کا ایک ساعت بھی بیکار باتوں میں صرف کرنا باعث خسارہ ہے۔(انصاف نامہ) خدائے تعالیٰ کی یاد سے غفلت کرنا محتاجی اور اسکی عبادت کے لئے وقف ہوجانا ہی توانگری ہے (انصاف نامہ) جو کام اللہ کے ذکر اور اس کی طرف متوجہ ہونے سے باز رکھے وہ حرام ہے اس کو اپنا بت سمجھنا چاہیئے (انصاف نامہ)

ترکِ زینت

مکان' لباس اور اپنی ضرورت کی دوسری چیزوں میں نمود و نمائش اور زینت و آرائش کی خواہش وطلب حرام ہے اور اس سے باز رہنا فرض ہے لیکن کوئی اچھی چیز بے طلب حاصل ہو تو اس کا استعمال جائز و مباح ہے (انصاف نامہ)

ترکِ فخر وغرور

مال و دولت حسب و نسب' حسن و جمال اور علم و عمل میں فخر جتانا اور دوسروں کو حقیر اور خود کو بڑا سمجھنا اور دنیاوی زندگی پر مغرور ہو جانا حرام مطلق ہے اور اس کا علاج خاکساری اور فروتنی ہے لیکن کسی مالدار دنیا پرست کی طرف متوجہ نہ ہونا اور اس سے لاپرواہ رہنا تکبر نہیں استغنائی ہے (انصاف نامہ)

ترکِ تکاثر

مال و اولاد کی کثرت کی خواہش داخل خود پرستی ہے کثرت مال کی خواہش محبت مال کے تحت ہوتی ہے اور مال کی محبت اور طلب کفر ہے کثرت اولاد کی خواہش اپنی نام آوری اور اپنی زندگی کی بقا کے لئے ہے شہرت اور نام کو چاہنا حرام اور خودی و ہستی سے جینا کفر ہے (انصاف نامہ)

ترکِ عزّت

عزت کی خواہش کی وجہ نخوت' غرور و تکبر' خود پسندی پیدا ہوتی ہے شہرت کا خیال بھی عزت و جاہ کے حاصل کرنے کے لئے پیدا ہوتا ہے فقیر کو چاہئے کہ دل کو غرور اور تکبر سے بچائے رکھے نام اور شہرت نہ ڈھونڈے اور گمنامی اور قناعت پر بسر کرے اور یہ نہ چاہے کہ کوئی اس کو پہچانے ریا کی عبادت اور دغا و فریب سے اپنے میں کسی ایسی صفت کا اظہار کرنا جو خود میں نہیں طلب عزت میں داخل اور حرام ہے۔ البتہ انتظامی مطالب کے حصول کے لئے عزت کی طلب مباح ہے جیسے استاد کا اپنے شاگرد یا مرشد کا اپنے مرید سے اپنے احترام کی آرزو کرنا مباح ہے کہ بغیر اس کے تعلیم و تربیت کا مقصد پورا نہ ہوگا (کیمیائے سعادت) نیستی اور تسلیمی اور عاجزی اور انکساری اور خدا کے بندوں کے مقابلے میں خود کو حقیر سمجھنا ترک عزت ہے۔ لیکن دشمنان دین کے سامنے عجز و عاجزی کرنا یا دین کے معاملہ میں کسر نفسی کا اظہار بزدلی ہے۔ اور دنیا دار کی تعظیم و تکریم اور اس کے ساتھ چاپلوسی سے گفتگو کرنا بھی جائز نہیں (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؒ)

فقیر ایسا ہونا چاہئے کہ جیسے چھنی ہوئی مٹی جس پر پانی چھڑک دیا گیا ہو اگر اس پر پیر رکھیں تو پیر کو تکلیف نہ ہو اور نہ گرد اڑ کر پیر پر جمے (حاشیہ) بہت سے چھوٹے چھوٹے کام جن کو لوگ نخوت پسندی کے تحت نہیں کرتے ان کو خود ہی انجام دینا چاہئے جیسے اپنا سودا سلف لا لینا اپنے گھر یا کسی بیوہ یا معذور کے گھر کا پانی بھر دینا' جنگل سے لکڑیاں لا لینا اپنے کپڑے دھو لینا اپنے جانور کو چارہ ڈال لینا اپنے کپڑے اور جوتے سی لینا جیسا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی عادت تھی کہ کسی سے خدمت نہیں لیتے تھے اپنا کام آپ کر لیتے (نقلیات میاں سید عالمؒ) اگر کوئی شخص ملاقات کے لئے گھر پر آئے تو اس کو انتظار میں دروازے پر نہ کھڑا کرے بلکہ فوراً باہر آ کر اس سے ملے (حاشیہ) اگر کہیں ملاقات کے لئے جائے تو ایسی جگہ بیٹھنے کی خواہش نہ کرے جس کو اپنی شان و مرتبے کے موافق خیال کرے بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے نوکر چاکر یا غلام اپنا کوئی کام کر دیں تو خود بھی ان کا ایک کام کر دے اگر ان سے کوئی ناپسند بات ہو جائے تو تحمل اور بردباری سے کام لے کسی کو مکھیاں اڑانے اور پیر دابنے کی اجازت نہ دے۔ جو لوگ مرتبے میں چھوٹے ہوں ان سے بھی ایسی بات چیت کرے گویا ان کو برابر سمجھ رہا ہے۔ ان کے ساتھ شفقت سے پیش آئے اور اپنی عزت کا کوئی خیال نہ کرے (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؒ) کوئی ملاقات کے لئے آئے اور وہ مرتبہ میں چھوٹا ہے تو اس کو نیچے بیٹھنے نہ دے بلکہ اپنے برابر بٹھالے یا خود نیچے اتر آئے یا لیٹا ہوا ہے تو اٹھ کر بیٹھ جائے اور جس کے ساتھ گفتگو کرے خوش کلامی اور شیریں زبانی سے کرے اگر کسی کی ملاقات کو جائے تو تنہا جائے اپنی شان جتانے کے لئے کسی کو ساتھ نہ رکھے رحم دلی اور نرم مزاجی کو اپنا شعار بنالے (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؒ)

ترکِ لذّت

لذت' نفس کا دوسرا شعبہ ہے تمام دنیاوی لذتوں کے خیال سے دل کو دور رکھنا ضروری ہے کھانے پینے کی لذتوں میں پھنس جانا گناہ ہے یہاں تک کہ اگر خدا کے نام پر گوشت آ جائے تو مرچ مصالحہ کا انتظار کئے بغیر یونہی ابال کر کھا لینے کا حکم ہے (حاشیہ) لیکن بغیر طلب کے خدا کوئی لذیذ غذا بھیج دے تو اس کا استعمال جائز ہے۔ اقسام کی غذاؤں کو ان کی لذت اور مزا بدلنے کے خیال سے ایک جگہ ملا کر کھانا خدا کی ناشکری ہے ۔خوشنمائی کے خیال سے اچھے لباس کی فراہمی بھی داخل لذت ہے لیکن کوئی قیمتی اور خوشنما لباس نام خدا پر پہنچے تو قبول کر لینا جائز ہے۔ زیادہ بات چیت کرنے اور دو آدمیوں کے ایک جگہ بیٹھ کر باتوں میں لگ جانے

میں بھی نفس کو لذت ملتی ہے اور دل خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ بھی منع ہے۔ (انصاف نامہ) مطالعہ کتب بھی منع ہے کیونکہ اس سے دل خدا کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کتابوں کو چھوڑو اور خدا کی یاد میں لگ جاؤ تم جو چاہتے ہو خدا تم کو عطا کرے گا۔ (منہاج التقویم) نظر کی لذت بھی ممنوع ہے غیر عورتوں کی طرف دیکھنا ایک قسم کا زنا ہے لذت حاصل کرنے کو سیر وگشت کرنے یا عجیب وغریب اشیاء کو دیکھنے میں مشغول رہنے کی ممانعت ہے۔ (حاشیہ) حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''باہر کیا دیکھتے ہو سب کچھ تم میں ہے اندر کی سیر کرو'' (شرح عقیدہ) خوشبو کا استعمال حظ نفس کے لئے نہیں کرنا چاہئے سوائے اس کے کہ یہ چیز بے طلب حاصل ہو' نفس کو راحت اور آرام پہونچانے کے لئے ہر روز بلا عذر شرعی کے غسل کرنا خواہش کی پیروی ہے اگر کسی علت یا بیماری کے رفع کرنے کو یہ عمل کیا جائے تو کوئی قباحت نہیں نفسانی خواہش کے تحت ایسا گانا سننا جو خدا سے غافل کردے حرام ہے۔ البتہ نعتیہ اور عشقیہ کلام کے سننے میں مضائقہ نہیں کبھی کبھی حضرت مہدی علیہ السلام اور مہاجرینؓ نے سرود سنا ہے (نقلیات میاں سید عالمؒ)

لوازم فقیری

گوشہ نشینی گھر سے ہجرت کرنا اور مرشد کی صحبت اختیار کرنا اور دونوں وقت ذکر کی حفاظت کرنا لوازم فقیری ہے بلکہ فقیری کا مقصود یہی اعمال ہے جس نے اس پر عمل نہیں کیا اس نے فی الحقیقت فقیری سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا۔

گوشہ نشینی

جو شخص ترک دنیا کا دعویٰ کرے اور خدا کا طالب کہلائے اور ترک علائق و گوشہ نشینی اختیار نہ کرے تو ایسے شخص کی ترک دنیا اور طلب دنیا دونوں برابر ہیں (شفاء المومنین) بلکہ فقیر پر گوشہ نشینی اور خلوت کی اتنی تاکید ہے کہ اس کو بے ضرورت بازاروں میں گھومنے سے تک منع کر دیا گیا ہے۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے ایک دفعہ دائرہ معلیٰ میں ندا کروائی تھی کہ ''کوئی شخص سودا خریدنے کے لئے بازار میں دور نہ جائے نزدیک ہی سے لے اگر (سستے کے خیال سے یا مال اچھا ملنے کے شوق میں) دور جائے گا تو طالب دنیا ہوگا'' کیونکہ نزدیک سے سودا لینے میں پیسہ دو پیسے زیادہ صرف ہوتے ہیں۔

ہجرت وصحبت

ہجرت کی ابتداء یہ ہے کہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے اگر کوئی شخص گھر سے نکل کر مرشد کی مسجد میں آ کر بیٹھ جائے تو اس کی ہجرت ادا ہو جائے گی بشرطیکہ مرشد اسی مقام پر ہو ورنہ جہاں مرشد ہے چلا جائے۔ حضرت ثانی مہدیؓ فرماتے ہیں کہ "جس نے دنیا ترک کی اور اپنے وطن سے صحبت کی خاطر ہجرت نہیں کرتا وہ شخص ترک دنیا اور طلب دنیا میں برابر ہے۔ اس پر فرض ہے کہ خود کو مرشد کی صحبت میں پہونچائے (انتخاب الوالید)

ذکر اللہ

دونوں وقت عصر سے عشاء تک اور فجر سے دن نکلے تک ذکر کی حفاظت گویا فقیری کا مغز ہے۔ جو فقیر سلطان اللیل اور سلطان النہار کے اوقات میں ذکر اللہ میں نہ لگا رہے تو ایسے شخص کی نسبت حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "وہ فقیر دین نہیں ہے" (معارج الولایت)

کمال درویشی

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "درویشی کا کمال یہ ہے کہ خود کو اس طرح خدا کے حوالے کر دے کہ کچھ اختیار باقی نہ رہے" (مولو دمیاں عبدالرحمٰنؓ)

امور شکنندۂ فقیری

حسب ذیل اعمال شکنندۂ فقیری ہیں بدنظری، زنا، چوری، خون ناحق، حرام خوری، کسب، تجارت ہمہ قسم، سوال ہر قسم، سحر، بہتان، کذب، استعمال سکر، ربا، قمار، رشوت لینا دینا، (تائید الفقراء) اس کے علاوہ امور ذیل بھی فقیری پر برا اثر ڈالتے ہیں (۱) قید قدم توڑ کر دنیا داروں کے گھر آمد ورفت رکھنا (شفاء المومنین) (۲) صبح وشام دو وقت ذکر کی حفاظت نہ کرنا کیونکہ ایسا شخص فقیر دین نہیں ہے (معارج الولایت) (۳) ہجرت وصحبت سے باز رہنا کہ ایسے شخص کی ترک دنیا اور طلب دنیا برابر ہے (شرح عقیدہ) اگر کسی فقیر سے شکنندۂ فقیری سے کوئی ایک فعل بھی سہواً یا عمداً سرزد ہو تو اس کی ترک دنیا اور فقیری باقی نہیں رہتی اس کو چاہئے کہ توبہ کر کے مکرر ترک دنیا کرے۔

ترک دنیا کے بعد مکرّر کسب کی اجازت

اگر کوئی شخص ترک دنیا کرنے کے بعد فقر وفاقہ کی تاب نہ لائے یا حدود فقیری پر صبر نہ کر سکے تو اپنے مرشد

کی اجازت سے وہ مکرر کسب کر سکتا ہے کیونکہ حضرت ملک نجنؓ ترک دنیا کر کے حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے تو ایک مرتبہ پھر اپنے جاہ و منصب کے یاد کرنے پر حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کو کسب کی اجازت دی ہے (حاشیہ) مرشد اپنے مرید کی حالت کے پیش ایسی اجازت دے سکتا ہے بغیر اجازت مرشد ایسا کسب حرام ہے لیکن بعض کا خیال ہے کہ مرشد کا کسی تارک الدنیا کو ایسی اجازت دینا جائز نہیں کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام کا یہ فعل آپ کی خصوصیات میں داخل ہے۔

مرتے وقت ترک دنیا کرنا

اگر کوئی شخص دنیا داری میں عمر گزار دے اور دنیا کو ترک نہ کرے لیکن اچانک مرتے وقت اس کو ترک دنیا کا خیال ہو جائے اور توبہ اور ترک کے بعد مر جائے تو وہ شخص مغفور ہے۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سو برس دنیا کی طلب میں رہا لیکن بعد میں ترک دنیا کر کے دائرہ میں آتے ہوئے مر گیا تو وہ مومن ہے۔

(حاشیہ شریف)

☆☆☆

سترھواں باب

طلب دیدار خدا کا بیان :

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے فرمان سے ہر مرد وزن پر خدائے تعالیٰ کے دیدار کی طلب فرض ہے اور مومن اس کو کہتے ہیں جو خدا کو دیکھتا ہو یا سر کی آنکھ سے یا دل کی آنکھ سے یا خواب میں اور جو شخص یہ صفت نہ رکھتا ہو مگر اس کی طلب رکھتا ہو اس پر بھی ایمان کا حکم ہے (کلام سعادت انجام) حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اس بندہ کے بعد چپڑی چوندہ کی بینائی تو بھی حاصل کر کے زندہ رہو (حاشیہ) حدیث شریف میں ہے "مومنوں کو اللہ کے دیدار کے بغیر راحت نہیں" (شفاء المومنین)

راہ خدا میں حجاب

حضرت مہدی علیہ السلام نے دنیا، خلق، نفس اور شیطان خدا کے راستہ میں چار حجاب بتائے ہیں دنیا اور خلق جو اختیاری ہیں ان کو چھوڑنا فرض ہے اور نفس اور شیطان سے خدا کی پناہ مانگتا رہے (انصاف نامہ) اس کے علاوہ اور بھی کئی حجاب راہ خدا میں ہیں جیسے روٹی بندہ کی ذات علم ظاہر کا حصول خدائے تعالیٰ کے دیدار کی طلب میں شرم رکھنا، ان باتوں کا حجاب ہونا بھی فرامین مہدیؑ سے ثابت ہے۔

پہلا حجاب دنیا

جو شخص طالب دنیا ہے وہ طالب مولیٰ نہیں ہو سکتا جو شخص باوجود سخت ریاضت اور فاقہ کشی کے اپنے دل میں دنیا کی محبت رکھے یا دنیا کی تعریف کرے یا کبر و غرور کرے یا حکومت کی خواہش رکھے یا زیور یا زینت کی کم و بیش محبت رکھے خدا کی محبت اس کے دل میں نہ ہوگی اس کا دل تاریک ہو جائے گا (انصاف نامہ) طالب حق وہی ہے جو دنیا کو چھوڑ کر زہد و قناعت اختیار کرے بندگی میاں شاہ نعمتؓ فرماتے ہیں کہ جس نے خدائے تعالیٰ کی راہ اختیار کرنے کے بعد دنیا کو طلب کیا وہ مرتد ہے۔ یہاں تک کہ اس کام کو ترک کرے اور حرام جانے اور توبہ کرے تو خدائے تعالیٰ اس کو بخشے (حاشیہ) پس مومن کو چاہئے کہ دنیا سے ہمیشہ وحشت اور کراہیت رکھے اور ابناء دنیا سے گریزاں اور اس کے مکر و فریب سے لرزاں و ترساں رہے اور اس کی زینت و آرائش اور جاہ و عزت پر فریفتہ و مغرور و مسرور نہ ہو اور اپنے اوقات عزیز کو جو سرمایہ عمر ہے اس کی طلب میں

صرف نہ کرے مگر مقدار ضروری اور لابدی کی حدتک جو عبادت میں تقویت حاصل کرنے کے لئے ہو (معرفت المصدقین)

دوسرا حجاب خلق

خدا کے طالب کے لئے اہل دنیا سے میل جول رکھنا شرک ہے اور جو دنیاداروں کے گھروں کو جائے اور ان سے دوستی رکھے وہ خدا کا طالب نہیں اور بے ضرورت لوگوں سے ملنے اور دنیا کی طلب رکھنے والا اگر مولیٰ کی طلب کا دعویٰ کرے تو وہ مردود دین کا چور اور راہزن ہے (انصاف نامہ) طالب حق کو چاہئے کہ اپنی ذات خدائے تعالیٰ کے حوالے کر دے اور کسی کے ساتھ مشغول نہ رہے اور کسی سے کوئی چیز نہ چاہے اور سوائے خدا کے مخلوق سے ایک زرہ کی احتیاج نہ رکھے (انصاف نامہ)

تیسرا حجاب نفس

نفس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ ہمیشہ شرورِ نفس سے خدا کی پناہ چاہتا رہے عزت ولذت کو چھوڑ دے کیونکہ عزت ولذت نفس کے دوشہپر ہیں (انصاف نامہ) اور ہمیشہ مجاہدہ کرتا رہے۔ مجاہدہ نفس سے جھگڑنے کو کہتے ہیں یعنی فرائض وسنن پر قائم رہنا اور برائیوں سے پرہیز کرنا اور اس میں اپنے نفس کو جو تکلیف ہو اس پر صبر کرنا اور خواہشات کی پیروی سے باز رہنا اور ہر روز اپنے نفس کا حساب لے اور اس کو محاسبہ کہتے ہیں رات کو سوتے وقت اپنے احوال پر نظر رکھے کہ آج میں نے کیا کیا کام کئے اگر کوئی نیکی فوت ہوئی ہو جیسے جماعت کی نماز یا سلطان اللیل اور سلطان النہار کے اوقات کی حفاظت تو آئندہ کے لئے پابندی کا عہد کرے اگر کوئی گناہ سرزد ہو تو توبہ استغفار کرے اور ہمیشہ نفس کی خبر گیری کرتا رہے اور کبھی خدا سے غافل نہ رہے اور پاس انفاس کے ذریعہ ذکر دوام کرتا رہے کیونکہ تزکیہ نفس تجرید اور تفرید کا حاصل ہونا اور نفس کا اپنی آرزؤں اور خواہشوں سے باہر آنا اور دل سے پراگندگی دفع ہو کر جمیعت کا میسر آنا ذکر دوام پر موقوف ہے۔ (المعیار) بعض محققین کے پاس نفس کی خواہش کو روکنے سے نفس مرتا نہیں بلکہ اس کے لئے پاس انفاس کا تحفظ ضروری ہے اس سے خود بخود نفس صفات محمودہ قبول کر لیتا ہے (مرصاد العباد)

چوتھا حجاب شیطان

شیطان عارفوں کے پاس وسوسہ اور اتحاد ذات وصفات کے راستے سے داخل ہوتا ہے اور مریدوں کے پاس

شہوات کے راستہ سے (انصاف نامہ) شبہہ اور وسوسے اور نفسانی شہوات سے بچنا اسی وقت ممکن ہے کہ طالب شیطان سے خدا کی پناہ چاہتا رہے اور ہمیشہ خدا کا ذکر کرتا رہے اور جو کچھ غیر حق کا خطرہ آئے اسکی نفی کرے کیونکہ جو شخص خدا کی یاد سے غافل رہتا ہے خدائے تعالیٰ اس پر شیطان کو مسلط کر دیتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ ''لا الہ الا اللہ'' ایک قلعہ ہے جس میں شیطان داخل نہیں ہوسکتا'' اور غیر اللہ کی محبت سے دل کو بچائے رکھے حضرت مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''جب کبھی آدمی ماسوا اللہ کی دوستی اور محبت دل میں رکھتا ہے اور خدا کی یاد سے خالی گزارتا ہے اس وقت اس کا دل جور وظلم سے بھر جاتا اور شیطان کی جگہ ہوجاتا ہے۔ (سراج الابصار) اور خدا کی عبادت اور دوسرے کام جیسے دوستی دشمنی' تعلقات' ومعاملات اور لین دین وغیرہ خالص خدا کے لئے اس کی رضا اور خوشنودی کو پیش نظر رکھ کر کرے کیونکہ شیطان خدا کے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کرسکتا۔ (قرآن حکیم پ ۲۳)

نیز انصاف نامہ میں ہے کہ شیطان کو نور بن کر ظاہر ہونے کی طاقت دئے ہیں جو بیچارہ کہ واقف نہ ہو اس بات کا امتیاز نہیں کرسکتا کہ آیا تجلی حق ہے یا شیطان دغا دے رہا ہے پس ان کو چاہئے کہ فوراً لاحول بھیجے اگر تجلی حق ہے تو متغیر نہ ہوگی اگر شیطان کا نور ہے تو برقرار نہ رہے گا''

پانچواں حجاب روٹی

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا اور بندہ کے بیچ میں روٹی کا پردہ ہے (حاشیہ) روٹی کو اپنا مقصود بنالینا کفران نعمت اور اسی کو الہ (معبود) تسلیم کرلینا ہے اور جس کا مقصود ومطلوب غیر اللہ ہو وہ مشرک ہے (توضیحات از اسد العلماء سید محمود صاحب) حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ تم اپنے پیٹوں کو بھوکے رکھو اور اپنے جگروں کو پیاسے رکھو شاید کہ تم اپنے پروردگار کو آشکارا دیکھ سکو'' (مخزن الدلائل)

چھٹا حجاب طالب کا وجود

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''خدا اور بندہ کے بیچ میں بندہ کی ذات کا پردہ ہے (انصاف نامہ) حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ تحریر فرماتے ہیں کہ ''جو شخص خدا کو ڈھونڈے اور اس کے دیدار کا طالب ہو تو اس کو چاہئے کہ دنیا اور اہل دنیا سے ہٹ جائے۔ بشریت کی صفت سے نکل جائے اور فنا کا مرتبہ حاصل کرے (المعیار) بندگی میاں سید عیسیٰؒ لکھتے ہیں کہ ''حضرت مہدی علیہ السلام نے دنیا خودی وہستی کو کہا ہے اور ایمان خدا کی ذات کو'' پس معلوم ہوا کہ ترک ہستی وخودی کے سوا دیدار ممکن نہیں (مخزن الولایت)

اپنے وجود اور ہستی سے چھٹکارے کی صورت یہ ہے کہ ”طالب ہمیشہ اپنے سے نکل آنے میں کوشاں اور رات دن اپنی نفی اور حق کے اثبات میں مشغول رہے کہ طالب کے لئے کوئی چیز اس کے وجود سے بڑھ کر باعث ضرر نہیں جو اس معنی کو نہ جانے اس کی طاعت کے لئے کوئی ثمر نہیں ذکر نفی و اثبات ہی اس درد کا درماں ہے۔(مکتوب میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ)

ساتواں حجاب علم ظاہر کا حصول

حدیث شریف ہے کہ ”علم خدا اور بندہ کے درمیان حجاب اکبر ہے (المعیار)

گوئی کہ بہ علم و عقل جویم   نادیدہ کسے ترا چہ گویم
آنجا کہ مجال آں دم آمد   ایں ہر دو حجاب اعظم آمد

ترجمہ:۔ تو کہتا ہے کہ خدا کو علم اور عقل سے تلاش کروں گا تو نادیدہ آدمی ہے میں تجھے کیا کہوں جہاں کہ اس دم کی گنجائش ہے یہ ہر دو (علم و عقل) بڑا پردہ ہو گئے ہیں۔ محققوں نے بھی علم کو حجاب واللہ اکبر کہا ہے اور جو علم خدا کے ذکر کا مانع ہو اس کو میاں ولی جی غازیؒ نے بدعت اور گمراہی لکھا ہے (انصاف نامہ) یہ وہ علم ہے (علمائے ظاہر اس سے وہ علم مراد لیتے ہیں جو کسب دنیا کے لئے ہو لیکن عارفان الٰہی اس کو علم ہستی کہتے ہیں یعنی خود کو غیر حق سمجھنا (مطالب رشیدی) جو جاہ و مرتبہ اور کسی دنیوی غرض کے تحت حاصل کیا جائے یا وہ دانش ہے جو وہم و خیال میں مبتلا رکھے حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی بجائے علم ظاہر میں مشغول رہنے کے ذکر کی کوشش کا حکم دیا ہے (انصاف نامہ)

آٹھواں حجاب خدا کے دیدار کی طلب میں شرم رکھنا

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”خدائے تعالیٰ کے دیدار کی طلب میں شرم رکھنا خدا اور بندہ کے بیچ میں معتبر حجاب ہے“ (حاشیہ)

احکام دین کے اظہار میں یا مرشد سے کسی بات کی دریافت میں شرم و حیا مانع ہو تو ایسی شرم رکھنا جائز نہیں جو مرشد بہرۂ مہدی علیہ السلام سے فیضیاب نہ کر سکے اس کو چھوڑ کر دوسرے مرشد کے پکڑنے میں شرم رکھنا بھی خدا کے راستہ میں حجاب کا باعث ہے (جنت الولایت)

شرائط حصولِ دیدار

دیدار کے حاصل کرنے کے شرائط یہ ہیں کہ طالب حق اکتساب عشق کرے، عمل صالح کرے، مرنے کے

پہلے مرجائے' ذکر دوام کرتا رہے' صادقوں کی صحبت اختیار کرے اور اخلاق حمیدہ کو حاصل کرے۔

اکتساب عشق

طالب حق کے لئے عشق کے حاصل کرنے کو حضرت مہدی علیہ السلام نے فرض بتلایا ہے بغیر اکتساب عشق کے خدا تک پہونچنا دشوار ہے اکتساب عشق کے شرائط حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ بیان فرمائے ہیں کہ "طالب حق اپنی توجہ خدا کی طرف ایسی لگائے کہ اس میں کوئی چیز آنے نہ پائے اور اس کام کے لئے خلوت اختیار کرے اور کسی سے بھی نہ ملے نہ اپنوں سے نہ پرایوں سے اور کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حالت میں حق کا ملاحظہ رکھے (انصاف نامہ)

میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ لکھتے ہیں کہ جب تک ذاکر ذکر کے دریا میں ڈوب نہ جائے عشق کا موتی جو معشوق کے وصال کا سبب بنتا ہے ہاتھ نہیں آتا اور جب تک وہ موتی ہاتھ نہ آئے جمال حقیقی کے چہرے سے نقاب نہیں کھلتا اس معنی کی جہت سے طالب کو چاہئے کہ اس کام میں اتنی کوشش کرے کہ کلمہ کا اثر تمام وجود میں سرایت کر جائے (مکتوب ۸۲)

عملِ صالح

حصول دیدار کے لئے عمل صالح ضروری ہے حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "جو شخص خدا کے دیدار کا طالب ہو وہ عمل صالح کرے" (شواہد الولایت)

عمل صالح خالص خدا کے لئے عمل کرنے کو کہتے ہیں جب تک طالب کی ہستی باقی ہے خلوص عمل ممکن نہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے ترک وجود کو عمل صالح فرمایا ہے (انصاف نامہ) شعر

نسیان وجود مغز دین است اجماع محققاں بریں است

(ترجمہ:۔اپنے وجود کو بھول جانا دین کا مغز ہے اور اسی پر محققوں کا اجماع ہے) کیونکہ ہستی ایک ایسا گناہ ہے جس سے بڑھ کر گناہ نہیں (حاشیہ) میاں سید محمود نبیرہ حضرت خاتم کارؒ تحریر فرماتے ہیں کہ "عمل صالح یہی ترک خودی یعنی بدعت باطنی اور رسم و عادت وحدوث اور کفر و شرک خفی کا ازالہ ہے۔ (رسالہ محمود) نیز فعل نیک اس کو کہتے ہیں کہ ہر دم خیال ذکر میں رہے دوسرے خیال کو دل میں آنے نہ دے اور اپنے دم پر نظر رکھے جو دم باہر نکلے اس کو لا سمجھے اور جو دم اندر آئے اس کو الا اللہ جانے (اذکار طریقت)

مرنے سے پہلے مرنا

مرنے سے پہلے مرجانا بھی خدا کے دیدار کی شرط ہے حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ''جو شخص مرنے سے پہلے مرجاتا ہے اسی کو دیدار حاصل ہوتا ہے (شرح عقیدہ) حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ تحریر فرماتے ہیں کہ ''جو شخص خدا کے دیدار اور اس کی معرفت کا طالب ہو اس کو چاہئے کہ خودی سے باہر آئے اور'' مرنے سے پہلے مرو'' کا مرتبہ حاصل کرے (المعیار) اپنا ہر ارادہ اور ہر کام اللہ کے لئے ہونا یہی اختیاری موت ہے۔

ذکر دوام

خدائے تعالیٰ کی بینائی حاصل کرنے کے لئے ذکر دوام کرتے رہنا بھی شرط ہے حضرت مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ '' ذکر کرو تا کہ خدائے تعالیٰ کی بینائی حاصل ہو (انصاف نامہ) میاں ولی جیؒ لکھتے ہیں جو شخص ذکر دوام کرتا ہے اللہ اس پر معرفت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کے دل کو انوار واسرار کی تجلیوں سے منور کردیتا ہے اور اس کے اور خدا کے درمیانی پردے اٹھ جاتے ہیں حتی کہ خدا کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہے'' (انصاف نامہ) ذکر اپنی ہستی کو لا الہ الا اللہ میں محو کردینے کا نام ہے یہاں تک کہ ذاکر کو اپنی کوئی خبر نہ رہے۔ اور صرف مذکور ہی رہ جائے۔ (المعیار) بندگی میاں منصور خاںؒ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص لا الہ الا اللہ کی تلوار سے خود کو کامل طور پر فنا کرتا ہے اور اپنی نفی کر کے الا اللہ کا معنی اپنے اعضاء میں ثابت کرتا ہے وہ شخص اللہ کو بے حجاب دیکھتا ہے (جنت الولایت) شعر

نفی ہستی اک کرشمہ ہے دل آگاہ کا　　　لا کے پردہ میں نہاں موتی ہے الا اللہ کا

صادقوں کی صحبت

صادقوں کی صحبت کے بغیر حق تعالیٰ کے دین کی معرفت اور استعداد پیدا نہیں ہوتی اور حق تعالیٰ کی صفات اور ذات کا دیدار حاصل نہیں ہوتا۔ (صحبت صادقاں) ایک روز بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے غلام زیرکؓ نے حضرت سے عرض کیا اگر آپ مجھے آزاد کردیں تو میں خدا کی بہت عبادت کروں گا حضرت نے اس کو آزاد کردیا لیکن یہ بھی فرمایا کہ ''بہت عبادت کرنے سے زیرک کو جنت مل جائے گی دیدار نصیب نہ ہوگا یہ تو مرشد کی صحبت اور ذکر اللہ سے حاصل ہوتا ہے (دفتر دوم)

اخلاقِ حمیدہ کا حصول

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ فرماتے ہیں کہ ''نماز' روزہ' ذکر اللہ وغیرہ سے خدا نہیں ملتا بلکہ طالب کو اپنے میں وہ تمام صفات پیدا کرنا چاہئے۔ جو خدا نے مومنوں کی صفات میں بیان فرمائے ہیں۔'' حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ مومن بننا چاہئے اور قرآن میں غور کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ نے مومن کس کو کہا ہے (حاشیہ) قرآن شریف میں مومنین کے جو صفات ذکر کئے گئے ہیں مخزن الدلائل میں ان کو یکجا کر کے اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ ''اسلام لانا گرویدہ ہونا' فرمانبرداری کرنا' سچ کہنا' صبر کرنا' نماز وغیرہ میں عاجزی کرنا صدقہ دینا' روزہ رکھنا' حرام سے شرمگاہ کی حفاظت کرنا' اللہ کا ذکر کثیر کرنا' بیہودہ اور باطل کہنے سے پرہیز کرنا' زکواۃ دینا' امانت کی حفاظت کرنا' عہد کو پورا کرنا' اوقات نماز کی حفاظت' دین کی طلب کے لئے زمین کی سیر کرنا' اچھی بات کہنا ماں باپ کے حق میں احسان کرنا' قرابت داروں کا حق دینا' مسکینوں کا حق دینا' ابن سبیل (مسافر) کا حق دینا' فضول خرچی اور بے اندازہ خرچ کرنے سے پرہیز کرنا' کنجوسی سے بچنا' مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنے سے پرہیز کرنا' جس جان کو خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہ کرنا' مگر حق پر قتل کرنا' قاتل کو قتل کرنے میں حد سے نہ بڑھنا' یتیم کے مال کی رعایت کرنا' ناپ اور تول میں کمی اور بیشی نہ کرنا' فسق اور فجور سے توبہ کرنا' جھوٹ سے پرہیز کرنا' اکڑ کر نہ چلنا' اور برے کاموں سے بچنا' حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ ''مومن وہ ہے جو اللہ کے حدود کی حفاظت کرے۔ ہمیشہ متفکر' کامل العقل' پاکیزہ زبان' نیک اخلاق' کم ہنسنے والا' زیادہ زاری کرنے والا کم کھانے والا' ذکر کثیر کرنے والا' ہمیشہ مغموم رہنے والا' خواہشات کا تارک' شہوات کا قاتل' شیطان کا مخالف' رحمٰن کا موافق' دنیا کے کاموں سے متنفر اور آخرت کے کاموں کی طرف راغب' اپنے نفس کے عیوب میں مشغول غیر کے عیوب سے فارغ' اللہ کے وعدہ پر مطمئن' اللہ کے حکم پر ثابت قدم' روز قیامت سے خائف' اللہ اس کا دوست اور قرآن اسکی بات ہو' اور صالحین اس کے دوست ہوں (زاد الناجی) حضرت مہدی علیہ السلام نے خدا کے طالب کو مومن فرمایا ہے (کلام سعادت انجام) نیز آپ فرماتے ہیں کہ ''مومن وہ ہے جو ہر حالت میں صبح و شام خدا کی توجہ میں رہے (حاشیہ) اور فرمایا ہمارا ایمان ذات خدا تمہارا ایمان ذکر خدا'' (شواہد الولایت) اور مجاہد بالنفس کو بھی آپ نے مومن کہا ہے (انوار العیون)

اور یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ مومن کم ہمت ہو جائے گا لیکن طالب دنیا نہ ہو گا (شرح عقیدہ)

اقرب الطریق

اقرب الطریق نزدیک کے راستہ کو کہتے ہیں یعنی خدا سے ملنے کا نزدیک کا راستہ۔ اس کو اوپر واڑے کا راستہ بھی کہتے ہیں یہ راستہ بے اختیاری اور شریعت محمدیؐ کی پابندی ہے۔ چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام اولیائے پیشین کے متعلق فرماتے ہیں کہ "راہ خدا میں بے اختیار کیوں نہ ہوئے کہ شریعت محمدیؐ کے موافق یہی راستہ نزدیک تر تھا (شواہد الولایت)

بے اختیاری

طالب خدا کا فرض ہے کہ ہر کام اور ہر حالت میں اپنے اختیار سے بے اختیار رہے۔ اور خدا جس حال میں اس کو رکھے اس پر راضی رہے اور کھانے پینے، پہننے، اوڑھنے، سونے جاگنے میں اپنا کوئی اختیار باقی نہ رکھے۔ رنج وراحت، صحت وبیماری، عزت وذلت، دوستی ودشمنی، افلاس وتوانگری، تنگی وکشادگی کے عالم میں کوئی خوشی یا غم نہ کرے بلکہ عبادت اور بندگی میں بھی بے اختیار محض رہے۔ اور ان تمام اعمال اور ریاضتوں سے باز رہے۔ جس کا شریعت میں کوئی حکم نہیں ہے۔ جیسے حلال چیزوں کو چھوڑ دینا، چلے کھینچنا، تمام عمر کے روزے رکھنا، کنویں میں الٹے سر لٹکنا، کئی کئی دن کا روزہ رکھنا، رات بھر ایک پیر پر کھڑا رہنا، کسی چیز کی نفس کو خواہش ہو اور وہ چیز غیب سے خدا پہونچائے تو قبول نہ کرنا اور سالہا سال تک نفس کی خواہش کو روک دینا، گھاس پات یا روکھی سوکھی روٹی اپنے لئے لازم کر لینا، اور خدا کوئی اچھی غذا پہونچائے تو نہیں کھانا، نفس کو تکلیف دینے کی خاطر صرف ایک ہی کپڑے پر عمر بسر کر دینا، معمولی قسم کے لباس کو اختیار کر لینا، بغیر نکاح کے مجرّد اور راہبانہ زندگی گزارنا، خلاف سنت لمبے چوڑے ورد، اوراد، وظائف کو اپنا معمول بنالینا، تنہائی کی خاطر جنگل یا پہاڑ پر اکیلے عمر گزار دینا، اور عجیب وغریب قسم کی ریاضتیں، اور مجاہدے جس کا خدا نے کوئی حکم نہیں دیا ہے اختیار کر لینا کیونکہ ایسے تمام اعمال سے حضرت مہدی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ "بے اختیار ہو جاؤ اختیار برا ہے (حاشیہ)

پس گروہ مہدی علیہ السلام میں نہ ریاضتیں ہیں نہ خلوت نہ ترک مباحات نہ تغیر لباس اور نہ ترک زینت وغیرہ کی پابندی جو اولیائے سابق نے اختیار کی تھی اور نہ یہاں رسوم وبدعات کی قسم سے کوئی چیز ہے (الحجۃ البالغہ) بلکہ بندہ کی تدبیر یہی ہے کہ ترک تدبیر کرے اور اہل بصیرت کا شیوہ یہی ہے کہ بے اختیار

رہے۔ (مکتوب میاں شیخ مصطفیٰ ۲) اور اس کے لئے ذکر حق کی مداومت لازمی شرط ہے کہ طالب حق جب ذکر کی لذت پاتا ہے تو تدبیر و اختیار کی محنت برخواست ہو جاتی ہے۔ (ایضاً نمبر ۵۷)

پابندی شریعت

حضرت مہدی علیہ السلام نے شریعت اور طریقت میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی نہیں کی اور اصول اور فروع میں کسی قسم کا فرق پیدا نہیں کیا چنانچہ خدا اور رسول اور تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا اور اولیاء کی ولایت' فرشتوں' اللہ کی کتابوں' سوال قبر' حشر و پل صراط' میزان حساب' اعمالنامہ' بہشت و دوزخ' شفاعت' نزول عیسیٰ' آپ کا دجّال کو قتل کرنا' تمام علامات قیامت اور مغرب سے آفتاب طلوع ہونے تک توبہ کا دروازہ کھلا رہنے کا اقرار' اور تمام مسائل فروع' چنانچہ نماز پنجگانہ' وتر' جنازہ' جمعہ و عیدین' روزہ رمضان' تراویح' فطرہ' قربانی' عشر' زکوۃ' حج' مسح موزہ' سفر میں چہار گانی' فرائض میں نماز قصر اور احکام حیض و نفاس' و عتاق' طلاق و مسائل ظہار و کفارہ' ختنہ و عقیقہ' اور ہر چہار مذہب کو برحق سمجھنے اور اہل بیت سے محبت رکھنے اور صحابہ کی تعظیم' بغیر کمی بیشی کے کرنے اور ان تمام باتوں پر جن پر اہل سنت جماعت کا اتفاق ہے بال برابر بھی فرق نہیں کیا'' (جواہر التصدیق) پس ان اصول و فروع پر اعتقاد و عمل ہی کا نام پابندی شریعت ہے لیکن اس کی پابندی شان بے اختیاری کے ساتھ ہونی چاہئے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا'' شریعت بشریت کے فنا ہونے کے بعد ہے'' (شواہد الولایت) اس کے علاوہ حضرت رسول کریم ﷺ کی سنت پر عمل بھی ضروری ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ'' ہمارا مذہب کتاب اللہ اور اتباع محمد رسول اللہ ہے'' (اخبار الاسرار)

مراتب دیدار

'' دیدار خدا کے تین مرتبے ہیں دیدار چشم خواب' دیدار چشم دل' دیدار چشم سر''

دیدار چشم خواب:۔ جس کو دیدار چشم خواب حاصل ہو اس کو ظالم نفس اور اندک فنا کہتے ہیں۔ ایسے شخص کو ملکوتی مقام سے کچھ تعلق اور باقی ناسوت سے علاقہ ہوتا ہے اس مرتبہ کا نام علم الیقین بھی ہے (حاشیہ) اور ظالم نفس دنیا اور لذائذ دنیا اور تمام لوازمات ناسوت کا تارک ہوتا ہے (ہژدہ آیات)

دیدار چشم دل:۔ اس مرتبہ پر جو فائز ہو وہ مقتصد یعنی میانہ رو اور نیم فنا کہلاتا ہے اس کو جبروت سے اندک میلان اور باقی ملکوت سے تعلق ہوتا ہے عین الیقین اسی مرتبہ کا نام ہے (حاشیہ) اور ایسا شخص بھلائیوں کا

قصد رکھنے والا اللہ کی عنایت اور اس کی ہدایت کا فیض یافتہ اور دنیاوی خطروں اور نفسانی لذتوں پر غالب ہوتا ہے(ہژدہ آیات)

دیدار چشم سر:۔چشم سر سے دیدار پانے والے کو سابق "بالخیرات یعنی نیکیوں میں سبقت کرنے والا کہتے ہیں یہ شخص لاہوتی اور کامل فنا ہوتا ہے۔اور مرتبہ حق الیقین اس کو حاصل ہوتا ہے۔(حاشیہ)اور یہ ہر گونہ اللہ کی محبت میں پیشقدمی کرنے والا اور اللہ میں واصل ہوتا ہے۔اللہ کی ذات میں اس کو سیر حاصل ہوتی ہے(ہژدہ آیات)

صفات طالب صادق

جو شخص دیدار حق سے سرفراز نہ ہو مگر خدا کے دیدار کی طلب اور آرزو رکھتا ہو ایسے شخص پر بھی حضرت مہدی علیہ السلام نے ایمان کا حکم کیا ہے(حاشیہ) لیکن طالب دو گونہ ہیں ایک صادق ایک کاذب۔صادق وہ ہے کہ اس کی طلب کامل اور اس کی تشنگی صالح ہو اور یہ تشنگی اس حد تک پہونچے کہ اگر پانی نہ ملے تو اس کی ہلاکت کا خوف ہو نیز اس کی طلب کامل چشم قابل اور اس کا دل مائل ہو۔طلب کامل یہ کہ جہاں سنے کہ پیر کامل ہے کوشش تمام سے اس کے پاس پہنچے اس کی قدمبوسی حاصل کرے اور اس کے کلام سے بہرہ مند ہو۔چشم قابل یہ کہ پیر کامل کو دیکھے اس کی صفت سے مطلع ہو کر دیدۂ تحقیق سے اس کا معائنہ کرے اس کے پاس صدق وادب کے ساتھ رہے اور اسکی حکم عدولی نہ کرے اور دل مائل یہ کہ پیر کے جمال پر فریفتہ رہے اور پروانہ کے مانند اس پر جان چھڑکے کہ یہی فریفتگی مرید کے لئے اس کی امیدوں کا دروازہ کھول دے گی اور طالب کاذب وہ ہے کہ اس کی تشنگی ایسی ہے کہ اگر پانی مل جائے تو پی لے ورنہ کوئی خوف ہلاکت نہیں اور پیر کے کلام اور افعال میں بعض پر تو یقین رکھے اور بعض کا انکار کرے اور اس کے جمال پر مبتلا نہ ہو(اصل الاصول)

حضرت مہدی علیہ السلام نے طالب صادق کے یہ چھ صفات بیان فرمائے ہیں اپنے دل کی توجہ غیر حق سے ہٹا لینا اپنے دل کی توجہ خدا کی طرف لگا دینا' ہمیشہ خدا میں مشغول رہنا' دنیا سے علیحدہ ہو جانا' خلق سے عزلت اختیار کرنا اور اپنے سے نکل آنے کی کوشش میں لگے رہنا(عقیدہ شریفہ) ان صفات کو حضرت مہدی علیہ السلام نے صفت نفس ایمان بتلایا ہے۔اور آپ فرماتے ہیں"جو شخص نفس ایمان بھی نہیں رکھتا وہ عذاب سے کیسے چھوٹ سکتا ہے"(حاشیہ)

☆☆☆

اٹھارواں باب

ہجرت وطن :

ہجرت ولایت کا تیسرا فرض ہے۔ ہجرت اور صحبت سے باز رہنے والا منافق ہے اور جو لوگ ہجرت نہ کریں اور صحبت سے باز رہیں ان سے دوستی کرنے اور اس کے گھر جانے کی ممانعت ہے اور ان لوگوں سے بھی دوستی منع ہے۔ جو ہجرت سے باز رہنے کا سبب ہیں (انصاف نامہ) لیکن جو ہجرت سے معذور ہے اس پر حکم نفاق عاید نہیں ہوسکتا'' (خصائص امام مہدی موعودؑ) اور معذور وہ ہے جو بے بسی کی وجہ ہجرت نہ کر سکے یا کوئی تدبیر اس کو نہ سجھائی دے یا راستہ سے ناواقف ہو (انصاف نامہ) حدیث شریف میں ہے کہ اسلام' ہجرت اور حج اپنے سے پہلے گناہوں سے منقطع کر دیتے ہیں'' عقیدہ شریفہ میں مصدق کی چار علامتیں بتلائی گئی ہیں۔ ہجرت' اخراج' ایذا و قتال'' ہجرت نابالغ لڑکوں اور عورتوں پر بھی فرض ہے۔ (انصاف نامہ)

ہجرت یہ ہے کہ باپ' بیٹوں' بھائیوں' عورتوں اور رشتہ داروں سے علیحدہ ہو جائیں اور مال تجارت اور مکانات کو راہ خدا میں چھوڑ دیں جو شخص ان چیزوں کی محبت کی وجہ ہجرت اور جہاد سے باز رہے گا وہ فاسق ہے (قرآن حکیم جز ۱۰ ارکوع ۸) اگر ایسے وقت ماں باپ راہ حق سے روکیں تو ان کی بات نہ مانے کیونکہ کفر و شرک اور گناہ کے معاملے میں ان کی اطاعت ضروری نہیں ہے (قرآن حکیم جز ۲۸ رکوع ۶) بیوی بوقت ہجرت اگر ساتھ نہ دے تو اس کا اختیار اس کو دیدے (حاشیہ) ہجرت کے بعد بھی اپنے سگوں سے دلی میلان رکھنا منع ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''جو شخص گجرات سے ہجرت کر کے خراسان جائے اور اس کے قرابت دار گجرات میں ہوں اور اس کی دلی توجہ قرابت داروں کی طرف ہو وہ شخص ظالم ہے۔ اور ایک نقل میں یہ الفاظ ہیں کہ اس کو دین کا بہرہ نہیں پہونچتا مگر اپنے خطرہ سے توبہ کرے تو خدائے تعالیٰ بخشے (حاشیہ) جو فقیر مہاجر مر جائے تو ایسے قرابت دار جنہوں نے ہجرت نہیں کی اس کے مال متروکہ کے وارث نہیں ہوسکتے (نقلیات میاں عبد الرشیدؒ) لیکن جو قرابت دار ہجرت اور جہاد کریں ان کے ساتھ حق صلہ رحم بجالانا چاہیئے۔ اور ایسے لوگ ولایت میں حصہ بھی پاسکتے ہیں۔ (ایضاً) بوقت ہجرت اپنی جائیداد خیرات کر دینا یا کسی دینی کام کے لئے وقف کر دینا باعث اجر ہے اگر کسی نے اپنی جائیداد ہجرت کے وقت

اپنے وارثوں کے حق میں چھوڑ دی تو جائز ہے۔اگر کوئی شخص اپنی جائیداد فروخت کردے اوراس کا پیسہ فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے لئے ہجرت کے وقت اپنے ساتھ رکھے تو مباح ہے۔ ہجرت سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ ترک معاصی بھی داخل ہجرت ہے۔(مسند امام احمدؒ) جو شخص ہجرت کرنا چاہے اس کو چاہئے کہ اپنے ذمہ کا قرض ادا کردے لوگوں کی امانتیں اپنے پاس رکھی ہوئی ہوں تو ان کے مالکوں کے حوالے کردے جو لوگ ہجرت کرکے آئیں ان سے محبت کرنا اوران کو مدد کے طور پر کچھ دینا اوران کے متعلق دل میں کوئی خلجان نہ رکھنا اوران کو اپنی ذاتوں پر ترجیح دینا چاہئے۔ چاہے خود بھوکے رہ کر ہی کیوں نہ ہو اوراس معاملہ میں اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رہنا باعث فلاح و بہبود ہے(انصاف نامہ)

ہجرت کے کئی اقسام ہیں پہلے مرشد کی صحبت اختیار کرنے کے لئے وطن چھوڑ کر ہجرت کرنا دوسرے جہاد کے لئے ہجرت کرنا' تیسرے ایسے مقام سے ہجرت کرنا جہاں رہ کر احکام دین کی پابندی نہیں ہوسکتی چوتھے دین کی تبلیغ کے لئے ہجرت کرنا پانچویں اخراج چھٹے ہجرت باطنی۔

مرشد کی صحبت کے لئے ہجرت کرنا

تزکیہ نفس اور کاملین کی صحبت سے استفادہ کے لئے ہجرت فرض ہے ترک دنیا کے بعد طالب حق پر لازم ہے کہ مرشد کی صحبت میں آجائے اور مرشد دوسرے مقام پر ہے تو وطن سے نکل جائے اگر اسی مقام پر ہے تو اس کے دائرہ یا اسکی مسجد میں آجانا کافی ہے۔اشعار

ہجرت کا فرض لائیے ہر حال میں بجا ۔۔۔ گھر سے نکل کے مسجد مرشد میں آیئے
پھر چاہے دو قدم ہی پر مسجد وہ کیوں نہ ہو ۔۔۔ یا دو ہزار میل پہ آپ اس کو پایئے

جو مریض اپنے مرض الموت یا بستر المرگ پر دنیا کو ترک کرے اوراس میں اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ مرشد کی مسجد میں آسکے تو جو لوگ اس کے پاس ہیں ان کا فرض ہے کہ اس کو مرشد کی مسجد میں پہونچادیں تاکہ اس کی ہجرت ادا ہوجائے۔ جو شخص دنیا کو ترک کردے اور ہجرت کرکے مرشد کے دائرہ کی طرف آتے ہوئے راستہ میں مرجائے وہ مومن ہے اوراس کا اجر پر ہے(انصاف نامہ) ہجرت کے ساتھ ہی اپنے دنیا دار رشتہ داروں اوراپنے گھر دار وطن سے تعلق منقطع کردینا چاہئے(انصاف نامہ)

جو فقیر اپنے مقام پر اپنے مرشد کی صحبت میں ہے اگر اس کے باپ بھائی بیٹے وغیرہ تارک الدنیا اور

طالب مولیٰ ہیں تو ان سے تعلق رکھے۔ ورنہ ان سے الگ ہو جائے۔ اسی طرح اگر بیوی تارک الدنیا ہے تو اس کو ساتھ رکھے ورنہ اس کا اختیار اس کو دیدے (حاشیہ)

اگر دائرہ نہیں ہے اور اپنے ہی مکان میں ٹھیرا ہوا ہے تو مکان کے کسی گوشہ یا حجرہ میں ایسے کنبہ داروں اور عزیزوں سے جو طالبان حق اور تارکان دنیا نہیں ہیں بے تعلق ہو کر زندگی بسر کردے اور نماز پنج وقتہ اپنے مرشد کے ساتھ پڑھے فجر سے دن نکلنے تک اور عصر سے عشاء تک مرشد کی مسجد میں حاضر رہ کر ذکر کی حفاظت کرتا رہے اگر عورت بچے عزیز و اقارب بوقت ترک دنیا ساتھ نہ دیں اور بعد میں ہجرت کر کے دائرہ میں آجائیں تو ان سے دوستی جائز ہے۔ ان کو معاف کر دینا چاہئے (انصاف نامہ) اگر کسی طالب کا مرشد دوسرے مقام پر ہے اور طالب کو اپنے وطن ہی میں رہنے کی اجازت دے تو وطن ہی میں رہ کر ذکر و فکر اور احکامات الٰہی کی پابندی میں عمر گزار دے بعض لوگوں کو جو ہجرت کرنا چاہتے تھے حضرت مہدی علیہ السلام نے ایسی اجازت عطا فرمائی ہے (اخبار الاسرار) جب حضرت مہدیؑ شہر بیدر سے کوچ فرمانے لگے تو شیخ مومن توکلیؒ بھی ہمراہ ہو گئے آنحضرتؑ نے شیخ مذکور کو ان کی معذوری کے تحت موضع اڑم میں چھوڑ کر فرمایا کہ تمہارا مقصد پورا ہو گیا ہے تم یہیں رہو تم ہمارے نزدیک ہیں اور ہم تمہارے نزدیک ہیں (مولود میاں عبدالرحمٰنؒ)

اگر کوئی طالب مرشد کی خدمت میں کچھ عرصہ تک رہا اس کے بعد مرشد نے اس کو اپنے وطن واپس لوٹنے اور وہاں رہنے کی اجازت دی تو ایسا شخص بھی اپنے وطن میں رہ سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص ہجرت کر کے چند روز مرشد کے پاس رہا پھر فقر و فاقہ برداشت نہ کر کے یا اور کسی وجہ سے بلا علم و اطلاع یا بلا اجازت مرشد اپنے وطن واپس آ گیا تو ایسا شخص منافق ہے اس عمل سے اس کی سابقہ ہجرت منہدم ہو جائے گی مکرر اس پر ہجرت فرض ہو گی اس لئے جب تک مرشد اجازت نہ دے اسی کے پاس رہنا چاہئے۔ (ترغیب الطالبین) بندگی میاں عبدالکریم نوریؒ فرماتے ہیں کہ "بغیر ہجرت کے علیحدگی گمراہی ہے" (معرفت المصدقین)

جہاد کے لئے ہجرت کرنا

کفار سے اگر مقابلہ درپیش ہو اور جہاد ظاہری قائم کیا جائے تو اس وقت گھر دار اور اہل و عیال کو چھوڑ کر جہاد میں شریک ہو جانا فرض ہے جو شخص بیوی بچوں وطن اور ابنائے وطن اور مال و زر کی محبت کی وجہ ایسی ہجرت

سے باز رہے گا وہ فاسق ومنافق ہے۔اسی طرح جہاد باطنی کے لئے یعنی نفس سے لڑنے اوراس کو زیر کرنے کے لئے وطن کو چھوڑ کر اللہ والوں کی خدمت میں حاضر ہوجانا اوران کی صحبت اختیار کرنا بھی فرض ہے۔کیونکہ اس کے سوانفس وشیطان کے دھوکوں سے رہائی حاصل نہیں ہوسکتی۔حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ فرماتے ہیں کہ ’’آگ تین قسم کی ہے آگ عشق، آگ فاقہ، آگ شمشیراور چوتھی آگ دوزخ کی ہے۔مومن کوان تین اقسام کی آگ میں کسی ایک آگ میں جلنا چاہئے۔جو شخص ان میں سے کسی ایک آگ میں نہ جلے وہ ضرورآخرت کی آگ میں جلے گا‘‘(حاشیہ)

ایسے مقام سے جہاں رہ کر احکام دین کی پابندی نہیں ہوسکتی ہجرت کرنا

جس مقام پر رہ کر احکام دین کی پابندی یااس کی حفاظت نہ ہوسکے یا جہاں اظہار دین خوفناک ہووہاں رہنے میں دین کا نقصان ہے اس لئے وہاں سے ایسے مقام کی طرف ہجرت کرنا فرض ہے جہاں اظہار دین میں کسی قسم کا خوف لاحق نہ ہو حدیث شریف میں ہے جوشخص اپنے دین کی حفاظت کے لئے ایک قطعۂ زمین سے دوسرے قطعۂ زمین کی طرف چلا جائے اگرچہ ان دونوں کا فاصلہ تھوڑا ہی ہو وہ شخص اپنے باپ ابراہیمؑ اوراپنے پیغمبر محمدؐ کا ساتھی اوررفیق ہوگا (تنویرالابصار)

جہاں براماحول پیدا ہوجائے اور بری صحبت کے اثرات سے احکام دین کی پابندی میں سستی کا اندیشہ ہو وہاں سے بھی ہجرت حفاظت دین کا سبب ہے۔ایک دفعہ بندگی میاں سید نورمحمدؓ نے دائرہ میں کسی کوڈھول بجانے سے منع فرمایالیکن بجانے والوں کے حکم نہیں ماننے پر آپ نے اس مقام سے ہجرت فرمائی ہے (تذکرۃ المرشدین) حضرت خلیفہ گروہؓ نے جالور سے ایک دفعہ محض اس لئے ہجرت کا ارادہ فرمایا تھا کہ وہاں کے حاکم نے چندہ کر کے آپ کووہ رقم گذرانی چاہی تھی (خاتم سلیمانی) حضرت بندگی میاں سید یعقوب حسن ولایتؓ نے موضع لاکھ سے صرف اس لئے ہجرت فرمائی تھی کہ وہاں فتوحات زیادہ ہوگئی تھیں۔(خاتم سلیمانی) اورحضرت بندگی میاں سید سعد اللہؓ نے ایک مقام سے اس لئے ہجرت کی تھی کہ وہاں کے لوگ عشر اورزکواۃ پر عامل نہیں تھے (تذکرۃ المرشدین) اگرکسی مقام پر بدامنی اورانتشار ہوجائے تو وہاں سے نکل جانا چاہئے۔جیسے حضرت خاتم المرشدؓ نے گجرات سے جالور کواور حضرت بندگی میاں سید تشریف اللہؓ نے دکن کو اس لئے ہجرت کی تھی کہ مغلوں کے حملہ کی وجہ اس ملک میں عام پریشانی پھیل گئی تھی (خاتم سلیمانی)

حضرت خاتم المرشدؒ کا فرمان ہے کہ ''جہاں امن اور آرام دیکھو وہاں دائرہ باندھ کر رہو (خاتم سلیمانی) جس مقام پر جاتے ہی نصیب دنیا سے کچھ حصہ ملے ایسے مقام کو بزرگوں نے منحوس جانا ہے (انصاف نامہ)

تبلیغ دین کے لئے ہجرت کرنا

تبلیغ دین کے لئے ہجرت اس کے لئے ہے جو علم دین سے واقف اور علم کلام اور بحث و مباحثہ میں ماہر ہو' صحابہؓ کرام' تابعین' تبع تابعین' کبھی ایک جگہ ٹک کر نہیں رہے۔ محض دین کی تبلیغ اور اعلائے کلمتہ الحق کے لئے ہمیشہ حالت ہجرت و مسافرت میں رہے۔ نقل مہدیؑ ہے ''مہدی اور اس کی قوم کا کوئی مقام و مسکن اور کوئی جگہ نہیں'' (مکتوب مرغوب)

بزرگان دینؒ نے بعض مرتبہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو اس لئے بھی ہجرت فرمائی ہے کہ اس دوسرے مقام کے لوگوں نے عقیدت و محبت سے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ جیسے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد بھی انصار کی عقیدت کے مدنظر مدینہ ہی میں قیام فرمایا'' بعض مرتبہ ایسے مقامات پر بھی بزرگان دینؒ نے دائرہ کی بنیاد ڈالی ہے جہاں مہدویہ آبادی کثرت سے تھی اس سے ان بزرگوں کا مقصود اپنے لوگوں کو دین سے واقف کرانے کا تھا۔

اخراج

اخراج گھروں سے نکال دئے جانے کو کہتے ہیں۔ مخالفین دشمنی اور عداوت مذہب کی بنا پر گھروں سے نکال دیں تو ایسے وقت گھر اور وطن کو چھوڑ دینا اور جو کچھ گھر میں ہے سب کچھ چھوڑ کر نکل جانا اور اس کی طرف التفات نہ کرنا چاہئے (انصاف نامہ) حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے مصدق کی چار علامتیں بیان فرمائی ہیں ہجرت' اخراج' ایذا اور قتال (عقیدہ شریفہ) حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ فرماتے ہیں کہ ''مومن کو چار وقت عطائے باری ہوتا ہے زحمت کے وقت' اخراج کے وقت' فقر و فاقہ کے وقت اور نزاع کے وقت (حاشیہ) حدیث شریف میں ہے ''دین غربت سے شروع ہوا پھر غربت کی طرف لوٹ جائے گا پس غریبوں کو خوشخبری ہو'' (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؒ) میاں عبدالغفور سجاوندیؒ لکھتے ہیں کہ ''غربت سے مراد ہجرت' اخراج' ایذا اور قتال ہے'' (ہژدہ آیات)

ہجرت باطنی

ہجرت باطنی بھی فرض ہے یعنی اپنے سے نکل جانا اس کا مطلب میں پنے اور بشریت کو فنا کر دینے کا

ہے۔اگر طالب حق اپنے ظاہری حواس سے اپنا خیال ہٹا کران کو معطل کردے اور ہمیشہ ذکراللہ میں منہمک رہے تو اس کے حواس باطنی قوی ہوجاتے ہیں اوراس پر ملکوت کے اسرار منکشف ہوتے ہیں یہی اپنے سے نکل آنا ہے۔

آنکھ‘ کان‘ مکھ‘ مونده‘ کرنام نرنجن لیہ بھیتر کے پٹ جب کھلیں باہر کے پٹ دیہ

یعنی آنکھ کان اورمنہ کو بند کرکے (بے اختیاری کے ساتھ ہر سانس کے ذریعہ توجہ قلبی سے) خدا کا نام لیتا رہ اوراندر کے دروازے اسی وقت کھلیں گے جب کہ تو باہر کے دروازوں کو بند کردے گا لیکن باطنی ہجرت بغیر ظاہری ہجرت کے نصیب نہیں ہوتی (معارج الولایت) واللہ اعلم

حضرت بندگی میاں شیخ محمود بن بندگی میاں الہداد حمید مہاجرؒ فرماتے ہیں کہ ”ذاکر بیٹھے ہوئے بھی سیر میں رہتا ہے ہر ساعت اس کو ترقی ہوتی ہے۔اور روزانہ کئی مقام طئے کرتا ہے اور تمام آفاق کو اپنے نفس میں مشاہدہ کرتا ہے اس کو سفر در وطن کہتے ہیں (ارشاد الطالبین) پس ہجرت باطنی کلمہ لا الہ الا اللہ کی ورزش سے مقام لا سے کوچ کرکے مقام الہ پر پہونچنا پھر وہاں سے مقام الا اللہ پر خود کو پہونچانا ہے“

☆☆☆

انیسواں باب

صحبت صادقاں :

صادق مرشَد کامل کو کہتے ہیں۔اوراس کی صحبت ایسا فرض ہے کہ بجز اس کے کوئی فرض ادانہیں ہوتا نہ اس کے بغیر فقیری میں کمال حاصل ہوتا ہے نہ اس کے سوا کسب کے حدود کی حفاظت' دیانت کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ''خدا کے ساتھ رہو اگر اتنی طاقت نہیں ہے تو پھر اس کے ساتھ رہو جواللہ کے ساتھ ہے (شفاء المومنین) نیز آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ''صحبت میں تاثیر ہے'' (رسالہ صحبت صادقاں) شعر

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالع ترا طالع کند

یعنی نیک آدمی کی صحبت تجھ کو نیک اور برے آدمی کی صحبت تجھ کو برا کر دیتی ہے۔

بغیر صحبت کے کوئی شخص ارکان دین میں فقیہ نہیں ہوسکتا تمام احکام کا جاننا علم معرفت کا حصول ترکیب ذکر اللہ کی دریافت اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے اسرار سے واقفیت محض اسی ایک فرض کی ادائی پر منحصر ہے۔شیطان کے دھوکوں اور نفس کے مغالطوں سے بچ کر منزل مقصود کو پہونچنا بھی بغیر مرشد کے دشوار ہے۔اسی لئے حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی شیخ (مرشد) نہیں اس کو دین نہیں'' (معارج الولایت)

مرشد کے اوصاف

صادق وہ ہے جو فقیر (تارک الدنیا) ہو مہاجر ہو گھر سے نکال دیا گیا ہو مال سے بے دخل ہو چکا ہو اللہ کے فضل (بینائی) کا طالب ہو اس کی رضا مندی کو چاہے اللہ اور اس کے رسول کا مددگار رہو (دین خدا کی مدد کرے) (قرآن حکیم سورہ حشر) حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں کہ' صادق وہ ہے جس کا قول وفعل وحال ایک ہو' یعنی جو کہتا ہو کرتا ہو اور جو کرتا ہو ویسی ہی اس کی باطنی حالت ہو' (انصاف نامہ) حضرت بندگی میاں سید میرانجی مرشد الزماںؓ فرماتے ہیں''صادق اس کو کہتے ہیں جسکا مقصد خدا ہو اور عقیدہ درست رکھتا ہو اور اس کا سلسلہ حضرت مہدی علیہ السلام تک مستقیم ہو اور زمانے میں اہل فضل ہو اور اپنے مرشد کا مبشر و منظور ہو اور حکم خلافت پایا ہو (زادلنا جی) نیز آپ نے مرشد حق کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے

جوشخص اپنی ہستی سے کراہیت رکھتا ہواور اعتقادات میں افراط وتفریط کرنے سے بیزار اور اعمال میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کرتا ہووہ مرشد برحق ہے (زادالناجی) انصاف نامہ میں ہے نبی ﷺ اور مہدی علیہ السلام کے بعد جن کو خدائے تعالیٰ سے محبت ہے ان کی محبت فرض ہے یا ملکوتی ہوں یا جبروتی یا لاہوتی۔ حضرت بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہؒ نے خلافت اور سجادگی کے لئے جن باتوں کو ضروری خیال فرمایا ہے وہ یہ ہیں ''کلام اللہ کی اطاعت کے ساتھ اپنے بزرگوں کی پیروی اختیار کرنا' صادقوں کی صحبت میں رہ کر شقاوت' شرارت' فسق وفجور اور ان امور سے جو فرامین رسول ﷺ ومہدی علیہ السلام کے خلاف ظہور میں آئے ہیں توبہ کرنا خدا کے دیدار کے لئے دنیا اور اہل دنیا سے علیحدہ ہوجانا صدق ودیانت کے ساتھ نیکی اور پرہیزگاری کو پیش کرنا' فرائض شریعت یعنی نماز' روزہ' حج' زکواۃ' حلال وحرام کو عقاید سنت وجماعت کے موافق پوری طرح ادا کرنا' حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کو عشق بازی اور جانبازی سمجھ کر ذات حق کی معرفت اور دیدار کے لئے جان وتن مال اہل عیال کو اس ذات پر فدا کرنا اور اپنے سر کو نبی ﷺ اور مہدی علیہ السلام کے آستانہ پر ٹیک دینا اور احکام طریقت یعنی ترک دنیا' طلب خدا' ہجرت وطن' صحبت صادقاں' ذکر کثیر اور عزلت خلق وغیرہ ارکان کو خدا کے دیدار کے لئے صدق ودیانت سے کامل طور پر ادا کرنا (رسالہ صحبت صادقاں)

حضرت بندگی میاں سید فضل اللہؒ نے مرشد صادق کے شرائط یہ بیان فرمائے ہیں ''خدائے تعالیٰ کو دیکھتا ہوچاہے چشم سر سے یا چشم دل سے یا خواب میں اگر یہ نہ ہوتو پھر طالب صادق ہو سچ بولنے والا ہو' عدل کرنے والا ہواور اپنے مرشد سے رضائے مرشدی حاصل کیا ہوا ہو' علم معرفت کا عالم ہو' فقیروں کے ساتھ دلجوئی سے پیش آئے اور ان کے بار کا متحمل ہو' عاقل ہو' بالغ ہو' دیانت دار اور انصاف جس کا شعار ہواور اخلاق حضرت رسول کریم ﷺ پر عامل ہواور حسن اخلاق میں کامل ہو یعنی جو شخص اس سے دشمنی اور عداوت کرے اس سے دوستی کرے اور جو شخص اس کو محروم کرے اس پر عطاو بخشش کرے اور جو شخص اس پر ظلم وجبر کرے اس کو معاف کرے اور درگذر کرے یہی حسن اخلاق ہے۔ (سنت الصالحین) حضرت بندگی میاں سید محمود نبیرۂ حضرت خاتم کارؒ کی تحریر سے داعی الی اللہ کے صفات یہ معلوم ہوتے ہیں کہ وہ ترک حیات دنیا کرے' ہجرت کرے' علایق قطع اور ترک علائق کرے' توکل وتسلیم جو فرض عین ہے اختیار کرے' خلق سے طمع نہ رکھے' تعین کو چھوڑدے' نفع ونقصان کو خدا ہی کی طرف سے سمجھے' اور خدا کے فرمان پر یقین رکھے۔ خلق

سے عزلت اختیار کرے اور ہمیشہ خلوت اور ذکر وفکر میں رہے، تقویٰ پر قائم رہے، دل کی توجہ ہمیشہ خدا کی طرف رکھے اور مراقبہ میں رہے، اور حق کو اپنے اوپر مطلع دیکھے اور عشق وتجرید وتفرید وتزکیہ وتصفیہ وتجلیہ وشرح صدور وطلب ومحبت وفنا ووجدان وعرفان وقرب وانس اور وصال ذات حاصل کرے (معارج الولایت)

اور بعضوں نے صادقوں کی یہ تعریف کی ہے کہ اس کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اس کے کلام سے علم میں زیادتی ہو اس کے عمل سے دیکھنے والے کو آخرت کی رغبت ہو (سنت الصالحین)

صادق جس کو مرشد کامل بھی کہتے ہیں وہی ہے جس میں مذکورہ صفات موجود ہوں اور صادق کی صحبت سے باز رہنے والا مدعی کذاب ہے (شفاء المومنین) لیکن اگر صادق دستیاب نہ ہو تو غیر صادق کی صحبت نہ ضروری ہے نہ فرض بلکہ صحبت غیر صادق سے بجائے فائدہ کے نقصان کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ میاں سید شریفؒ تحریر فرماتے ہیں کہ پیر دو قسم کے ہیں ایک کامل دوسرا ناقص اور پیر کامل وہ ہے جو من عرف نفسه فقد عرف ربه کی حقیقت سے واقف ہے اور فیض نبوت وولایت سے مستفیض ہے اور اپنے پیر کی وساطت سے خدا کو علم الیقین یا عین الیقین سے دیکھا ہوا ہے ایسے ہی شیخ کی صحبت ہدایت تک پہونچاتی ہے۔ اس کا ہاتھ پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے۔ پیر ناقص وہ ہے جو خدائے تعالیٰ کی معرفت سے بے خبر اور بہرۂ نبوت وولایت سے محروم ہے اور خود سے کوئی آگاہی نہیں رکھتا اپنے باپ دادا کے نام پر ناز کرتا ہے اور کہتا ہے میں فلاں سید کا پوتا اور فلاں بزرگ کا بیٹا ہوں مخلوق کو اپنے اس طنطنہ کی وجہ راہ حق سے پلٹاتا ہے اور اپنے نفس شوم کو اس فن وفریب کی وجہ سے پالتا ہے پس اس کا ہاتھ شیطان کے ہاتھ میں ہے ایسے شخص کی صحبت گمراہی کی طرف کھینچتی ہے'' (اصل الاصول)

تربیت ہونے کا طریقہ

بندگی میاں شاہ قاسمؒ لکھتے ہیں کہ ''تربیت ہونا واجب ہے اور عمل تربیت کے وجوب کا منکر منافق ہے'' (جامع الاصول) اور گروہ مقدسہ میں تربیت ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ طالب مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر باوضو اور باادب بیٹھے مرشد اس کو ایمان مفصل، اور پانچ کلمے پڑھائے اور تین بار حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کا اقرار کرائے اس کے بعد یہ دعا پڑھائے۔

الٰھی بحرمت لا اله الا الله آدم صفی الله صلواة الله سلامه علیه

الٰهی بحرمت لا اله الا الله نوح نجی الله صلواة الله سلامه علیه

الٰهی بحرمت لا اله الا الله ابراهیم خلیل الله صلواة الله سلامه علیه

الٰهی بحرمت لا اله الا الله موسیٰ کلیم الله صلواة الله سلامه علیه

الٰهی بحرمت لا اله الا الله عیسیٰ روح الله صلواة الله سلامه علیه

الٰهی بحرمت لا اله الا الله محمد رسول الله صلواة الله سلامه علیه

الٰهی بحرمت حضرت مهدی موعود مراد الله صلواة الله سلامه علیه

اس دعا کے ختم پر ذکر'' الا الله توں هے لا اله هوں نهیں '' کا دم دے اور اپنا مشاہدہ بتائے پھر اپنا سلسلہ تربیت پڑھائے۔

بیعت کا طریقہ

بیعت کا طریقہ یہ ہے کہ طالب اپنا ہاتھ بڑھائے اور مرشد اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھے طالب یہ اقرار کرے ''میں نے اپنی ذات خدا کے لئے آپ کے ہاتھ پر بیع کی (بیچ دی) اور مرشد کہے میں نے تمہاری بیعت خدا کے لئے قبول کی'' علاقہ لگانا اسی کو کہتے ہیں اور عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ میں پردہ باندھ دیا جائے جس کے ایک طرف مرشد اور دوسری طرف عورت بیٹھے مرشد ایک کٹورہ پانی سے بھرا ہوا اپنے ہاتھ پر رکھے اس کے بعد عورت اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈلے پھر مندرجہ بالا ایجاب وقبول کیا جائے (نقلیات میاں سید عالمؒ)

صحبت کے شرائط

صحبت کے شرائط یہ ہیں۔ بیعت یعنی خدا طلبی پر مرے دم تک قائم رہنا' مال وجاہ کی محبت سے دل کو سرد کرنا یعنی دنیا کو ترک کرنا اور عزت کو ترک کر کے نیستی اور تسلیمی اختیار کرنا' گھر دار اور وطن چھوڑ کر مرشد کے دائرہ میں آرہنا' دنیاداروں کے گھر جانے سے پرہیز کرنا' کفر نافرمانی اور گناہ کبیرہ وصغیرہ سے باز رہنا' اور کوئی لغزش ہوجائے تو مرشد کے پاس حاضر ہوکر رجوع لانا اور توبہ کرنا مرشد کی تقلید پر قائم رہنا' اور اسی کے عمل کو اپنے لئے نمونہ بنائے رکھنا' اپنے تمام کام مرشد کے حوالے کر دینا اور اپنا کوئی اختیار باقی نہ رکھنا' اپنے نفس کو مجبور کر کے ہر حال میں مرشد کے ساتھ رہنا اس کی نصیحت کو سننا چاہے وہ نصیحت اپنے نفس کے خلاف

کیوں نہ ہو جب تک مرشد اپنی خوشی سے اجازت نہ دے اسی کے پاس رہنا''

کاسبوں پر بھی بیعت ہونے اور علاقہ لگانے کے بعد مرشد کی نصیحت کو سننا اور کفر نافرمانی اور گناہوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ کاسب کا فرض ہے کہ بحالت کسب' مرشد فقراء اور صالحین سے صحبت رکھے وعظ و بیان کی مجالس اور بہرہ عام اور اجماع میں شرکت کرے کہ کسب کے لئے بندگان خدا کی صحبت میں رہنے کی بھی ایک شرط عائد کی گئی ہے (حاشیہ) اور اپنے اعمال و احوال میں مرشد کا مقلد رہے کہ مبتدی کے لئے پیر کی اقتداء لازم ہے (شفاء المومنین)

مرید کے آداب

مرید کے آداب حسب ذیل ہیں۔

(۱) اپنی جان کو مرشد کی جان سے زیادہ نہ چاہے۔

(۲) اپنے دل میں ایمان کی محبت بڑھائے اور ایمان اور احکام ایمان سے رغبت قائم کرے

(۳) کسی کام میں بلا اجازت مرشد پیشدستی نہ کرے۔

(۴) مرشد کے آگے بلند اور تیز آواز سے بات چیت نہ کرے۔

(۵) جب مرشد سے گفتگو کرے تو نرمی اور انکساری کے ساتھ کرے۔

(۶) مرشد کے حجرے اور قیام کے باہر خلاف آداب چیخ و پکار نہ کرے۔

(۷) کسی کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم نہ کرے۔

(۸) مرشد سے بار بار سوالات نہ کرے۔

(۹) مرشد کی خدمت باحسن الوجوہ بجالائے۔ مثلاً اس کو وضو کرانا وغیرہ اور اپنے آپ کو مرشد کا ادنیٰ غلام سمجھے۔

(۱۰) مرشد کی بلا اجازت دائرہ کے باہر نہ جائے اگر دائرہ نہیں ہے اور مسجد میں ٹھیرا ہوا ہے تو مسجد کے باہر کسی کام کے لئے بغیر اجازت مرشد کے نہ جائے اگر علیحدہ مکان میں ہے بھی تو کہیں جانا آنا ہے تو مرشد کی اجازت لے لے۔

(۱۱) جس طرح جانور جہاں چاہے چلا جاتا ہے اس طرح بار بار دنیا داروں کے گھر جانا اور مرشد کی ممانعت کے باوجود نہ رکنا منع ہے اس سے حدود دائرہ کی پابندی متاثر ہوتی ہے۔

(۱۲) مرشد کے حکم کی تعمیل کرے یہاں تک کہ اس کے کسی حکم سے اس کے دل میں خلجان تک نہ ہو اور جو بھی کام اس کے سپرد کیا جائے خوشی سے بجالائے مثلاً مسجد میں پانی بھرنا یا جھاڑو دینا یا جنگل سے لکڑیاں لانا وغیرہ۔ بزرگان دینؒ پہلے ہر مرید کو ایک ایک کام پر مقرر کر دیتے تھے۔

(۱۳) مرشد اگر بطور امانت کوئی چیز اس کے پاس رکھے تو اس میں خیانت نہ کرے اور جس وقت مرشد طلب کرے فوراً وہ چیز پیش کر دے۔

(۱۴) جو کچھ خدا دے وہ سب کا سب مرشد کو دیدے اگر ایسا نہ کر سکے تو اس کا عشر ضرور مرشد کی خدمت میں پیش کر دے۔

(۱۵) اگر کاسب ہے یا فقیر اہل فراغ ہے یا فقیر تعین خوار ہے سویت میں حصہ نہ لے۔

(۱۶) اگر اپنے مرشد کے دائرہ میں احکام عالیت کی وجہ صبر نہیں کر سکتا تو دوسرے دائرہ میں نہ جائے بلکہ یہیں رہ کر سختیوں پر صبر کرے خدا اس کا اجر دے گا کیونکہ جو شخص روٹی کی غرض سے عالیت کی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جائے گا اس کو دین کا بہرہ نہیں ملے گا اور یہ جانا خدا کے لئے نہ ہوگا۔

(۱۷) مرشد سے کوئی رخصتی فعل سرزد ہو تو اس کو حجت نہ بنائے۔ حتی الامکان عالیت پر عمل کرے۔

(۱۸) اگر مرشد فقیروں کے حق سے زیادہ اس کو دے تو سویت میں اپنا جو حصہ ہے اس سے زیادہ قبول نہ کرے۔

(۱۹) فقیران دائرہ کے ساتھ محبت اور دلجوئی سے پیش آئے ان کا ادب کرے ان کے ساتھ عجز و عاجزی کو اپنا شعار بنائے ان کی خدمت کرتا رہے۔

(۲۰) کسی فقیر دائرہ کے ساتھ جھگڑا اور مخالفت نہ کرے۔

(۲۱) اگر کسی پر اس کی آبرو یا کسی اور بات میں ظلم کرے تو اسی روز معاف کرالے۔

(۲۲) جو احسان کرے اس کے ساتھ ضرور احسان کرے جو برائی سے پیش آئے اس کے ساتھ برائی نہ کرے

(۲۳) جو فقراء اپنے سے علم یا عرفان یا رشتے یا عمر میں چھوٹے ہوں ان پر اپنی بڑائی نہ جتائے بلکہ سب کو اپنا بھائی اور اپنے برابر بلکہ اپنے سے بڑا سمجھے۔ اور ان پر مہربانی کرے اور ان کے ساتھ تواضع سے پیش آئے۔

(۲۴) فقرائے دائرہ کو دینی کام میں مدد دے اور ان سے مل کر رہے اگر عالم ہے تو انہیں مسئلہ مسائل سے واقف کرائے اگر وہ کوئی کام برا کریں تو انہیں روک دے اور نیک کاموں کی ترغیب دلائے۔ کیونکہ امر معروف اور نہی عن المنکر فرض ہے۔

(۲۵) اگر کوئی فقیر بھوکا یا ننگا ہے تو کھانے اور کپڑے سے اس کی مدد کرے اور بخل سے کام نہ لے اگر کھانا کپڑا اپنی ضرورت سے زیادہ ہے اور نہ دے گا تو منافق کہلائے گا۔

(۲۶) اگر صرف اتنا ہی کھانا ہے جو اپنی ضرورت کو کافی ہو سکے تو بھی کسی بھوکے فقیر کو دیدے اس کو ایثار کہتے ہیں یہ بہت اعلیٰ صفت ہے۔

(۲۷) جو فقراء معذور ہوں لکڑی لانے، پانی لانے اور کپڑے دھونے میں ان کی مدد کرے اور ان کا سودا سلف لا دے۔

(۲۸) اگر کوئی فقیر دائرہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے یا مر جائے تو اس کی تعزیت کرے اور اس کی نماز جنازہ میں شریک رہے اگر کوئی فقیر دعوت دے اس کی دعوت قبول کرے۔

(۲۹) اگر مرشد کی مسجد میں نوبت جاری ہے تو بالالتزام اس میں شرکت کرے اور کبھی اس کو نہ چھوڑے چاہے کیسی ہی سخت ضرورت کیوں نہ ہو بزرگان دینؒ کے زمانے میں فقراء حالت علالت میں بھی نوبت میں شریک ہو جاتے تھے۔

(۳۰) بہرہ عام، اجماع اور بیان قرآن میں بھی ہمیشہ شریک رہے۔ اور پانچ وقت کی نماز کی جماعت کو کبھی ترک نہ کرے سخت فاقہ کشی کی حالت میں بھی جب کہ بھوک کی وجہ چلنے پھرنے کی قوت بھی باقی نہیں رہتی تھی بزرگانِ دینؒ نے جماعت کی نماز کو ترک نہیں کیا ہے۔

(از انصاف نامہ، حاشیہ شریف، نقلیات میاں عبدالرشیدؒ، نقلیات میاں سید عالمؒ،
شواہد الولایت، خاتم سلیمانی، سنت الصالحین اور اخبار الاسرار وغیرہ)

مرشد کے فرائض

(۱) ہر مرشد کا عمل اپنے مریدوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہئے جیسا کہ خاتمین علیہما السلام کا عمل اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تھا۔

(۲) مرشد کو چاہئے کہ فقیران دائرہ کے ساتھ رہنے پر اپنے نفس کو مجبور کرے کوئی شخص چاہے کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو اور کتنا ہی روپے پیسے سے مدد کیوں نہ کر رہا ہو اپنے ادنیٰ فقیر کے آگے بھی اس کی کوئی حقیقت نہ رکھے۔

(۳) فقیروں کی ہمیشہ دلجوئی کرتا رہے بالخصوص کم ہمت فقیروں کی اور ہمیشہ اس بات سے خبردار رہے کہ کسی فقیر پر فاقہ تو نہیں ہے۔

(۴) جو لوگ معذور ہوں خود ان کی خدمت کرے جیسا کہ حضرت شاہ دلاورؓ معذوروں اور بیوہ عورتوں کے گھر خود پانی بھرتے تھے یا کسی کو ایسے معذوروں کی خدمت پر متعین کردے۔

(۵) اگر کسی فقیر کے پاس مرشد نے کوئی چیز امانتاً رکھوائی ہے اور اس فقیر نے اس کو اپنے تصرف میں لالیا تو اس کا مطالبہ نہ کرے بزرگوںؒ کا عمل ایسا ہی تھا۔

(۶) جو کچھ فتوح نام خدا پر آئے وہ علی السویہ فقراء میں تقسیم کردے اور جس کا جو حصہ مقرر ہے برابر دیدے اور یہ سمجھے کہ فتوح فقیروں کا حق ہے۔

(۷) فتوح کے وصول ہونے پر جو عشر نکال کر رکھا جائے وہ ہرگز اپنی ذات پر خرچ نہ کرے کیونکہ یہ مضطروں کا حق ہے۔

(۸) جو شخص مرید ہو چاہے کاسب ہو یا فقیر اس کو ذکر خفی کی تعلیم دے۔

(۹) فقراء کے احوال و اعمال کی نگہبانی کرتا رہے اور ہمیشہ ان کو ذکر و فکر کی تاکید کرتا رہے۔

(۱۰) اگر اپنی مسجد میں نوبت جاری ہے تو کون کون حاضر ہیں اور کون کون غیر حاضر ہیں خود دیکھ لے جو غیر حاضر ہوں تو ان کو حاضری کے لئے مجبور کرے۔

(۱۱) نماز پنجگانہ اور بہرہ عام و اجماع کے موقع پر بھی یہی عمل رکھے۔

(۱۲) کم ہمت فقیر کچھ دیں تو انہیں واپس کردے تا کہ انہیں دائرہ میں رہنے کی ہمت پیدا ہو۔

(۱۳) اگر کوئی فقیر کچھ خدمت کرے تو خود اس کا معاوضہ ادا کردے مثلاً اگر کسی فقیر نے نہاتے وقت پیٹھ مل دی تو خود بھی اس کی پیٹھ مل دے تا کہ وہ خوش ہو جائے۔

(۱۴) فقراء کے گھر دعوت اور تعزیت کے لئے جائے یہی عمل حضرت مہدی علیہ السلام اور صحابہؓ کا تھا۔

(۱۵) اگر کوئی فقیر بے حدّ ا ہے اور حدود دائرہ کی پابندی نہیں کرتا تو اولاً اس کو تاکید کرے اگر وہ نہ مانے تو اس کو دائرہ سے نکال دے پھر اگر وہ رجوع کرے تو قبول کرلے۔

(۱۶) اگر کسی دوسرے مرشد کے فقراء آکر اس کے پاس رہنا چاہیں تو ان کو رکھ لے۔

(۱۷) فقیروں کے حجروں میں جاتا آتا رہے اور ان کے پاس بیٹھ کر دینی باتیں کرے کہ اس عمل سے ان کا دل بڑھ جاتا ہے

(۱۸) فقراء سے ان کے حسب حال خدمت لے جو شخص جس کام کا اہل ہے وہ کام اس کے سپرد کرے مثلاً اذاں دینا، مسجد میں جھاڑو دینا یا پانی بھرنا وغیرہ۔

(۱۹) کسی فقیر یا مرید سے غلطی ہو جائے تو اس کی تنبیہ کرے بزرگان دینؒ نے بعض مرتبہ ایسے لوگوں کو ایسے موقع پر سویت میں حصہ نہیں دیا ہے بعض مرتبہ ان کو درّوں کی سزا بھی دی ہے۔

(۲۰) بیان قرآن پابندی سے کرتا رہے اور تمام فقراء کو اس میں حاضری کی تاکید کرے۔

(۲۱) فقراء کو اولاً احکام شریعت من بعد احکام و رموز طریقت سے واقف کرائے۔

(۲۲) کسی فقیر کو کسی چیز کی ضرورت لاحق ہو جائے جیسے کپڑا یا پیسہ وغیرہ تو اس کی مدد کرے بلکہ اگر یہ اطلاع ملے کہ کوئی فقیر بھوکا ہے تو خود نہ کھا کر اسکو کھلا دے۔

(۲۳) اگر اپنے دائرہ میں کوئی نئی بات پیدا ہو تو اجماع کر کے اس کو توڑ دے۔

(۲۴) اجماع میں تمام فقیروں کے ساتھ رہ کر خود بھی کام انجام دے مثلاً بہرہ عام کے موقع پر جنگل سے لکڑیاں لانا یا کنوویں سے پانی لانا یا کسی فقیر کا جھونپڑا تیار کر دینا وغیرہ۔

(ماخذ از نقلیات میاں عبدالرشیدؒ، انصاف نامہ، خاتم سلیمانی، رسالہ محمود)

حصولِ علمِ معرفت

علم معرفت کا حاصل کرنا فرض ہے۔ (تکمیل الایمان) اور مرشد کو محض علم معرفت کے لئے پکڑا جاتا ہے تا کہ خدا بینی کا راستہ معلوم ہو کیونکہ صادقوں کی صحبت کے بغیر خدائے تعالیٰ کی ذات کی معرفت کا علم حاصل نہیں ہوتا (صحبت صادقاں)

بندگی میاں عبدالملک سجاوندیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ علم باطن، ریاضت اور ذکر خدا کے شغل، مخلوق سے علیحدگی اور مرشدوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے (سراج الابصار) اور یہ جو حدیث میں ہے کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی کہ میری فضیلت میری امت پر" اشارہ اس علم میں علم بیع و شریٰ و نکاح و طلاق و عتاق کی طرف نہیں ہے اس علم کا اشارہ علم باللہ اور قوت یقین کی طرف ہے" (انصاف نامہ) پس طالب مرشد سے اس علم کے حاصل کرنے کی کوشش میں رہے اور اس کی دریافت میں کوئی شرم نہ رکھے اگر کوئی مرشد

بہرہ حضرت مہدی علیہ السلام سے فیضیاب نہیں کرسکتا تو اس مرشد کو ترک کر کے دوسرا مرشد پکڑنا فرض ہے لیکن مرشد کے لئے ضروری ہے کہ ایسے شخص کے آگے جو طالب صادق نہیں غیبی حقیقت اور خفی اسرار ہرگز ظاہر نہ کرے کہ جاہل اس حقیقت کو ہرگز باور نہ کریں گے اسی وجہ سے ناخلف کے آگے اسرار کے اظہار کی ممانعت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اسرار کا کھولنا کفر ہے اور حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا ہے اگر بندہ بیان کرے تو مہاجرین مجھے سنگسار کریں گے'' پس معلوم ہوا کہ اصل حقیقت عوام کی عقل کے خلاف ہے (اصل الاصول)

حصول معرفت کے شرائط

حصول معرفت کے لئے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں'' جب تک آدمی قید بشریت سے نہ نکل جائے اور مطلق نہ ہوجائے اور اخلاق الٰہی خود میں نہ پیدا کرے خدا کی معرفت کے لائق نہیں ہوتا'' (المعیار) مطلب یہ ہے کہ طالب اپنے تعین وہمی یعنی میں پنے سے جدا ہوکر خود کو فراموش کردے اور فنافی اللہ ہوکر صفات محمودۂ صمدی حاصل کرے کہ جب تک عاشق معشوق کی صفت سے متصف نہ ہو معشوق کے چہرے کا جمال اس پر منکشف نہیں ہوتا۔ (مکتوب میاں شیخ مصطفیؒ نمبر ۴۵)

بہرہ ولایت حاصل کرنے کے شرائط

بہرہ ولایت حاصل کرنے کے لئے رسم وعادت وبدعت سے علیحدگی ضروری ہے حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص رسم وعادت وبدعت کرے اس کو یہاں کا فیض نہیں ملتا (حاشیہ) اہل دنیا کے میل جول سے انہیں کے عادات وخصائل اختیار کرلینا اور اپنی حقیقت سے بے خبر رہنا داخل رسم وعادت ہے جیسے کسی شریف زادے کی پرورش کمینوں میں ہو تو وہ انہیں کے رسوم وعادات پر قائم اور اپنی حقیقیت سے ناواقف رہے گا جب اس پر اپنی حقیقت کا اظہار ہوجائے اس وقت وہ ان کے رسوم وعادات سے متنفّر اور بیزار ہوجائے گا۔ پس ظاہری شعائر کی پابندی جو عشق ومحبت سے عاری ہو وہ داخل رسم وعادت ہے اور ایسی عبادت سے نفس کو ایک لگاو ہوکر یہی عبادت حجاب بن جاتی ہے۔ ایک طالب حق نے اپنے مرشد سے عرض کیا بہت عبادت کرتا ہوں مگر کچھ کشف نہیں ہوتا مرشد نے کہا آج رات عشاء کی نماز مت پڑھ مرید نے آخر شب خیال کیا نماز فرض ہے کیسے چھوڑ دوں؟ عشاء پڑھ لی مگر وتر نہیں پڑھی اور سو رہا کچھ تھوڑا کشف اس کو

حاصل ہوا صبح مرشد نے کہا اگر عشاء نہ پڑھتا تو بہت کشف حاصل ہوتا کہا یہ کیا بات ہے مرشد نے کہا تیری عبادت تیرے لئے حجاب ہوگئی تھی'' (حاشیہ)

بدعت نو پید چیز کو کہتے ہیں بندہ کو اپنے میں پنے کا جو نیا علم ہوا یہی اس کے لئے بدعت ہے نقل ہے کہ ایک چیل نے ایک باز کے بچے کی پرورش کی جب بچہ بڑا ہوگیا تو اس نے اپنے حسن و جمال کو دیکھ کر خیال کیا کہ میں کوئی اور ہوں یہ چیل کوئی اور ہے یہ بات اس نے چیل سے پوچھی چیل نے کہا تو میرا بچہ ہے ایک روز ایک باز ادھر سے اڑ رہا تھا اس نے وہی بات اس سے پوچھی اس نے کہا تو میرے مانند ایک باز ہے تب وہ بہت خوش ہوا اور کہا الحمد للہ میں مردار خوار نہیں ہوں'' پس باز کا نام چیل رکھنا ہی بدعت ہے۔

بہرۂ ولایت کے آرزومند کے لئے نماز تہجد کی پابندی بھی ضروری ہے حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ''اگر ولایت کا فیض چاہتے ہو تو تہجد کی نماز پڑھا کرو'' (شواہد الولایت)

گروہ اویسیہ

اگر کسی طالب صادق کو مرشد کامل دستیاب نہ ہو اور وہ اپنی طلب میں لگا رہے تو خدا کے فضل و کرم سے بعید نہیں کہ وہ ارواح بزرگانؒ سے فیض حاصل کر کے اپنے مقصود کو پہونچ جائے کیونکہ فیض قیامت تک منقطع نہیں ہے ایسے لوگوں کو اویسی کہتے ہیں ان کو پیر کی حاجت نہیں ہے میاں ولی جی غازیؒ لکھتے ہیں کہ ''اس گروہ مقدسہ میں بھی اویسی ہیں اس امر کو مان لو اور انکار مت کرو'' (انصاف نامہ)

امور شکنندۂ صحبت

جو شخص فقیری میں ایک چیتل کی سوداگری کرے یا ایک درہم کی اجرت کا کام کرے تو اس کی صحبت منہدم ہوگئی اس پر دوبارہ صحبت لازم آئی (زاد الناجی)

جو شخص مرشد کی صحبت اختیار کرنے کے بعد اس کی اجازت کے بغیر دوسرے مقام کو جا کر رہ جائے یا اپنے وطن کو واپس لوٹ آئے تو اس سے بھی صحبت منہدم ہو جائے گی (ترغیب الطالبین) لیکن جو شخص بلا اطلاع ایک مرشد کے پاس سے نکل کر دوسرے مرشد کے پاس چلا جائے وہ اس میں داخل نہیں (پنج فضائل) جو شخص روٹی کی غرض سے عالیت کی جگہ چھوڑ کر دوسرے دائرے میں جائے اس کو دین کا بہرہ نہیں ملے گا (انصاف نامہ)

مقصودِ صحبت

صحبت صادق کا مقصود حقیقی یہ ہے کہ طالب مرشد کی صحبت میں کلمہ طیّب کے ورد کی برکت سے اپنی ہستی سے رہا ہوکر خود اپنی ذات میں مرشد کا مشاہدہ کرنے لگے اور مرشد میں ایسا فنا ہوجائے کہ اس کو کسی وقت بھی اپنے وجود کا خیال نہ آئے بلکہ خود سرتا پا مرشد ہوجائے (اذکار طریقت) اگر کسی طالب کو یہ مرتبہ حاصل ہوجائے تو ایسا شخص مرشد سے بظاہر دور بھی رہے تو وہ مرشد کے پاس یا مرشد اس کے پاس ہی ہے جیسا کہ حضرت ثانی مہدیؓ کے متعلق جب کہ آپ بحالت کسب چاپانیر میں مقیم تھے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ''سید محمود ٹھٹھہ میں اور سید محمد چاپانیر میں'' (اخبار الاسرار)

افعال ارشادی

افعال ارشادی چودہ ہیں۔(۱) علاقہ لینا(۲) تلقین کرنا (۳) مردہ کو مشت خاک دینا (۴) نماز جنازہ پڑھانا(۵) پسخوردہ دینا (۶) سلام پھیرنا(۷) بیان قرآن کرنا(۸) حد مارنا(۹) دوگانہ لیلۃ القدر پڑھانا(۱۰) سویت دینا(۱۱) نوبت بٹھانا (۱۲) اجماع کرنا(۱۳) بہرہ عام کرنا(۱۴) نماز تہجد کی اجازت دینا (مخزن الولایت) کوئی شخص ان افعال کو اپنے مرشد کی زبانی یا تحریری اجازت کے بغیر ادا نہیں کرسکتا۔

نقل ہے کہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ جب جالور سے آ کر موضع بھدرے والی میں مقیم ہوئے تو برادرانِ دائرہ سے بعض لوگوں کے گھر والے اپنے عزیزوں کی ملاقات کے لئے ان کے گھروں کو گئے۔میاںؓ کو اس کیفیت کے معلوم ہونے پر بڑا رنج ہوا رات میں دائرہ سے روانہ ہوکر جنگل میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور حق تعالیٰ سے التجا کرنے لگے ''الٰہی میں مرشدی کے لائق نہیں اور سید محمد مہدیؑ کی جگہ پر بیٹھنے اور پسخوردہ دینے اور سویت دینے کے سزاوار نہیں'' اس کے بعد آپ کو خدا کا حکم ہوا ہم نے تجھ کو برگزیدہ کیا اور سید محمدؑ کی جانشینی کے لائق بنایا۔اور تجھ کو کئی خلعتیں دیں اور قرآن کے معنی عطا کئے پھر آپ کو دائرہ میں واپس آنے کا حکم ہوا جس کی آپ نے تعمیل کی (حاشیہ)

نقل ہے کہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے ایک دن معاملہ دیکھا اور زاری کرتے ہوئے حجرہ کے باہر آئے حاضرین نے عرض کیا اس قدر زاری کا سبب کیا ہے میاںؓ نے فرمایا بندہ کو آخر زمانے کے مرشد دکھائے گئے ہیں ان کی گردنوں میں طوق اور ان کے ہاتھ پاؤں میں زنجیر ڈال کر فرشتے دوزخ کی طرف

لے جارہے ہیں کیونکہ انہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعودؑ کی جائے پر بیٹھ کر عصر اور مغرب کے درمیان قران کا بیان کیا ذکر کی تعلیم دی پسخوردہ دیا اور سویت کی نہ خدا کے حکم سے نہ رسولؑ ومہدیؑ کے حکم سے نہ مرشد کے حکم سے مگر نفسانیت کے تحت جاہ ومرتبہ اور تن پروری کے لئے انہوں نے یہ کام کئے اس لئے قیامت کے روزان کا یہ حال ہوگا (حاشیہ)

نقل ہے کہ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے بھی اسی طرح کا معاملہ دیکھا اور فرمایا ''بندہ کو آخر زمانے کے مرشد سخت عذاب میں مبتلا بتلائے گئے اس لئے مرشدی کی ہوس نہیں کرنی چاہئے۔ جس جگہ دس فقیر مدعاء مہدی پر قائم رہیں ان کی صحبت میں رہیں۔ (مدعا مہدی پر قائم رہ کر) اگر یہ لوگ مرشدی کریں تو اچھا ہے ورنہ کوئی فائدہ نہیں کہ طالبانِ خدا کے لئے ایسے مرشدوں کی صحبت اور ان کا دوگانہ اور ان کی مشت خاک (فیض سے خالی) اور بے سود ہے۔ (حاشیہ)

ان مذکورہ نقلیات سے ثابت ہے کہ پسخوردہ دینے' سویت کرنے' علاقہ لینے' بیان قرآن کرنے' تعلیم ذکر دینے' دوگانہ اور نماز جنازہ پڑھانے اور مشت خاک دینے کے لئے حکم اور اجازت کی ضرورت ہے چاہے وہ حکم خدا کا یا رسولؐ ومہدیؑ کا یا اپنے مرشد کا'' اسی طرح سلام پھیرنا' حد مارنا' نوبت بٹھانا' اجماع اور بہرہ عام کرنا اور نماز تہجد کی اجازت دینا بھی اہل ارشاد کی خصوصیات ہیں۔

تلقین ذکر

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا طریقہ تھا کہ مرید کرتے وقت بلا قید کاسب وفقیر ہر شخص کو آپ ذکر خفی سے تلقین فرمایا کرتے۔ (سیر مسعود) پس مرشد کا فرض ہے کہ جو اس کی بیعت کرے اور اس سے علاقہ لگائے چاہے وہ کاسب ہو یا فقیر اس کو ذکر خفی کی تلقین کرے اگر کوئی مرشد اس کا اہل نہ ہو تو اس سے علاقہ توڑ دینا چاہئے۔ لیکن ایسی تلقین حاصل کرنے کے لئے طالب میں ہمت واہلیت کا ہونا بھی شرط ہے تلقین ہونے کے بعد طالب کو چاہئے کہ جو کچھ مرشد سے سنے وہی کرے اس میں کمی زیادتی نہ کرے (ارشاد الطالبین)

اجماع

اگر دین میں کوئی بدعت پیدا ہو جائے تو تمام لوگوں پر فرض ہے کہ جمع ہو کر اس کو دور کریں۔ ایسے اجماع کو اجماع خاص کہتے ہیں اور اس سے علیحدہ رہنے والا منافق ہے۔ (نقلیات میاں سید عالمؒ) نابالغ لڑکوں کو

بھی ایسے اجماع میں شریک رہنے کا حکم ہے تا کہ ابتداء ہی سے دین حق ان کے ذہن نشین رہے۔ حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؑ ہفتہ دو ہفتہ کے بعد اجماع کر کے محضر کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر حضرت مہدیؑ کا خلاف ہماری ذات میں دیکھیں تو ہمارا ہاتھ پکڑ کر دائرہ کے باہر نکال دیں (نقلیات میاں سید عالمؒ) زمانہ گذشتہ میں صرف مہاجرین کو ہی اجماع میں شریک رکھا جاتا تھا قاعدین یعنی غیر مہاجر فقیروں کا سبوں اور دنیا پرستوں کو اس اجماع سے علیحدہ کردیا جاتا کہ یہ لوگ اپنی جانب کھینچتے ہیں۔ (انصاف نامہ) لیکن یہ عمل صرف احتیاط کے طور پر تھا فقیر غیر مہاجر یا کاسب کو شریک اجماع رکھنا مطلقاً ممنوع نہیں کیونکہ ایک دفعہ حضرت ثانی مہدیؑ نے حضرت خلیفہ گروہؓ کو جبکہ وہ کاسب تھے اجماع میں شریک رکھا ہے (حدود دائرہ)

بھرۂ عام

نقل ہے کہ حضرت بی بی الہ دیتیؓ نے اپنے انتقال سے کچھ پیشتر حضرت مہدی علیہ السلام کو وصیت کی کہ جو کچھ اس بندی کا ہے وہ فقراء میں سویت کردیں' بی بیؓ کے پاس مال دنیا سے کوئی چیز تھی ہی نہیں جو کچھ تھا وہ ولایت کا فیض تھا جو حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کی حسب وصیت اپنے یار واصحاب میں سویت کردیا (خاتم سلیمانی) بہرہ عام کی ابتداء یہیں سے ہے اسی لئے تمام مصدقین کسی بزرگ کے عرس کے ایک روز پیشتر اپنے مرشد کے پاس جمع ہو کر کوئی دینی کام ہو تو انجام دیتے ہیں' یہ اجتماع اجماع عام کہلاتا ہے اس میں فقراء وکاسب سب شریک رہتے ہیں۔ اور مرشد جو کچھ خدا دے پکوا کر بلا لحاظ کاسب وفقیر تقسیم کرتے ہیں اسی کو بہرہ عام کہا جاتا ہے اور اس سویت کو ناریزہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس اجماع کا عمل بھی بزرگانِ دینؒ کے زمانے میں بالالتزام رہا ہے۔

کسی دوسری دینی ضرورت کے لئے بھی برادرانِ دائرہ کا ایک جگہ جمع ہو کر کسی کام کو انجام دینا بھی اجماع عام کہلاتا ہے جیسے کوئی شخص ترک دنیا کر کے دائرہ میں آجائے تو اس کے لئے جھونپڑا تیار کردینا اور اس کے لئے ضروری اشیاء فراہم کرنا اسی طرح ایک جگہ سے دائرہ اٹھا کر کسی دوسرے مقام پر دائرہ بنانا وغیرہ ایسے موقع پر بھی مرشد اور تمام فقرائے دائرہ جنگل سے لکڑیاں اور پانی وغیرہ لانے میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک رہتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں کہ یہی عمل عین سنت ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ

جنگ احزاب کے موقع پر خندق کھودنے میں خود بہ نفس نفیس شریک رہے۔

فتوح

فتوح اس کو کہتے ہیں جو کسی کی جانب سے پہونچے اس کی تین قسمیں ہیں غیر شرعی اور ممنوعہ طریقہ پر جو کچھ حاصل ہو وہ حرام ہے ایک دن یا تین دن کی متصلہ دعوت کا کھانا حلال ہے اور جو چیز بے شان وگمان غیب سے پہونچے وہ حلال طیب ہے حرام پر عذاب ہے حلال پر حساب ہے لیکن حلال طیب پر حساب نہیں" (انصاف نامہ) کسی مرشد یا کسی فقیر کو ایسی فتوح پہونچے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے اور اس کے شرائط یہ ہیں

۱۔ لینے والا مالدار اور صاحب نصاب نہ ہو یعنی اس کے پاس پیسہ اور مال مقدار نصاب سے کم ہو اگر اس کے پاس بقدر نصاب مال ہوگا تو فتوح کا لینا جائز نہ ہوگا لیکن کوئی تحفہ جیسے میوہ وغیرہ ایسی چیز لے سکتا ہے۔

۲۔ دینے والا اللہ دیا کہے اگر دینے والے نے اللہ دیا نہ کہا تو نہ لے البتہ کوئی ناواقف شخص اگر کچھ پیش کرے تو اس کو یہ تفہیم کر سکتے ہیں "اللہ دیا کہو" (انصاف نامہ)

۳۔ اگر کوئی شخص قید کے ساتھ کچھ دے تو قبول نہ کرے مثلاً فلاں کے اتنے پیسے اور فلاں کے اتنے پیسے (ایضاً) یا اگر یہ کہے اس میں اتنے پیسے اب خرچ کئے جائیں اور اتنے پیسے اتنے روز کے بعد تو بھی قبول نہ کرے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

۴۔ اگر دینے والے نے کہا اس میں سے اتنے پیسے فلاں کام کے لئے اور اتنے فلاں کام کے لئے ہیں قبول فرمایئے تو نہ لے (انصاف نامہ) اگر کسی نے کسی قید کے ساتھ کچھ پیش کیا اور اس کی تفہیم کی گئی کہ ایسی قید سے لینے کا حکم نہیں ہے پھر اگر اس نے بلا قید وہی فتوح پیش کردی تو لینا جائز ہے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

۵۔ جو فتوح صرف مردوں یا صرف عورتوں کے نام سے آئے وہ قید میں داخل نہیں قبول کرنا جائز ہے (انصاف نامہ)

(۶) اگر کسی نے چپکے سے حجرہ میں کچھ رکھ دیا نہ لے بلکہ چپکے سے ایسا رکھ دینا بھی ممنوع ہے۔
(نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

۷۔ فتوح معینہ یعنی متواتر تین مرتبہ کسی ایک ہی شخص کی فتوح قبول نہ کرے مثلاً اگر کوئی شخص ہر روز ایک روٹی لا کر دے تو دو روز قبول کرے تیسری مرتبہ قبول نہ کرے کیونکہ یہ تعین ہے (ایضاً)

۸۔ دعوت بھی تین دن سے زیادہ قبول کرنا خلاف سنت ہے (معارج الولایت) جو شخص بطور تعین کچھ دینا چاہتا ہے اس کے لئے حکم ہے کہ وقت بدل کر دے (انصاف نامہ)

۹۔ فتوح معلومہ نہ لے یعنی ایسی فتوح جس کے روانہ ہونے کی خبر آگے سے معلوم ہو چکی ہو (ایضاً) لیکن اگر روانہ ہونے کی خبر نہ معلوم ہو بلکہ صرف یہ معلوم ہوا کہ بھیجنے والا ہے اور ایسی فتوح آ جائے تو قبول کر لے ایسی فتوح حلال طیب نہیں حلال ہے۔ (نقلیات میاں عبد الرشیدؒ)

۱۰۔ اپنے کسی آدمی کو فتوح لانے کے لئے نہ بھیجے (ایضاً)

۱۱۔ اور خود کسی کے پاس جا کر فتوح وصول نہ کرے (ایضاً)

۱۲۔ اگر ساکنان دائرہ سے کوئی شخص یا کسی فقیر کا کوئی آدمی بغیر اس کے ایما کے بطور خود کسی امیر کے گھر جائے اور وہ امیر اس کو کچھ دے یا اس کے ذریعہ کچھ بھیجے تو وہ فتوح نہیں ہے قبول نہ کرے (ایضاً)

۱۳۔ ایسی فتوح واپس کر دینے کے بعد اگر بھیجنے والے نے وہی فتوح اپنے کسی آدمی کے ذریعہ بھیج دی یا خود لا کر پیش کی تو لے لینا جائز ہے (ایضاً)

۱۴۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اپنا ایک آدمی دیں کچھ غلہ یا پیسہ بھیجتا ہوں تو ایسی فتوح جائز نہیں ہے (ایضاً)

۱۵۔ اگر کوئی یہ کہے اپنے کسی آدمی کو فلاں شخص یا فلاں مقام سے میری جانب سے پیسے یا غلہ وصول کر لینے بھیجیں تو ایسی فتوح بھی ناجائز ہے (ایضاً)

۱۶۔ مال حرام قبول نہ کرے مگر مال میں جستجو کرنا جائز نہیں کہ یہ حلال ہے یا حرام ایسی جستجو سے رزق تنگ ہو جاتا ہے۔ (انصاف نامہ)

۱۷۔ چندہ کا مال قبول نہ کرے اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ چندہ کا مال ہے تو قبول کر لے (خاتم سلیمانی)

۱۸۔ فتوح قبول کرنے کے بعد اسی وقت اس کا عشر نکال کر اپنے مرشد یا کسی فقیر متوکل کو دیدے کیونکہ عشر فرض ہے اگر اسی وقت عشر نہیں دے سکتا تو بھی نکال کر علیحدہ رکھ دینا چاہئے (انصاف نامہ)

۱۹۔ اگر کسی مرشد کو فتوح وصول ہو تو اس کو چاہئے کہ تقسیم فتوح کے قواعد کے تحت تمام فقراء میں اس کو

سویت کردے اور عشر علیحدہ رکھ دے چند روز کے بعد عشر بھی مضطروں میں تقسیم کردے (ایضاً)

فتوح قبول کرنے میں عزیمت کے مسائل یہ ہیں کہ

الف۔ حالت اضطرار کے سوا فتوح قبول نہ کرے بزرگان دینؒ کا عمل ایسا ہی تھا۔ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے تو بغیر اضطرار کبھی کسی کی فتوح قبول ہی نہیں کی (نقلیات میاں سید عالمؒ)

ب۔ فقیر اہل فراغ اور فقیر تعین خوار کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ فتوح قبول نہ کریں۔ کیونکہ فتوح ان کا حق ہے جو خدا کے ہو رہتے ہیں (انصاف نامہ)

ت۔ اگر بلا علم واطلاع اپنا کوئی آدمی کسی کی طرف سے فتوح لے کر آئے بشرطیکہ وہ خود وہاں قبول کرنے کے لئے نہ گیا ہو تو ایسے مال کو قبول نہ کرنا بھی داخل عزیمت ہے۔ مگر ایسی فتوح حلال ہے حلال طیب نہیں ہے کسی سوداگر نے اسی ہزار تنکے بندگی میاں سید سلام اللہؓ کے ذریعہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں گذرانے حضرت نے فرمایا یہ حلال تو ہیں مگر حلال طیب نہیں ہیں اس کو منظور تھا تو خود روانہ کردیتا تمہارے ساتھ ہی دینے کی کیا ضرورت تھی یہ فرما کر آپ نے واپس کردئے۔ (انصاف نامہ)

ث۔ اگر اتفاقی طور پر دائرہ کا کوئی فقیر کسی کے بھیجے ہوئے مال کے ساتھ آجائے تو ایسا مال واپس کردے یہی بزرگان دینؒ کا عمل تھا (ایضاً)

ج۔ اپنے کسی آدمی کو کسی کام کے لئے کہیں بھیجنے پر کوئی شخص اس آدمی کے ذریعہ کچھ مال بھیجدے تو ایسا مال قبول نہ کرنا بھی عالیت ہے (ایضاً)

ح۔ عزیمت کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ کوئی فقیر اگر بھوک کے غلبہ کی وجہ سے بے چین ہو کر قوت حاصل کرنے کو دائرہ کے باہر ہو جائے ایسے وقت اس کو کوئی شخص کچھ لا کردے تو نہ لے (خاتم سلیمانی)

خ۔ اگر کوئی شخص رشتہ دار اور قرابت کے خیال سے کچھ پیش کرے تو قبول نہ کرے بلکہ اس کو تفہیم کرے کہ وہ دوسرے فقیروں کو دے یہی عزیمت ہے (انصاف نامہ)

د۔ اگر کوئی فقیر کسی مقام کو جائے اور وہاں کے لوگ کچھ پیش کریں تو نہ لے اور کہدے میں یہاں خدا کے لئے آیا ہوں روپے وصول کرنے کے لئے نہیں جب حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کھنبات تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے فتوح گزرانی تو آپ نے قبول نہیں کی (نقلیات میاں سید عالمؒ)

ذ۔ اگر کوئی فقیر کسی دائرہ میں ہے اور اس کو کوئی چیز بطور فتوح ملی تو عالی ہمّتی یہ ہے کہ وہ سب کا سب اپنے مرشد کی خدمت میں پیش کر دے جیسا کہ حضرت بی بی کد بانوؓ کا طریقہ تھا کہ جو مال آپ کو اپنے اقربا سے حاصل ہوتا وہ سب کا سب فقراء میں تقسیم کر دینے کے لئے آپ حضرت ثانی مہدیؓ کے حوالے کر دیتیں (معارج الولایت) یا اس میں کا نصف مرشد کی خدمت میں گذرانے حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ کی بیویوں کو جو کچھ خدائے تعالیٰ کی طرف سے وصول ہوتا اس کا نصف وہ برادران دائرہ کو دیدیتی تھیں (انصاف نامہ) لیکن اگر کوئی فقیر کسی دائرہ میں نہیں ہے جیسا کہ زمانہ حال میں دائرہ کی صورت ہی باقی نہیں رہی ہے تو اس پر صرف عشر کی ادائی واجب ہوگی۔

سویت

فتوح وصول شدہ کو تمام فقراء میں برابر تقسیم کر دینے کو سویت کہتے ہیں۔ مرشد کا فرض ہے کہ جو کچھ بھی خدا کی طرف سے پہنچے اس کو تمام فقراء میں سویت کر دے کیونکہ فتوح تمام فقیروں کا حق ہے اگر ایسا نہ کرے گا تو بددیانت کہلائے گا (حاشیہ) اگر کسی دائرہ یا مسجد میں کوئی فقیر ہی نہیں ہے تو پھر ایسی فتوح صرف مرشد اور اس کے اہل وعیال ہی کا حق ہے حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس جب مال غنیمت پیش ہوتا تو آپ کے حکم سے اسی وقت تقسیم کر دیا جاتا بسا اوقات آپ وہیں بیٹھے ہوئے سب کا سب مال تقسیم کر کے اٹھے ہیں (انصاف نامہ) اور یہی طریقہ حضرت مہدی علیہ السلام کا تھا آپ جتنی فتوح وصول ہوتی بیک وقت تقسیم فرمادیتے (ایضاً) سویت یا تقسیم فتوح کے قواعد یہ ہیں۔

۱۔ فتوح صرف فقرا میں تقسیم کی جائے چاہے کتنی ہی کثیر مقدار میں کیوں نہ وصول ہو اگر بہت زیادہ مقدار میں کوئی چیز آجائے تو دو دو تین تین وقت کر کے دائرہ ہی میں خرچ کر دی جائے (نقلیات میاں عبدالرشیدؓ) لیکن بعض مرتبہ بغرض تالیف قلوب دل رکھنے کے لئے غیر فقراء میں بھی سویت کی جاسکتی ہے جیسا کہ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے ایک دفعہ فتوح سے ایک بھاٹ کو سویت دی۔ (نقلیات میاں سید عالمؓ) جو فقیر تعین خوار اور کاسب دائرہ میں مقیم ہوں مرشد پڑوس کا حق سمجھ کر ان کو بھی سویت دے تو لے لیں لیکن ان لوگوں کو فتوح میں اپنا حق نہیں جتانا چاہئے (حاشیہ)

۲۔ تقسیم سے پہلے روتے ہوئے بچے کو بھی ایک لقمہ نہ دیا جائے کیونکہ فتوح فقراء کا حق ہے اگر ایسا کریگا تو خیانت ہوگی (نقلیات میاں عبدالرشیدؓ)

۳۔ آدھی رات کو بھی فتوح آئے تو اسی وقت تقسیم کردی جائے صبح تک اٹھا نہ رکھے ممکن ہے کوئی فقیر بھوکا ہو (انصاف نامہ)

۴۔ جو فتوح مستوارت کے نام سے آئے مستورات میں اور جو مردوں کے نام سے مردوں میں تقسیم کی جائے (ایضاً)

۵۔ جو فتوح بلاقید آئے وہ آدھی عورتوں اور آدھی مردوں میں تقسیم کی جائے (ایضاً)

٦۔ اگر پکا پکایا کھانا آ گیا تو مرد عورت اور بچوں میں برابر تقسیم کردیا جائے (خاتم سلیمانی)

۷۔ اگر سیدھا (یعنی آٹا دال چاول گھی وغیرہ) آجائے تو کھانا پکا کر تقسیم کردیا جائے (انصاف نامہ)

۸۔ کھانے اور نقد پیسے کے علاوہ اگر کپڑا بھی نام خدا پر آئے تو اس کی بھی سویت کردی جائے (خاتم سلیمانی)

۹۔ کوئی چیز چاہے کتنی کم مقدار میں کیوں نہ وصول ہو اس کی تقسیم برابر کی جائے مثلاً ایک ہی روٹی وصول ہو تو بھی اس کے حصے کر کے تقسیم کردے کہ اسی میں فقراء کی دلجوئی ہے (ایضاً)

۱۰۔ تقسیم فتوح کسی فقیر کے ذمے کردے اور خود مرشد اپنے حضور میں سویت کرائے یا کسی کو بطور نگرانی کے سویت کنندہ پر مقرر کردے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

۱۱۔ فقراء کے حسب حال سویت کے حصے مقرر کرے جیسے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت بی بی ملکانؓ کے سویت میں تیس حصے اور حضرت ثانی مہدیؓ کے دس حصے اور حضرت شاہ نعمتؓ کا ایک حصہ مقرر فرمایا تھا (ایضاً) بندگی میاں سید عیسیٰؒ تحریر فرماتے ہیں کہ جو کچھ مرشد کو وصول ہو اس میں کا نصف خود لے اور نصف فقیروں میں تقسیم کردے اس طرح کہ فی مرد آٹھ سویت دے فی عورت چار سویت دے اور لڑکوں اور نابالغوں اور غلاموں اور لونڈیوں کو فی کس دو سویت دے اگر کوئی فقیر سوال کر کے گذر کر رہا ہے اس کو مردوں کی آدھی سویت دے اگر کسی عورت کی گذران سوال پر ہے تو اس کو عورتوں کی آدھی سویت دے (مخزن الولایت) نقل ہے کہ بندگی میاں سید تشریف اللہؒ کے پاس جو کچھ براہ خدا وصول ہوتا اس کے چار حصے کر کے ایک حصہ آپ لیتے ایک مہمانوں کے لئے رکھ دیتے ایک حصہ فقیروں میں تقسیم کردیتے اور ایک حصہ کی تقسیم دائرہ کے بچوں میں کی جاتی (اخبار الاسرار) بزرگانِ دینؒ کے زمانے میں سویت کے حصوں کا مختلف طریقہ رہا ہے حضرت بندگی میاں سید اشرفؒ کے زمانے میں یہ طریقہ مقرر رہا کہ مرشد کے چار حصے خلیفہ کے تین حصے فقیروں کے دو حصے اور کوئی بے حدّ الفقیر یعنی غیر مہاجر آجائے تو ایک حصہ (حدود دائرہ)

۱۲۔ مرشد مقررہ سویت میں کم یا زیادہ کرنے کا مجاز ہے۔ جیسا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت ملک گوہرؓ کو ایک مرتبہ ایک سویت زیادہ دی (نقلیات میاں سید عالمؓ) اور ایک بار حضرت بندگی میاں سید سلام اللہؓ کو سویت میں کوئی حصہ نہیں دیا (حاشیہ)

۱۳۔ مرشد کو اس امر کا اختیار ہے کہ فتوح وصول ہونے پر بیک وقت پوری فتوح تقسیم کر دینے کے بجائے کچھ تقسیم کر دے کچھ اٹھا رکھے اور بعد میں تقسیم کرے جیسے کہ حضرت شاہ نظامؓ کے پاس سو تنکے وصول ہونے پر آپ نے پچاس تنکے تو سویت کرا دیئے اور باقی پچاس حضرت بندگی ملک الہدادؓ کے پاس رکھوا دیئے جب دائرہ میں فقر و فاقہ ہوا اور اضطرار کی حالت پیدا ہوئی اس وقت اس کی تقسیم ہوئی (خاتم سلیمانی) کسی کے دینی ضرورت کے موقع پر کچھ فتوح تقسیم اور کچھ اس ضرورت کے لئے رکھ لینا روا ہے۔ جیسے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے پاس بادشاہ مانڈو کی مرسلہ فتوح وصول ہونے پر آپ نے سب کی سب اس شہر کی مخلوق پر تقسیم کر دیا۔ لیکن ایک قنطار حضرت بندگی میاں سید سلام اللہؓ نے آپ کی اطلاع کے بغیر رکھ لیا تھا جب آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اس میں کا نصف تو فقراء میں سویت کرایا اور نصف سے حضرت رسول اللہ ﷺ کا عرس کر کے فقراء اور مساکین کو کھانا کھلایا (پنج فضائل) حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بھی بہت سی فتوح وصول ہونے پر نصف کی تقسیم کی اور نصف کو حج بیت اللہ کے لئے اٹھا رکھا۔ (حاشیہ) کسی فقیر کی دلجوئی اور مدد کی خاطر وصول شدہ فتوح کا زیادہ یا پورا حصہ اسی فقیر پر اس خیال سے خرچ کر دینا روا ہے کہ اس پر راہ خدا آسان ہو جائے۔ جب ملک بڑے ترک دنیا کر کے حضرت شاہ نعمتؓ کی خدمت میں پہونچے تو ان کی بعض طبعی مشکلات کا لحاظ کر کے حضرت نے چند روز تک رسانیدۂ خدا کو بلا سویت انہی پر خرچ کر دیا۔ (پنج فضائل) اور حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے راجے سون کی فرستادہ فتوح جس کو آپ لے کر حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں جا رہے تھے سب کی سب حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت میں پیش کر کے آپ کے لئے اس کو خرچ کر دیا اور حضرت مہدی علیہ السلام نے اس کو روا رکھا (مطلع الولایت) جن مجرد فقیروں کے کھانے پکانے کا انتظام مرشد کے ذمے ہے نقد پیسہ یا اناج میں ان کی سویت کا حصہ مرشد کا حق ہے۔

فتوح میں عشر کی تقسیم

مرشد کو چاہئے کہ جو کچھ فتوح وصول ہو اس کا عشر اسی وقت نکال کر علیحدہ کر دے پھر جب دائرہ میں فاقہ ہو تو عشر مضطروں میں تقسیم کیا جائے جو لوگ مضطر نہیں ہیں ان کو عشر میں سویت نہیں لینا چاہئے (انصاف نامہ) اگر بوقت تقسیم فتوح دائرہ میں سخت فقر و فاقہ ہے تو عشر بھی اسی وقت تقسیم کر دیا جائے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) بعض وقت بزرگان دینؒ نے عشر اپنے پاس کے مضطر فقیروں میں تقسیم کرنے کے بجائے دوسرے دائروں میں بھی بھیج دیا ہے جیسا کہ حضرت بندگی میاں سید یوسفؒ اور حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؒ نے اپنے پاس آئی ہوئی فتوح سے عشر نکال کر حضرت خاتم المرشدؒ کی خدمت میں روانہ کیا تھا (خاتم سلیمانی) پکا پکایا کھانا یا میوہ جات آ جائیں تو بغیر عشر نکالے تقسیم کر دئے جائیں ایک دفعہ شاہ رکن الدین مجذوبؒ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس روٹیاں اور موز بھیجے تھے حضرت نے قبول فرما کر حکم دیا کہ ''سب میں ایک ایک روٹی اور دو دو موز تقسیم کر دو'' تقسیم کے بعد کسی نے کہا کہ شاہ صاحبؒ نے گویا گن کر ہی بھیجے تھے حضرت نے سن کر فرمایا'' ایسا ہی ہے وہ اہل کشف ہیں'' (مطلع الولایت) اگر دائرہ میں کوئی ایسی چیز آ جائے جس کے اٹھا رکھنے میں اس کے خراب ہونے یا گلنے سڑنے کا اندیشہ ہو جیسے گوشت' دودھ وغیرہ ایسی چیزیں بھی بغیر عشر نکالے تقسیم کر دی جائیں اگر کوئی ناقابل تقسیم چیز جیسے سیکل یا گاڑی یا گھڑی وغیرہ نام خدا پر وصول ہو اور یہ چیزیں اہل دائرہ کے استعمال کے لئے وقف کر دی جائیں تو نہ ان میں تقسیم ہے نہ عشر' اگر کوئی جانور جیسے گائے' بیل' گھوڑا وغیرہ نام خدا پر آ جائے اور دائرہ کی ضرورت جیسے سواری وغیرہ کے لئے رکھ دیا جائے تو یہ جانور وقف ہوگا۔ اور ذبح کر دیا جائے تو اس میں ''علی السویہ بلا عشر نکالے تقسیم ہے البتہ کسی دوسرے دائرہ یا مقام کے فقراء میں تقسیم کرنے کے لئے ایسی چیزوں کا عشر نکال کر روانہ کر دیا جائے تو یہ صورت اور ہوگی۔

نوبت

نوبت جاگنا فرض ہے اور یہ عمل بھی ارکان دین سے ہے (حاشیہ) رات میں خدا کی یاد میں بیٹھنے کو نوبت جاگنا کہتے ہیں تین آدمیوں کے ایک جگہ جمع ہو جانے سے نوبت فرض ہو جاتی ہے جس دائرہ میں تین یا تین سے زیادہ آدمی ہوں تو صاحب دائرہ کا فرض ہے کہ وہ نوبت کو جاری کرے اور فقرائے دائرہ اس میں شریک رہیں تین آدمیوں سے کم ہوں تو نوبت جاگنا ضروری نہیں۔ نوبت کا وقت عشاء سے فجر تک ہے رات کے تین حصے کر لینا چاہئے۔ اسی طرح حاضرین و فقرائے دائرہ کے بھی تین حصے کئے جائیں ہر جماعت باری

باری سے ایک ایک پہر خدا کی یاد میں بیٹھے مثلاً آٹھ بجے رات سے پانچ بجے صبح تک رات کے تین حصے کئے جائیں تو پہلی جماعت آٹھ بجے سے گیارہ بجے رات تک دوسری جماعت گیارہ بجے سے دو بجے رات تک تیسری جماعت دو بجے رات سے پانچ بجے صبح تک نوبت بیٹھے گی اور جس جماعت کی باری آج آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک تھی کل رات اس کی باری گیارہ بجے سے دو بجے تک اور دوسری جماعت کی باری دو بجے رات سے پانچ بجے صبح تک اور تیسری جماعت کی باری آٹھ بجے سے گیارہ بجے رات تک آئے گی۔اور تیسری رات پھر ردل بدلے گئی اسی طرح بدل بدل کر باری آتی جائے گی۔

اس فرض کی تاکید سفر اور حضر میں برابر تھی حضرت رسول خدا ﷺ کے زمانے میں بھی یہ عمل جاری تھا اور اس کو چوکی بیٹھنا کہتے ہیں (مذاق العارفین) حضرت ابو ہریرہؓ کے حالات میں مرقوم ہے کہ آپ کا کنبہ تین آدمیوں پر مشتمل تھا ایک خود آپ دوسرے بیوی تیسرے آپ کا خادم یہ تینوں باری باری سے اٹھ کر ایک ایک تہائی شب میں نماز پڑھتے تھے ایک ختم کر کے دوسرے کو جگاتا اور دوسرا تیسرے کو اسی طرح تینوں مل کر تمام رات نماز میں گذارتے (حالات ابو ہریرہؓ)

نوبت جاگنے کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد تسبیح ہونے پر پہلی جماعت والے ذکر وفکر میں لگ جائیں اور جب یہ جماعت اپنی نوبت ختم کر لے تو دوسری جماعت کو جگانے پھر تسبیح پڑھے اور دوسری جماعت والے تسبیح کی آواز سنتے ہی اٹھ کر خود بھی تسبیح میں شریک ہو جائیں ختم تسبیح پر وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر ذکر اللہ میں بیٹھ جائیں۔دوسری نوبت ختم ہونے پر تیسری جماعت کو جگانے پھر یہ لوگ تسبیح کہیں اور تیسری جماعت بیدار ہو کر شریک تسبیح ہو جائے۔اور بعد ختم تسبیح طہارت اور وضو کے بعد ذکر اللہ میں لگ جائے اور صبح کی اذاں تک خدا کی یاد میں بیٹھی رہے۔

مرشد کو نوبت میں خود شریک اور ہر نوبت کے وقت فقراء کی حاضری وغیرہ کے متعلق اطمینان کر لینا چاہئے۔

نماز تراویح میں رات زیادہ ہو جانے کے باعث اور شب قدر میں پوری رات نماز اور اس کی تیاری میں گذر جانے کی وجہ نوبت جاگنا ان راتوں میں موقوف رہتا ہے۔

نوبت نشین کو اپنے حجرے یا مکان میں اپنی باری کی تکمیل کر لینا جائز نہیں بلکہ جماعت کے ساتھ نوبت میں شریک رہنا چاہئے (دفتر دوم) اگر کوئی کاسب مرشد کی اجازت سے اس کے دائرہ یا مسجد میں ٹھیرا ہوا ہے تو اس پر بھی نوبت میں شریک رہنا فرض ہے۔

نوبت بٹھانا فعل ارشادی ہے پس جو جماعت نوبت جاگے اس میں کوئی ایک صاحب ارشاد یا اس کا اجازت یافتہ ہونا ضروری ہے۔ جس جماعت یا مقام پر ایسا شخص موجود نہ ہو تو بہتر صورت یہ ہے کہ نوبت جاگنے کے لئے کسی صاحب ارشاد کی اجازت حاصل کر لی جائے۔

تسبیح

تسبیح دینے کا طریقہ یہ ہے کہ امام جماعت کے وسط میں کھڑا ہو جائے حاضرین اس کو حلقہ باندھے ادب سے کھڑے رہیں امام کہے **لا الہ الا اللہ** حاضرین اس کے جواب میں **محمد رسول اللہ** کہیں پھر امام **اللہ الھنا** کہے حاضرین **محمد نبینا** کہیں پھر امام **القرآن والمھدی امامنا** کہے حاضرین **آمنا وصدقنا** کہیں اس کے بعد امام سلام پھیرے تسبیح کا جواب بلند آواز سے دینا چاہئے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ وتر سے فارغ ہونے کے بعد تین مرتبہ بآواز بلند **سبحان الملک القدوس** فرماتے تھے چنانچہ نسائی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں **سورہ سبح اسم رب الاعلیٰ** اور سورہ **قل یا ایھا الکافرون** اور **قل ھو اللہ احد** پڑھتے تھے اور سلام کے بعد بلند آواز سے تین مرتبہ **سبحان الملک القدوس** فرماتے تھے۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ تیسری مرتبہ آواز بہت بلند فرماتے تھے (کحل الجواہر) گروہ مہدویہ میں تسبیح دینے کا اصل یہی سنت ہے۔

سلام پھیرنا

حضرت رسول خدا ﷺ نماز عشاء کے بعد گھر تشریف لے جانے کے لئے اٹھتے تمام صحابہ آپ کے اطراف مودب اور خاموش کھڑے ہو جاتے۔ آپ ان کو السلام علیکم کہہ کر رخصت فرماتے اور خود گھر تشریف لاتے اسی طرح نماز فجر اور ذکر وفکر سے فارغ ہونے کے بعد وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع ہو کر دیر تک رہتا اور لوگ آپ کو گھیرے رہتے اس کے بعد آپ جب گھر آنا چاہتے تو اسی طریقہ سے صحابہ کو رخصت کرتے ہمارے پاس سلام پھیرنے کا طریقہ اسی سنت کی پیروی ہے۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام کا معمول تھا کہ نماز عصر کے بعد سے مغرب تک بیان قرآن فرماتے حضرت امام الزماںؑ کے اس روزانہ بیان قرآن سننے نیز شرف ملاقات سے بہرہ اندوز ہونے یا ثبوت مہدیؑ میں بحث کرنے کی غرض سے شہر اور دیہاتوں سے کثیر التعداد لوگ جمع ہوتے تھے ان سب کو نماز عشاء کے بعد رخصت کیا جاتا تمام مصلی حلقہ باندھ کر کھڑے

ہوجاتے حضرت امام علیہ السلام سلام پھیرتے اور ایک ایک قدمبوس ہوکر شہر والے شہر کی طرف اور گاؤں والے اپنے گاؤں کو روانہ ہوجاتے اور جو طالبانِ حق ہمیشہ حضور میں رہنے والے تھے باری باری سے نوبت بیٹھ جاتے (سراج منیر)

سلام پھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس طرح تسبیح دینے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں حاضرین اور مرشد کھڑے ہوجائیں اور مرشد مراقبہ کے بعد حاضرین کی طرف دیکھ کر السلام علیکم کہے اور حاضرین جواب میں وعلیک السلام کہیں اور مرشد کے قدمبوس ہوں گروہ مقدسہ میں تسبیح دینے اور نماز فجر اور ذکر اور فکر سے فارغ ہونے اور نماز عشاء کے بعد حاضرین کو وداع کرنے کے لئے سلام پھیرنے کا طریقہ جاری ہے اس کے علاوہ اجماع بہرہ عام اور کسی دینی اجتماع کے موقع پر بھی سلام پھیرتے ہیں۔

بیان قرآن

جو مرشد بیان قرآن کا اہل ہو اس کو اپنے دائرہ میں بیان قرآن جاری کرنا چاہئے اور اس میں شرکت کرنی اور اس کا سننا واجب ہے بیان قرآن وہی شخص کرسکتا ہے جس کو اپنے مرشد سے اجازت حاصل ہو۔ مبیّن قرآن میں حسب فرمان مہدی علیہ السلام یہ چھ صفتیں ہونا چاہئے جس میں تین ظاہری اور تین باطنی ہیں ظاہری یہ ہیں متوکل ہو طالب دنیا کے گھر نہ جائے اور جو خدا دے وہ خرچ کرے' اور باطنی تین صفتیں یہ ہیں'' چشم سر سے خدا کو دیکھے' کوئی مرجائے تو اس کے حال کی خبر دے اور جس کے پاس زر و خاک برابر ہوں'' (حاشیہ) نیز آپ فرماتے ہیں'' جو بے علم بیان قرآن کرے بے دیانت ہے مگر سماع کے طریقہ پر یعنی جو کچھ سنا ہے حکایت کے طور پر کہے کہ ایسا سنا ہوں (نقلیات میاں عبدالرشیدؓ)

حضرت بندگی ملک جیؓ فرماتے ہیں کہ جس کا پاؤں غیر کے در پر جانے سے شکستہ ہو اور اس کی حرص کی آنکھ اندھی ہو اور اس کی زبان حرص کٹی ہوئی ہو اور کلام اضافت کے ساتھ نہ کرے ایسا شخص کوئی نصیحت کرے تو قابل مواخذہ ہوگا (زادالناجی) حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص خدا اور رسول و مہدی سے اپنے مشکلات حل نہ کرسکے وہ بیان قرآن کے لائق نہیں ہے۔ اگر بیان کیا تو اس نے اپنی ذات پر ظلم کیا خدا کے ہاں گرفتار ہوگا (حاشیہ) کسی نے آپ سے پوچھا بیان قرآن کس کو روا ہے فرمایا'' جس کی آنکھ دنیا کی طمع سے بند ہو'' (نقلیات میاں سید عالمؒ) حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کا بیان اور

دین کی باتیں وہ شخص بیان کرے جس کو خدا اور رسولؐ و مہدیؑ اور اپنے مرشدوں سے اجازت حاصل ہو“ (نقلیات میاں سید عالمؒ) حضرت بندگی میاں عبدالملک سجاوندیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن شریف کا بیان کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ لغات اور شان نزول اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانے تا کہ شریعت کے موافق بیان کرے۔ اور جو شخص اس سے جاہل ہو تو اس کے لئے قرآن کا بیان درست نہیں (منہاج التقویم) میاں سید فضل اللہؒ نے بیان قرآن کرنے والے کے شرائط بیان کئے ہیں۔ ظاہر اور باطن کی پاکی حاصل کرے یعنی بوقت بیان قرآن باوضو رہے اور باطن کی پاکی یہ ہے کہ دنیا اور مافیہا کا تارک ہو کیونکہ دنیا مردار ہے، تفسیر بالرائے نہ کرے، علمائے سلف نے تفسیر قرآن کے لئے جو علم ضروری قرار دیا ہے اس کا عالم ہو اگر اس قدر علم نہ جانتا ہو تو نور ایمان کافی ہے۔ بمقتضائے نقل مہدی کہ معنی قرآن سمجھنے کے لئے علم عربی یا نور ایمان کافی ہے“ اپنے مرشد سے اپنی مشکل حل کرے، طمع دنیا سے آنکھ بند رکھے اور دار دنیا سے اس کے قدم شکستہ ہوں، خدا پر توکل رکھے اور جو کچھ خدا دے فقیروں پر بدل کرے، بغیر اجازت واشارت وبشارت مرشد ایسے فقیروں کی اجماع کے اتفاق کے سوائے جو صحبت رسیدۂ مرشد ہیں بیان قرآن جائز نہیں، جو حکم دے اس پر خود بھی عامل ہو“ (سنت الصالحین)

بیان قرآن ہر روز کوئی ایک وقت مقرر کر کے بالتزام ہونا چاہیئے حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں سفر اور حضر میں عصر اور مغرب کے درمیان برابر بیان قرآن ہوتا تھا اور سب لوگ اس میں شریک رہتے صحابہ کرامؓ کے زمانے میں ظہر کے بعد ایک گھنٹہ ہونے لگا لیکن صحابہؓ نے عصر سے مغرب تک بھی بیان قرآن کیا ہے۔ (پنج فضائل)

بعض مرتبہ صبح کے وقت بھی حضرت مہدی علیہ السلام نے بیان قرآن کیا ہے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے ایک مرتبہ اشراق کے وقت قرآن کا بیان کیا ہے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے ایک دفعہ دیڑھ پہردن چڑھنے کے بعد بیان قرآن کیا ہے (پنج فضائل)

جب بیان قرآن کے لئے بیٹھے تو ہاتھوں کی دسوں انگلیاں ملا کر ہاتھ سامنے رکھے ہوئے ادب سے بیٹھے صحابہ کرامؓ کا طریقہ ایسا ہی تھا (انصاف نامہ) قرآن کے معنی از خود بیان کرنا دیانت نہیں ہے جو کچھ مرشد سے سنا ہے وہی بیان کرے (نقلیات بندگی میاں عبدالرشیدؒ) ہر روز علی العموم ایک رکوع بیان کرے (انصاف نامہ) بیان قرآن میں کسی کی رعایت نہیں کرنی چاہیئے جو کچھ خدا اور رسول کے احکام ہیں

صاف صاف سنادیں (حاشیہ) بیان قرآن کے وقت اگر امراء وغیرہ شریک ہوں اور پچھلی صف پر بیٹھے ہوں تو ان کو پہلی صف میں بلاکر بٹھانا جس سے دوسروں کو تکلیف ہوروا نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی سمجھدار صاحب فہم ہے تو اپنے قریب طلب کر سکتے ہیں۔ (انصاف نامہ) دوران بیان اگر کوئی سوال کرے تو اس کے سوال پر تنگ ہونا بدخلقی ہے بلکہ اس کی تفہیم کرنی چاہیئے۔ (انصاف نامہ) بیبیوں میں بیان قرآن جمعہ کے دن کیا جائے بزرگوں کے زمانے میں یہی عمل تھا (مولود مہدیؑ) یا ہفتہ میں کوئی ایک خاص دن مقرر کرلے جو شخص بیان قرآن کا اہل نہ ہو اور بیان کرے وہ خود اس کا جوابدہ ہے مگر بیان میں شرکت کرنی اور خدا اور رسول کے حکم کو سننا ضروری ہے (سنت الصالحین)

دوگانہ شب قدر

اس نماز کا پڑھانا عمل ارشادی ہے اس لئے مرشد کے سوا دوسرا کوئی اس کی امامت کا اہل نہیں۔ چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ نماز خود امام بن کرادا فرمائی ہے۔ اور حضرت بندگی میاںؒ نے بھی ایسا ہی کیا ہے (انصاف نامہ) مرشد نہ ہو تو ایسا شخص یہ نماز پڑھا سکتا ہے جس کو اس نماز کے پڑھانے کی اجازت حاصل ہو۔

حد مارنا

حد مارنا مرشد کا کام ہے۔ کسی شخص سے کوئی شرعی گناہ سرزد ہو تو اس کو مرشد کے پاس حاضر ہو کر اس کی مقررہ حد کھانا چاہیئے۔ حضرت قاضی منتجب الدین جونیریؒ اپنے زمانے کے مصدقوں کا حال لکھتے ہیں کہ ”اگر ان سے کوئی چیز خلاف شرع صادر ہو جاتی اور اس کو کسی نے نہیں دیکھا تو خود مصدق علماء سے پوچھتے اور اسی وقت خلاف شرع چیز سے رجوع کر لیتے اس لئے کہ اکثر ان میں امّی تھے اور جبر و کراہ کے بغیر اپنی خوشی سے تعذیر و حد پر راضی ہو جاتے“ (مخزن الدلائل) بزرگان دینؒ نے بعض مرتبہ کسی فقیر سے حدود دائرہ کی پابندی میں کسی قسم کی لغزش ہو جانے پر بھی درّوں کی سزا دی ہے (انتخاب المواليد)

جب درّہ غلاف سے باہر لائے یہ آیت پڑھے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل ۹۰)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ عدل اور احسان اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور فحش کاموں اور بری باتوں سے اور ظلم کرنے سے منع کرتا ہے اللہ تم کو اس لئے نصیحت کرتا ہے کہ تم نصیحت قبول کرو۔

جب درّہ مارے یہ پڑھے۔

وَلۡتَكُنۡ مِنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (آل عمران ۱۰۴)

ترجمہ:۔اورتم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہئے جو لوگوں کو نیکیوں کی طرف بلائے اوران کو اچھے کام کرنے کہے اور برے کاموں سے منع کرے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

جب فارغ ہو جائے یہ پڑھے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَنَحۡمُدُهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُبَلِّغِ الۡاَحۡكَامِ الشَّرِيۡعَةِ الۡعُزىٰ اِلٰى كَافَةِ الۡاَنَامِ

ترجمہ:۔سب تعریف خدا کے لئے ہے میں اسی کی حمد کرتا ہوں اور شریعت عزا کے احکام تمام لوگوں تک پہونچانے والے پر خدا کا درود نازل ہو۔

جب درہ غلاف میں داخل کرے یہ پڑھے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِيۡعًا اَللّٰهُمَّ انۡصُرۡ مَنۡ نَصَرَ دِيۡنِ مُحَمَّدٍ وَّاجۡعَلۡنَا مِنۡهُمۡ وَاخۡذُلۡ مَنۡ خَذَلَ دِيۡنِ مُحَمَّدٍ وَّلَا تَجۡعَلۡنَا مِنۡهُمۡ (مفاتیح الولایت) حد مسجد میں مارنا منع ہے۔(بخاری)

ترجمہ:۔بیشک خدائے تعالیٰ تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے یا اللہ مدد کر اس کی جو دین محمدؐ کی مدد کرے اور اس کو انہی میں کر دے اور رسوا کر اس کو جو دین محمدؐ کو رسوا کرے اور ہم کو ایسے لوگوں میں مت کر۔

پسخوردہ

حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ”مومنوں کا پسخوردہ شفاء ہے“ جھاڑ پھونکی کا عمل ہمارے گروہ میں بدعت ہے البتہ پسخوردہ حاصل کرنا شفاء و برکت ہے۔ جو مرشد پسخوردہ دینے کا اہل ہے اس کو چاہئے کہ پسخوردہ دے اور سائل کو رد نہ کرے۔

نماز جنازہ پڑھانا

نماز جنازہ کا امام وہی شخص ہونا چاہئے جو اہل ارشاد ہو اس لئے میت کے ولی کو چاہئے کہ وہ ایسے شخص کو

جواسکا اہل ہواس نماز کے پڑھانے کی اجازت دے اگر کوئی مرشد موجود نہ ہوتو پھر ولی میت جس کو اجازت دے وہ نماز پڑھا دے۔

مشت خاک دینا

مشت خاک دینا بھی فعل ارشادی ہے اہل ارشاد کی موجودگی میں کسی دوسرے کو اس میں سبقت نہیں کرنا چاہئے۔

نماز تہجد

حضرت رسول خدا ﷺ کے صحابہ میں جب کسی کو رات کی عبادت کا شوق پیدا ہوتا وہ آنحضرت ﷺ سے اس کے متعلق اجازت حاصل کر لیتا اسی کو پیش نظر رکھ کر بزرگان دینؒ نے نماز تہجد کے آغاز کے پہلے اپنے مرشد یا کسی سندی بزرگ سے اجازت کے حصول کی قید لگائی ہے اس لئے جب کوئی اس نماز کو شروع کرنا چاہے تو وہ اپنے مرشد سے اجازت حاصل کر لے۔

☆☆☆

بیسواں باب

ذکر دوام:

تمام فرائض ولایت میں سب سے بڑا فرض ذکر دوام ہے اور یہی تمام احکام کا خلاصہ ہے۔ ترک دنیا کا مقصود یہ ہے کہ تمام کاروبار چھوڑ کر یکسوئی سے خدا کی طرف متوجہ ہو جائیں، وطن سے ہجرت اور خلائق سے علیحدگی بھی محض تکمیل ذکر کے لئے ہے۔ صحبت صادقاں میں رہنے کا منشاء بھی ذکر کی واقفیت اور کلمہ **لا اله الا الله** کے معنی جاننے کے سوا نہیں۔ حصول دیدار کے لئے سب سے اہم شرط ذکر دوام ہے فرائض شریعت یعنی نماز، روزہ، حج اور زکواۃ بھی خدا کو یاد دلانے والے ہی ہیں اسکی اس قدر تاکید ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ہر آں کو غافل از وے یک زمان است — دراں دم کافر است امانہان است

کسے کو غافل پیوستہ باشد — در اسلام بروے بستہ باشد

یعنی "جو شخص خدا سے ایک دم بھی غافل رہے تو اس دم کافر ہے اگر چہ (اس کا کفر) پوشیدہ ہے اور جو ہمیشہ غافل رہے اس پر اسلام کا دروازہ بند کر دیا جائے گا" (معارج الولایت)

نیز آپ نے فرمایا مومن وہی ہے جو ہر حالت میں صبح و شام خدا کی طرف متوجہ رہے" (حاشیہ) اور فرمایا جب تک تم خدا کی یاد میں رہو گے بندہ تم میں موجود ہے" (مجلس امام) نیز آپ نے مہدویوں کی صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ "کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کے ذکر میں رہتے ہیں" کا سب کو کسب کی اجازت بھی ذکر دوام کے شرط کے ساتھ دی گئی۔ طالب صادق کے صفات میں سب سے اہم صفت ذکر دوام ہے۔ حصول عشق کے لئے بھی ذکر دوام کی سخت تاکید ہے یہ فرض ایسا ہے کہ اس کی ادائی کے لئے کوئی شرط نہیں ہے اور وہ کسی وقت بھی ساقط نہیں ہوتا لیکن اس کے حصول کے لئے ان امور کی تکمیل ضروری ہے ذکر کثیر، ذکر خفی، پاس انفاس، کلمہ **لا اله الا الله** سے ذکر کرنا، نفی خطرات، نوافل، اور اوراد سے پرہیز اور موجبات غفلت سے علیحدگی، بغیر اس کے ذکر دوام حاصل نہیں ہوتا۔

ذکر کثیر

حضرت مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ''خدائے تعالیٰ ذکر کثیر کی برکت سے ذکر دوام عطا کرتا ہے۔ ذکر کثیر پانچ پہر کے ذکر کو کہتے ہیں اس کے اوقات یہ ہیں ''اول فجر سے دیڑھ پہر دن چڑھے تک' ظہر سے عشاء تک اور ایک پہر رات کو جس کو نوبت جاگنا کہتے ہیں'' (خاتم سلیمانی)

نقلیات میاں عبدالرشیدؓ اور انصاف نامہ میں نوبت کا ذکر نہیں ہے ان کتابوں میں ذکر کثیر کی ترتیب اس طرح بیان کی گئی ہے ''اول صبح سے دیڑھ پہر دن چڑھے تک اور ظہر سے عشاء تک خدا کی یاد میں رہیں'' انصاف نامہ کی ایک اور نقل میں یہ اوقات اس طرح ذکر کئے گئے ہیں اول صبح سے دیڑھ پہر دن چڑھے تک حجرہ میں رہیں اور دو آدمی ایک جگہ نہ بیٹھیں ظہر کے بعد عصر تک ذکر میں مشغول رہیں عصر کے بعد مغرب تک قرآن کا بیان سنیں مغرب سے عشاء تک ذکر کریں''

سلطان اللیل اور سلطان النہار

ان اوقات ذکر میں کم سے کم دو وقت سلطان اللیل اور سلطان النہار کی پابندی فرض موکد اور ذکر کثیر کو شامل ہے کیونکہ تاثیر اور خواص میں چوتھائی پر پوری چیز کا حکم کرتے ہیں جیسے چوتھائی سر کا مسح پورے سر کے مسح میں داخل ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''جو یہ چھ وقت خدا کو یاد کرے خدائے تعالیٰ اس سے رات دن کی بندگی کا اجر ضائع نہ کرے گا اول فجر سے دن نکلے تک عصر سے عشاء تک' کھاتے پیتے' پیشاب پائخانہ کے وقت' اپنی بی بی سے صحبت کرتے وقت اور سوتے وقت (نقلیات میاں سید عالمؒ) جو شخص ان وقتوں کی حفاظت نہ کرے گا حسب فرمان حضرت مہدی علیہ السلام وہ ایمان اور فقیری حاصل کرنے والوں میں حشر نہ کیا جائے گا'' (پنج فضائل) حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ اپنی وصیت میں فرماتے ہیں ''نماز عصر سے عشاء تک اور قبل نماز فجر سے طلوع آفتاب تک خدا کی یاد میں بیٹھو اگر نہ بیٹھو گے تو گروہ مہدیؑ سے نہ ہوگے'' (پنج فضائل) کا سبوں پر بھی ان اوقات کی حفاظت و پابندی فرض ہے اگر وہ ان اوقات کی پابندی نہ کر کے کسب میں مشغول رہیں گے تو وہ کسب جائز نہ ہوگا (حاشیہ)

سلطان النہار کا وقت اول فجر سے دن نکلے تک اور سلطان اللیل کا وقت عصر سے عشاء تک ہے۔ اور یہی دونوں وقت اوقات رحمت ہیں'' (حاشیہ) لیکن مولوی سعادت اللہ خاں صاحب ''تعلیمات دائرہ اور

اعمال‘‘ میں سلطان اللیل کے متعلق لکھتے ہیں کہ ’’اس کا وقت عصر سے مغرب تک ہے‘‘ حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ’’نماز فجر سے طلوع شمس تک اور عصر سے مغرب تک ایک جماعت کے ساتھ ذکر کرتے رہنا دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے‘‘ صاحب مالا بد منہ نے نماز فجر سے دن کے بلند ہونے تک ذکر میں بیٹھنے کو مستحب اور عصر سے مغرب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کو سنت لکھا ہے‘‘ حدیث قدسی میں ہے ’’اے میرے بندے مجھ کو ایک گھنٹہ صبح اور ایک گھنٹہ شام میں یاد کیا کریں اس کو پورا کروں گا جوان کے درمیان میں ہے‘‘ (تحفۃ السالکین) اور گروہ کا عمل بھی یہی ہے فجر سے دن نکلے تک اور عصر سے مغرب تک ذکر اللہ میں بیٹھتے ہیں۔ لیکن نقلیات میں سلطان اللیل کے لئے عصر سے عشاء تک کے الفاظ آئے ہیں۔ پہلے عصر سے مغرب تک بیان قرآن ہوتا تھا لوگ بیان قرآن سننے کے بعد مغرب سے عشاء تک ذکر میں بیٹھ جاتے تھے بعد میں بیان قرآن ظہر کے بعد یا کسی دوسرے وقت ہونے لگا تو عصر سے مغرب تک ذکر میں بیٹھنے لگے اور یہی طریقہ رائج ہو گیا اور ممکن ہے اسی وجہ سے سلطان اللیل کا اطلاق عصر سے مغرب تک کے وقت پر ہونے لگا ہو۔ واللہ اعلم

ان اوقات ذکر میں پکانا‘ کھانا پینا‘ سو جانا‘ بات چیت میں لگے رہنا اور دوسرے تمام کام کرنا ممنوع ہے (معارج الولایت) سوائے اس کے کہ کوئی خاص ضرورت لاحق ہو ایک مرتبہ کسی نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا دو بھائی ہیں ایک تو نماز فجر کے بعد ذکر میں بیٹھ جاتا ہے دوسرا گھر جا کر اپنے بچے بالوں کے ساتھ لہو و لعب کرتا ہے حضرت نے اس کے حاضر کرنے کا حکم دیا جب وہ حاضر ہوا تو حضرت نے اس سے نماز فجر کے بعد ذکر میں نہ بیٹھنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا میرے پاس ایک ہی کپڑا ہے جو میں پہن کر آتا ہوں نماز فجر کے بعد گھر کو چلا جاتا ہوں کپڑا عورت کو دیدیتا ہوں اور میں لڑکے بچوں کے ساتھ لہو و لعب کرتا ہوں تا کہ عورت فرصت سے نماز پڑھے حضرت نے سن کر فرمایا ’’یہ سب خدا کے لئے ہے‘‘ (نقلیات میاں سید عالمؒ) سخت بھوک کی حالت میں اگر کھانا مل جائے تو کھالے مگر کھانے کے بعد پھر ذکر میں بیٹھ جائے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے ایک مرتبہ عصر کے بعد فتوح تقسیم کر کے فقراء کو کھانا کھلایا اور فرمایا جاؤ آج یہی بیان قرآن ہے‘‘ (پنج فضائل) عصر یا مغرب کے بعد اگر بیان قرآن ہو رہا ہو تو اس میں شرکت کرنا داخل ذکر ہے۔ تلاوت قرآن ان اوقات ذکر میں منع ہے اگر کوئی تلاوت کرے تو آواز سے نہ پڑھے تا کہ ذاکرین کے ذکر میں خلل نہ پڑے (انصاف نامہ) عورتوں کو بھی ان اوقات میں چکی پیسنا‘ چرخہ

پھرانااورایسے ہی دوسرے کام جومانع ذکرہیں نہیں کرناچاہئے (سنت الصالحین) اجماع' بہرہ عام' نماز جنازہ یامیت کے دفنانے وغیرہ دینی امورمیں جوموقتی ہیں شریک ہونامباح ہے۔مگران امورسے فارغ ہوکروقت باقی رہنے کی صورت میں خدا کی یادمیں لگ جائے۔دوران سفرمیں قیام ہوتواوقات کی پابندی ضروری ہے۔ بزرگانِ دین کے زمانے میں سفرکی حالت میں اگرکہیں راستہ میں مقام ہوتا تو قیدنشست کے ساتھ ذکر قرآن کے بیان اوررات میں نوبت جاگنے کا اہتمام رہتا(سراج منیر) ذکرمیں بیٹھے ہوئے کسی سے کوئی ضروری بات کرلینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔اگرطبیعت میں کسلمندی غالب ہویانیندکاغلبہ ہواوردل ذکر میں نہ لگے تو ٹہلتے ہوئے یالیٹتے ہوئے خدا کی یادمیں لگے رہےتاکہ دل کوسکون ہوجائے۔نقل ہے کہ ایک برادر نے حضرت مہدی علیہ السلام کے حضورمیں عرض کیاکہ ذکردل میں جگہ نہیں کرتاہےفرمایاکہ''جاؤاور حجرے میں سوجاؤخدائے تعالیٰ خودتعلیم دےگا(نقلیات میاں سیدعالمؒ)

طلوع آفتاب سے دیڑھ پھر دن چڑھے تک کے اوقات

سلطان اللیل اورسلطان النہارکےعلاوہ طلوع آفتاب سے لےکردیڑھ پہردن چڑھےتک کےاوقات بھی داخل ذکرکثیرہیں اوربزرگان دینؒ کے زمانے میں اس کی بڑی پابندی تھی حضرت ثانی مہدیؓ فرماتے ہیں کہ''اگرکوئی شخص فجرسے دیڑھ پہردن چڑھےتک کے درمیان اپنے حجرے سے باہرآئے تواس کے حجرے کوپارہ پارہ کردواوراس کو ہاتھ پکڑکردائرہ سے نکال دو(انصاف نامہ) حضرت رسول خداﷺ کی عادت مبارکہ بھی یہی تھی کہ نمازفجرکے بعدسے ساڑھے دس بجے دن تک آپ خدا کی عبادت میں لگے رہتے تھے''(دواسلام)

ظہر سے عصرتک کے اوقات

ظہرسےعصرتک کوئی کام ہوتوکرلینے کی اجازت ہے مثلاً کپڑے دھونا' نہانا' سوداسلف لانے کوبازارمیں جانا' لکڑیاں لانے جنگل میں جاناوغیرہ کام نہیں ہونے کی صورت میں ذکراللہ میں بیٹھ جاناچاہئے۔حضرت مہدی علیہ السلام کے حضورجب کہیں سے فتوح آتی تو فقراءظہراورعصرکے درمیان سوداسلف لانے بازار جاتے تھے(مطلع الولایت)

اوقات ذکرکےعلاوہ ہروقت اورہرحالت میں اپنی طاقت کے موافق خدا کاذکرکرتارہےاورکل حرکات وسکنات میں حاضروقت رہے تاکہ کوئی دم غفلت سے نکلنے نہ پائے(المیعار) کیونکہ جس شخص کی ایک سانس

بھی بغیر ذکراللہ کے جائے وہ غافل ہے (رسالہ حضرت شاہ نعمتؒ) اور جو خدا کے ذکر کو بھلادے وہ مردود ہے" (انوارالعیون)

پس جو کام بھی کرے خدا کے ذکر کے ساتھ کرے (انصاف نامہ) کھاتے پیتے وقت ذکراللہ جاری رہنے سے ایسا کھانا پینا عبادت میں شمار ہوتا ہے ورنہ غفلت سے کھانا پینا طریقت میں حرام ہے (انصاف نامہ) جو شخص سوتے وقت خدا کو یاد کرتے ہوئے سوجائے جب تک نیند سے ہوشیار نہ ہوگا ذاکرین میں لکھا جائے گا (کیمیائے سعادت) غافلوں میں خدا کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسا مُردوں میں زندہ" (ایضاً) مومن وہ ہے جو خدا کے ساتھ رہے یا خدا کے ذکر میں رہے۔ (مکتوب میاں امین محمدؒ) حدیث قدسی میں ہے "میں اس کا ہم نشین ہوں جو میرا ذکر کرتا رہے" (حاشیہ)

کاسب کے لئے بھی کاروبار میں لگے ہوئے خدا کی یاد ہی میں رہنا ضروری ہے اگر غافل رہے گا تو ایسا کسب حرام ہوگا حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ "دل بیار دوست بکار" یعنی دل دوست میں ہاتھ کام میں" (حدود دائرہ) متاع دنیا میں مشغول ہو کر خدا کو بھول جانا حرام ہے۔ حضرت مہدی موعودؑ کی نقل ہے کہ "ایک دل خدا کو دیجئے من مانا سو کیجئے" (انصاف نامہ) نیز آپ فرماتے ہیں کہ "ہر حال رب سنبھال" (حدود دائرہ) پس چاہئے کہ تمام احوال میں اپنی سانس کو کام میں لگائے رکھے۔ (مکتوب میاں مصطفیٰؒ ۱۸) اور یہ سمجھے ہوئے رہے کہ زندگی کے سانس گنے ہوئے ہیں اور ان کی گنتی محدود ہے اور ان سانسوں کی حفاظت ایسی عبادت ہے جس پر بے گنتی عطا کا وعدہ موجود ہے" (ایضاً)

نوبت

نوبت جاگنا فرض ہے اور ذکر کثیر کی تکمیل میں داخل ہے۔ اگر تین آدمی ایک جگہ ہوں یا اپنے مرشد کے دائرہ میں یہ عمل جاری ہو تو اس میں شریک رہے لیکن اگر یہ عمل موقوف ہو تو رات کے پچھلے پہر اٹھنے کی جہاں تک ممکن ہو کامل کوشش کریں کیونکہ اسکی تاثیر بدرجہ اتم ہے (مکتوب میاں شیخ مصطفیٰؒ صفحہ ۵۷)

بیان قرآن

اگر اپنے مرشد کے دائرہ میں بیان قرآن جاری ہے تو اس میں شرکت کرنا بھی داخل ذکر کثیر ہی ہے چاہے بیان قران ظہر کے بعد ہو یا عصر کے بعد اگر بیان قرآن جاری نہیں ہے تو خدا کی یاد میں بیٹھ کر اوقات کی تکمیل کر لینی چاہئے۔

خلوت

ذکر کثیر کی تکمیل اپنے اپنے حجروں میں باقاعدہ قیدِ نشست کے ساتھ کرنی فرض ہے اگر حجرہ نہ ہو تو مسجد کے کسی گوشہ میں بیٹھ کر اس کی تکمیل کرلے اگر مسجد بھی نہ ہو تو اپنے مکان میں کوئی حجرہ مخصوص کرلے اور کسی خاص ضرورت کے سوا حجرہ کے باہر نہ نکلے کیونکہ طالب کو حصول ذکر کے لئے تین چیزیں لازم ہیں۔ کم کھانا کم سونا، کم کہنا یہ تین باتیں اسوقت تک میسر نہیں آتیں جب تک کہ اکثر اوقات وہ ذکر میں نہ گزارے۔ ترغیب الطالبین بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ "فقیر کو دن رات میں ایک وقت خلوت (تنہائی) کا بھی چاہئے فرض کی طرح ضرور بہ ضرور اس کام میں کوتاہی نہ کریں (مکتوب نمبر ۲۶) ایک خلوت ایسی ہے جس کو خلوت در انجمن کہتے ہیں وہ یہ کہ ذاکر لوگوں میں بیٹھے ہوئے بھی اپنے ظاہر و باطن کو ذکر کی طرف مائل رکھے زبان سے خلق اللہ کے ساتھ مصروف گفتگو رہے اور دل سے خدا کی یاد کرتا رہے (ارشاد الطالبین)

خاموشی

اوقات ذکر اللہ میں خاموشی کی بھی بہت تاکید ہے۔ اور دو آدمیوں کو ایک جگہ بیٹھنے کی ممانعت ہے تاکہ باتوں میں نہ پڑ جائیں (حاشیہ) دنیا اور دنیا داروں کی حکایت اور بیکار گفتگو تو سخت ممنوع ہے (حاشیہ) بغیر ذکر خدا کے زیادہ باتیں کرنا دل کی سختی کی علامت ہے (انصاف نامہ) دینی باتوں اور بیان قرآن کے متعلق گفتگو سے بھی ان اوقات میں منع کیا گیا ہے۔ اور مبتدی کے لئے قرآن کی تلاوت بھی منع ہے تاکہ دل غافل نہ ہو جائے (انصاف نامہ) نقل حضرت مہدی علیہ السلام ہے کہ خدائے تعالیٰ کو بغیر ذکر خدا کے دینی باتوں سے نہ پاسکو گے (ایضاً) وہب بن وردؒ کا قول ہے کہ "حکمت دس باتوں میں ہے نو خاموشی میں ہیں دسویں عزلت میں (شفاء المومنین)

ذکر خفی

حضرت بندگی میاں سید محمودؒ نبیرہ حضرت خاتم کارؓ فرماتے ہیں کہ خود کو گم کر کے بیخودی میں رہنا ذکر خفی ہے" (رسالہ محمود) ذکر خفی کے بغیر ذاکر کا وجود ریا اور خود بینی سے پاک نہیں ہوسکتا (المعیار) ذکر لسانی، ذکر نفسی، ذکر قلبی، ذکر روحی، ذکر سرّی وغیرہ اذکار جو علاوہ ذکر خفی کے ہیں ہمارے پاس موقوف ہیں کیونکہ اس کے سوا ذکر دوام کا حصول ممکن نہیں" (المعیار)

پاس انفاس

دموں کی حفاظت اور جتن کرنے اور سانس سے ذکر کرنے کو پاس انفاس کہتے ہیں بغیر پاس انفاس کے ذکر قائم ہونا محال ہے۔ نہ بغیر اس کے دل خطرات اور اوہام سے محفوظ رہ سکتا ہے نہ سوا اس کے ریا اور خود بینی سے رہائی نصیب ہوسکتی ہے (المعیار) کیونکہ سانس کا منشاء اور مستقر دل ہے جب تک یاد حق دل میں قرار نہ پکڑے ذاکر صفات غفلت سے بچ نہیں سکتا (المعیار) پس طالب کا فریضہ ہے کہ وہ سانس کی حفاظت کرتا رہے یہاں تک کہ بغیر ذکر کے کوئی دم بھی نہ اندر آئے نہ باہر جائے اور واقف دم رہے (یعنی دل کی نظر دم پر ٹھیرائے رکھے تا کہ کوئی دم غفلت سے نہ نکلے (المعیار) کیونکہ جو دم بغیر ذکر اللہ کے نکلتا ہے وہ مردہ ہے (المعیار) اور ایک دم کی غفلت بھی کفر خفی ہے (انوار العیون)

کلمه لا اله الا الله سے ذکر کرنا

ذکر سے مقصود یہ ہے کہ سالک اپنی ہستی کو فراموش کر کے خدا میں فنا ہو جائے یہ بات کلمہ لا اله الا الله کے ذکر کی مداومت سے حاصل ہوتی ہے (المعیار) اس کلمہ کے دو جز ہیں ایک نفی غیر حق دوسرے اثبات ذات حق اور غیر حق سے مطلب قایل کے وجود کا ہے اگر وہ اپنے وجود کو فنا کر دے تو دوسری اشیاء کا اثر بھی زائل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ تمام اشیاء کا تعلق اسی کے وجود سے ہے (انصاف نامہ) پس جب تک کوئی شخص لا اله سے خود کو زیر و زبر نہ کرے الا الله تک نہ پہونچے گا۔ (رسالہ حضرت شاہ نعمتؒ) شعر

تا بجا روب لا نہ روبی راہ   نہ رسی در سرائے الا الله

"جب تک تو لا کی جھاڑو سے راستہ کو صاف نہ کرے گا الا الله کی سرا میں نہ پہونچ سکے گا" اس لئے ہمارے گروہ میں اس کلمہ کے سوا دوسرے کلمہ سے ذکر کرنے کی ممانعت ہے اس کلمہ کو حضرت مہدی علیہ السلام نے اس طرح فرمایا ہے "الاالله توں هے لا اله هوں نهیں" (مولود میاں عبدالرحمٰنؒ اخبار الاسرار وغیرہ) جیسا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "الٰہی انت ولا انا" (یا اللہ تو ہے میں نہیں ہوں)

نفی خطرات

طالب کا فرض ہے کہ ہمیشہ اپنے دل کی پاسبانی کرتا رہے اور کوئی خطرہ دل میں آنے نہ دے (حاشیہ) اور لا اله الا الله سے خواطر کی نفی کرے خواہ خاطر اچھے ہوں یا برے اور اللہ کو ثابت کرے (انصاف

نامہ)اشعار

پاسبان دل شوی در کل خال تا نیابد ہیچ دزدآں جا مجال

ہر خیال غیر حق را دزد داں ایں ریاضت سالکاں را فرض خواں

غیر حق ہر ذرّہ کاں مقصود تست تیغ لا برکش کہ آں معبود تست

لا ترا از تو رہائی میدہد با خدایت آشنائی مید ہد

ترجمہ:۔ ہر حالت میں اپنے دل کی پاسبانی کیا کر کوئی چور وہاں وارد نہ ہو سکے غیر حق کے ہر خیال کو چور سمجھ اور اس ریاضت کو سالکوں پر فرض جان کر ایک ذرہ برابر بھی غیر حق تیرے خیال میں آئے تو اس پر لا کی تلوار کھینچ (اس کی نفی کر) کہ وہی تیرا معبود ہے کیونکہ لا (تیرا اپنی ہستی کی نفی کرنا) تجھ کو تجھ سے چھڑاتا اور تیرے خدا کے ساتھ آشنا بناتا ہے۔

طالب کو چاہئے کہ شیطانی خطرہ حرکت کرے تو سبحان **الله** پڑھے نفسانی خطرہ پیش آئے تو استغفار پڑھے (مکتوب میاں سید اسحٰقؒ) اگر استغفار سے وسوسہ دفع نہ ہو تو کلمہ **لا اله الا الله** کا تصور اس طرح رکھے لاموجود الا اللہ (مخزن الولایت) شعر

نقد ہستی محو کن در لا الہ تا بیابی دار ملک بادشہ

''اپنی ہستی کی نقدی کو لا الہ میں صرف کر دے تا کہ بادشاہ کے ملک کا نشان پاسکے''

بندگی میاں شیخ محمودؒ لکھتے ہیں کہ جب طالب ذکر میں مشغول ہو جائے اگر ناگاہ اس کو وسوسے آئیں اور دل دوسری جانب مائل ہو جائے یا ہر چند دم بغیر ذکر کے خارج ہو اور طالب خطروں کی نفی نہ کر سکے تو اس کو چاہئے کہ اسوقت مرشد کو اپنا واسطہ بنائے یعنی دل سے مرشد کا تصور کرے تو خاطر جمعی ہو کر اپنے کام میں مشغول ہو سکے گا (ارشاد الطالبین)

نوافل اور اوراد سے پرہیز

جملہ نوافل عبادات جو غیر ذکر اللہ ہیں ممنوع ہیں جیسے ورد اوراد پنجسورہ او ہفت سورہ پڑھنا، تسبیح پھیرنا، دعائیں پڑھنا، چلہ بیٹھنا، ذکر جلی کرنا، نفل روزے رکھنا، نفل نمازیں پڑھنا وغیرہ (عقیدۃ الصالحین) کیونکہ اس سے ذکر دوام ساقط ہو جاتا ہے اس لئے فرائض کے سوا ہمارے پاس کوئی نفل عبادت رائج نہیں ہے۔ (تلقین ذکر) لیکن نماز تحیۃ الوضو، نماز اشراق، نماز چاشت، نماز سنت الحاجات اور تلاوت قرآن کی اجازت

دی گئی ہے(زاد الناجی، تلقین ذکر، پنج فضائل) تسبیحات تراویح اور نماز شب قدر کی دعاؤں کا پڑھنا بھی سلف کی تقلید ہے اس لئے ممنوع نہیں (رسالہ محمود)

موجباتِ غفلت سے علیحدگی

غفلت اور موجب غفلت دونوں حرام ہیں (مولود میاں عبدالرحمٰنؒ) موجبات غفلت میں کسب کرنا، علم پڑھنا، کھانا پینا سونا، بات چیت کرنا، خلق اللہ سے میل جول رکھنا وغیرہ داخل ہیں۔ ان میں سے جو چیز بھی ذکر اللہ سے باز رکھے وہ حرام وممنوع ہے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) اللہ کے طالب کو چاہیئے کہ جس کام میں مشغول ہو انصاف سے نظر کرے وہ کام اللہ کے ذکر اور اللہ کی طرف توجہ کا مانع ہوتا ہے تو اس کو چھوڑ دے اور اپنی ذات پر اس کو حرام قرار دے (المعیار) جو کسب خدا کی یاد سے روکے یعنی جس میں مشغول رہ کر خدا کو یاد نہ کر سکیں اس کو چھوڑ دینا فرض ہے غفلت سے کھانا پینا حرام اور کھاتے پیتے وقت باتوں میں لگے رہنا منع ہے۔ (انصاف نامہ) ایسی کتابوں کا مطالعہ جس سے کسی دینی مسئلہ کی واقفیت مقصود نہ ہو جائز نہیں ایسے مطالعہ کو چھوڑ کر خدا میں مشغول رہنا فرض وواجب ہے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) بلکہ طالب کے لئے علم لدنی حاصل کرنا ضروری ہے اور علم لدنی بجز امی کے عطا نہیں ہوتا امّی اصلی ہو یا جعلی (نقلیات میاں سید عالمؒ)

بینی اندر خود علوم انبیاء   بے کتاب و بے معید اوست

خدا کا ذکر چھوڑ کر علم پڑھنے میں مشغول رہنا بدعت و گمراہی ہے صحابہ حضرت مہدی علیہ السلام جب کسی کو علم سیکھنے کے لئے لکھنا پڑھنا شروع کرتا ہوا دیکھتے تو منافق سمجھتے اور کہتے دائرہ سے بھاگنے کے لئے توشہ تیار کرتا ہے (انصاف نامہ)

جس نیند میں خدا کا ذکر جاری نہ رہے تو ایسی نیند غفلت کی نیند ہے (انصاف نامہ) اس لئے سوتے وقت بجز ذکر کے دوسرے خیالات کی طرف متوجہ ہونے سے احتراز کرنا چاہیئے۔ بات چیت کے وقت دل کو خدا کی طرف مائل نہ رکھنا اور فضول ولایعنی گفتگو میں مشغول رہنا منع ہے اور اوقاتِ ذکر اللہ میں ایسی گفتگو سے بالکل پرہیز کرنا چاہیئے (ایضاً) خلق اللہ سے ایسا میل جول رکھنا جس کی وجہ خدا کی یاد نہ کر سکیں یا اوقات ذکر کی پابندی نہ ہو سکے حرام ہے (ایضاً) دوسرے جملہ کاروبار میں جو کام بھی خدا کے ذکر اور اس کی طرف توجہ کا مانع ہو وہ قابل ترک ہے اور طالب کو چاہیئے کہ ایسے کام کو اپنا بت سمجھے (المعیار)

ذکر کا طریقہ

آداب ذکر:۔

ذکراللہ میں باوضوطہارت کامل کے ساتھ چہارزانو یا دوزانو قبلہ رخ بیٹھےاوراپنے دونوں ہاتھوں کودوزانوں پررکھے یا اپنے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی اورسیدھے انگوٹھے کے باطنی حصہ سے بائیں ہاتھ کی پیٹھ کو پکڑے ہوئے بیٹھے یا اپنے ہاتھ کی دس انگلیاں ملاکر ہاتھ سامنے رکھے ہوئے بیٹھےاور پہلے یہ چھ درود پڑھے۔

اللهم صلى علىٰ محمدٍ سيد العاشقين اللهم صلى على محمد سيد المعشوقين

اللهم صلى على محمدٍ سيد المحبين اللهم صلى على محمدٍ سيد المحبوبين

اللهم صلى على محمدٍ سيد المقتين اللهم صلى على محمدٍ سيد المرسلين

ترجمہ:۔ یااللہ درود بھیج محمد عاشقوں کے سردار پر٬ یااللہ درود بھیج محمد معشوقوں کے سردار پر٬ یااللہ درود بھیج محمد محبت کرنے والوں کے سردار پر٬ یااللہ درود بھیج محمد محبوبوں کے سردار پر یااللہ درود بھیج محمد پرہیزگاروں کے سردار پر یااللہ درود بھیج محمد پیغمبروں کے سردار پر۔

اس کے بعد یہ دعاء پڑھے۔

الٰهی بحرمت لا اله الا الله آدم صفی الله صلواة الله سلامه عليه

الٰهی بحرمت لا اله الا الله نوح نجی الله صلواة الله سلامه عليه

الٰهی بحرمت لا اله الا الله ابراهيم خليل الله صلواة الله سلامه عليه

الٰهی بحرمت لا اله الا الله موسیٰ كليم الله صلواة الله سلامه عليه

الٰهی بحرمت لا اله الا الله عيسیٰ روح الله صلواة الله سلامه عليه

الٰهی بحرمت لا اله الا الله محمد رسول الله صلواة الله سلامه عليه

الٰهی بحرمت سيد محمد حضرت مهدی موعودمراد الله خليفة الله صلواة الله سلامه عليه

ترجمہ:۔ یااللہ کلمہ لا اله الا الله آدم صفی اللہ کی حرمت اور بزرگی کے واسطہ سے٬ یااللہ کلمہ لا اله الا الله نوح نجی الله کی حرمت اور بزرگی کے واسطہ سے٬ یااللہ کلمہ لا اله الا الله ابراہیم خلیل اللہ کی حرمت اور

بزرگی کے واسطہ سے' یا اللہ کلمہ لا اله الا الله موسیٰ کلیم اللہ کی حرمت اور بزرگی کے واسطہ سے' یا اللہ کلمہ لا اله الا الله عیسیٰ روح اللہ کی حرمت اور بزرگی کے واسطہ سے' یا اللہ کلمہ لا اله الا الله محمد رسول الله کی حرمت اور بزرگی کے واسطہ سے' یا اللہ بحرمت سید محمد مہدی موعود مراد اللہ خلیفۃ اللہ کی حرمت اور بزرگی کے واسطہ سے۔

پھر اس سلسلہ کو اپنے مرشد تک لے جائے اور خود پر دم کرے (حجتہ المنصفین) اس کے بعد یہ الفاظ پڑھے۔

دردل اوست در جان اوست در تن اوست متحرک اوست مسکن اوست ہوش ازوست فہم ازوست سمع ازوست بصر ازوست ہمہ ازوست ہمہ اوست (رسالہ تلقین ذکر)

ترجمہ:۔دل میں وہی ہے جان میں وہی ہے تن میں وہی ہے حرکت کرنے والا وہی ہے ہوش اسی سے ہے فہم اسی سے ہے سماعت اسی سے ہے بصارت اسی سے ہے سب اسی سے ہے سب کچھ وہی ہے۔

پھر یہ دعا پڑھے۔

یا ناصر یا نصیر یا حافظ یا حفیظ یا وکیل یا رقیب یا الله خود را حفاظت کر دم بحق لا اله الا الله خود را حصار کردم بحق محمد رسول الله ومهدی مراد الله

ترجمہ:۔اے نصرت پہونچانے والے اے مدد دینے والے اے حفاظت کرنے والے اے کارساز اے نگہبان اے اللہ بحق کلمہ لا اله الا الله میں نے اپنی حفاظت کی اور بحق محمد رسول اللہ ﷺ و مہدی مراد اللہؑ میں نے خود کو محصور کرلیا۔

پھر یہ استغفار پڑھے۔

استغفر الله استغفر الله استغفر الله من جميع ما كره الله قولاً وفعلاً وخاطراً وسامعاً وناظراً لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم (مخزن الولايت)

ترجمہ:۔میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں ان تمام باتوں سے جن کو اللہ تعالیٰ مکروہ جانتا ہے جو میرے قول یا فعل یا خیال یا سماعت یا نظر سے سرزد ہوئے ہیں اور سوائے خدا کے جو بہت بلند مرتبہ اور عظمت والا ہے کسی کو طاقت اور قوت نہیں ہے۔

ترکیب ذکر الله

جس وقت ذکر شروع کرے دونوں آنکھ بند کر لے اور اپنے مرشد کا مشاہدہ رکھے اور حضور دل کے ساتھ اپنی آواز کی حفاظت کرتے ہوئے جو سانس اندر جائے اس وقت ''الا اللہ توں ہے'' کہے اور جب سانس باہر آئے اسی وقت ''لا الہ ہوں نہیں'' کہے ''لا الہ'' کو سخت قوت کے ساتھ خالص دل سے اپنے دل کے کل تعلقات کو قطع کر کے تمام اچھے برے ارادات قلبی کی نفی کرتے ہوئے نکالے اور الا اللہ کو سخت قوت سے دل کی توجہ خدا کی طرف قائم کر کے اپنے دل میں داخل کرے (انصاف نامہ) ''لا الہ ہوں نہیں'' کہتے ہوئے اپنے وجود کی نفی کرے اور ''الا اللہ توں ہے'' کہتے ہوئے حق کا اثبات کرے اور اپنے تمام اعضاء کو الا اللہ سے معمور اور اپنے ظاہر و باطن کو عین الا اللہ مشاہدہ کرے (مکتوب میاں سید اسحٰقؒ) اور اس کے معنی و مفہوم کو جیسا اپنے مرشد کی زبان سے سنا ہے ذہن میں رکھے۔

نہیں ہے لا الہ ذات میری مگر حق یہ ہے الا اللہ تو ہے

لا الہ کے ذریعہ اپنے وجود کی نفی کو تصدیق اور الا اللہ کے ذریعہ حق کے اثبات کو تعظیم کہتے ہیں جس کو تصدیق حاصل نہ ہو یعنی جو اپنی نفی نہ کرے وہ منافق ہے کیونکہ وہ صرف زبان سے قائل ہے اور جس کو تعظیم حاصل نہ ہو اور ماسوی اللہ کی نفی کے بعد وحدانیت کو ثابت نہ کرے وہ بدعتی ہے جب ذاکر نے اپنی نفی کر دی تو اس کو ذکر میں حلاوت ملے گی اور بصارت حق سے حق کو دیکھے گا اگر لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے اپنے نفس کو دیکھے گا تو ریاکار کہلائے گا اور ذاکر کو یہ سمجھنا چاہئے کہ سوائے حق کے کوئی سامع نہیں ہے اس کو حرمت کہتے ہیں جس کو حرمت حاصل نہ ہو وہ فاسق ہے (انصاف نامہ)

گروہ مقدسہ میں ذکر کے دو طریقے رائج ہیں ایک طریقہ تو وحدت سے کثرت کی طرف آنے کا ہے دوسرا کثرت سے وحدت کی طرف جانے کا ایک ذکر تو ''لا الہ ھوں نھیں الا اللہ توں ھے'' کا ہے دوسرا ''الا اللہ توں ھے لا الہ ھوں نھیں'' کا ان میں پہلے طریقے کو تعلیم ولایت اور دوسرے طریقہ کو تعلیم نبوت کہتے ہیں (تعلیم ولایت اور تعلیم نبوت میں پہلا طریقہ قرب فرائض دوسرا قرب نوافل کہلاتا ہے۔ قرب فرائض میں اثبات وحدت اور نفی مرتبہ لاتعین ہے اور قرب نوافل کہتے ہیں نفیٔ کثرت اور اثبات وحدت کو) اور دوسرے طریقے کو تعلیم نبوت کہتے ہیں پس اپنے مرشد سے جس طریقہ کی تعلیم پائے اسی پر قائم رہے۔

حقیقتِ ذکر

ذکر اس کا نام ہے کہ اس کے واسطہ سے ماسوی اللہ کا وجود مٹ جائے اور ذاکر کو بجز مذکور کے کسی بات کی خبر نہ رہے نہ اپنی نہ اپنے ذکر کی نہ غیر کے وجود کی بلکہ خدائے واحد الاحد کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ (المعیار) شعر

نہیں ہے اب ہمیں اپنی خبر بھی　　کسی کی یاد میں وہ بے خودی ہے

پس اس حد تک ذکر میں رہنا ضروری ہے کہ اپنے نفس وخودی و ماسوی اللہ کو بھول جائیں اور مذکور ہی مذکور رہ جائے (المعیار)

مذکور طلب چہ خواہی ازذکر　　این است ہمہ خلا صۂ فکر

یعنی مذکور کی طلب رکھ ذکر سے تو اور کیا چاہتا ہے یہی بات تمام فکروں کا خلاصہ ہے۔ شعر

اللہ اللہ گو کہ اللہ می شوی　　راست گویم ثم باللہ میشوی

یعنی ہمیشہ اللہ اللہ کہا کر (تو بالآخر اپنے آپ کو فراموش کر کے) اللہ (میں فنا) ہو جائے گا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں تو اللہ کے ساتھ قائم ہو جائے گا۔

فان للہ عباد یاکلون باللہ یشربون باللہ ویجلسون باللہ ویقولون باللہ .

ترجمہ:۔ بے شک اللہ کے بندے ایسے ہیں جو اللہ کے ساتھ کھاتے ہیں اللہ کے ساتھ پیتے ہیں اور اللہ کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے ہیں اور اللہ کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں۔

بندۂ کامل وہی ہے جو فنا فی اللہ ہو　　ہوگیا جو آپ اپنی بندِ ہستی سے رہا

مراقبہ

حدیث شریف میں ہے "ایک گھڑی کی فکر دو جہاں کے عمل سے افضل ہے (شرح عقیدہ) اور صوفیاء کے پاس فکر کے معنی مراقبہ کے ہیں اور مراقبہ دل کی نگہبانی کو کہتے ہیں یعنی ہر دم نفس کی خبر گیری کرنا اور کبھی خدا کی یاد سے غافل نہ رہنا۔

ہونٹ کنٹھ ھالے ناہی سہج سمر نڑ ہوئے　　ایک گھڑی کی چاپ کوں جگ نہ پہونچے کوئے

ترجمہ:۔ نہ ہونٹ ہلیں نہ زبان ملے بلکہ بے ساختہ ذکر اللہ ہوتا رہے ایسے گھڑی بھر کے ذکر کو جگ (چار لاکھ برس) کی عبادت بھی نہیں پہونچ سکتی۔

طالب کو چاہئے کہ ماسوی اللہ کی نفی کر کے پوری توجہ حضرت رب العزت کی جانب پھیر کر ذکر میں مشغول رہے خدائے تعالیٰ سمیع ' بصیر اور علیم ہے۔ مراقبہ انہی تین اسماء میں ہے ایسا سمجھے جو کچھ کہتا ہوں خدائے تعالیٰ سنتا ہے اور جو کچھ کرتا ہوں دیکھتا ہے اور جو کچھ سوچتا ہوں جانتا ہے کہ وہ سمیع و بصیر و علیم ہے پس اس کی جناب میں غفلت اور فراموشی سے گذر کر ہوشیار رہنا چاہئے۔

نیز جو آیات کہ کلام اللہ میں توحید پر دلالت کرتی ہیں ان کی معنی میں غور کرنا بھی مراقبہ ہے چند کلمے لکھے جاتے ہیں اس پر قیاس کرلو۔

اول:۔ وھو معکم فاینما کنتم (ترجمہ:۔وہ اللہ تمہارے ساتھ ہے تک جہاں بھی رہو۔)

دوم:۔ فاینما تولوفثم وجه الله (ترجمہ:۔جدھر تم پھرو ادھر اللہ کو پاؤ گے۔)

سوم:۔ وفی انفسکم افلا تبصرون (ترجمہ:۔اور تمہاری جانوں کے اندر ہے تم کیوں نہیں دیکھتے)

چہارم:۔ والله بکل شئی محیط (ترجمہ:۔اور اللہ ہر چیز پر محیط ہے)

پنجم:۔ نحن اقرب من حبل الورید (ترجمہ:۔ہم رگ گردن سے زیادہ قریب ہیں)

ششم:۔ الله نور السموات والارض (ترجمہ:۔اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے)

ہفتم:۔ الله لا اله الا انا (ترجمہ:۔اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں)

ہشتم:۔ وھو الحی القیوم (ترجمہ:۔اور وہ زندہ و قائم ہے)

نہم:۔ الله حاضری الله ناظری الله شاهدی الله معی

(ترجمہ:۔اللہ میرے ساتھ حاضر ہے اللہ میرا ناظر ہے اللہ میرا شاہد ہے اور اللہ میرے ساتھ ہے)

دہم:۔ الهٰی محرک توئی مسکن توئی هوش از توئی بلکه مالا مال توئی

ترجمہ:۔اللہ حرکت کرنے والا تو ہی ہے اور ٹھیرا ہوا تو ہی ہے ہوش تجھی سے ہے بلکہ مالا مال تو ہے۔

(مکتوب میاں سید اسحٰق)

مراقبے کے تین درجے ہیں مراقبہ' مشاہدہ اور مذاکرہ اور بعض بزرگوں نے تیسرا درجہ معائنہ لکھا ہے اپنے علم کی آنکھ سے خود کو مظہر اسماء الٰہی درک کرنا مراقبہ ہے اور اپنے دل کی آنکھ سے خود کو مظہر صفات حق تصور کرنا مشاہدہ ہے اور اپنے سر کی آنکھ سے خود کو مظہر تنزیہ ذات نظر کرنا مذاکرہ ہے۔(ارشاد الطالبین) لیکن بغیر مراقبہ کے مشاہدہ اور بغیر مشاہدہ کے مذاکرہ حاصل نہیں ہوتا (اصل الاصول) مشاہدہ کے معنی دیکھنے کے ہیں

ہمارے پاس تجلی حق کا مشاہدہ کرنا ہی مراقبہ ہے (اذکار طریقت)۔ بیت

ذکر آں باشد کہ بکشاید درے فراں باشد کہ پیش آید شہے

یعنی ذکر تو وہ ہے کہ اس سے دروازہ کھل جاتا ہے لیکن فکر (مراقبہ) وہ ہے کہ اس سے خود پادشاہ سامنے آجاتا ہے اس سے بھی اعلیٰ مرتبہ وہ ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

فکر تو ہنوز خوار خوار است چوں فکر نماند عین کار است

ترجمہ:۔ تیری فکر تو ابھی ذلت وخواری ہے جب فکر باقی نہ رہے گی (اور تو اپنے آپ کو فراموش کر کے محوذات ہوجائے گا) تو یہی عین مقصود ہے کیونکہ دل کو ماسوی اللہ سے پاک کر کے اللہ کی یاد میں لگا رہنا اور اللہ کو اپنے پر مطلع دیکھنا مبتدیوں کا مراقبہ ہے اور خدا کی ذات وصفات کے جلال و جمال کے مشاہدہ میں ایسا مستغرق ہوجانا کہ کوئی چیز یاد نہ رہے منتہی لوگوں کا مراقبہ ہے طالب حق کو چاہئے کہ ہمیشہ مراقبہ میں رہے اور جو کچھ معاملہ اور خواب دیکھے اپنے مرشد سے عرض کرے اور اپنی خودی پر مغرور نہ ہو (انصاف نامہ)

مراتب ذاکرین

حضرت مہدی علیہ السلام نے آٹھ پہر کے ذاکر کو مومن کامل پانچ پہر کے ذاکر کو مومن ناقص چار پہر کے ذاکر کو مشرک اور تین پہر کے ذاکر کو منافق فرمایا ہے (حاشیہ) نیز آپ فرماتے ہیں کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کے چار قسم ہیں ایک لا اله الا الله کہنا ہے دوسرے لا اله الا الله دیکھنا ہے تیسرے لا اله الا الله چکھنا ہے چوتھے لا اله الا الله ہوجاتا ہے یہ تینوں مرتبہ پیغمبروں اور اولیاء اللہ کے ہیں۔ یعنی علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین اور پہلی قسم لا اله الا الله کہنا جو رہ گئی ہے وہ ان چاروں قسموں میں منافقوں کی صفت ہے جو نفسِ ایمان بھی نہیں رکھتے جو نفس ایمان بھی نہ رکھے عذاب سے کیسے چھوٹ سکتا ہے مگر طالب صادق جس نے اپنے دل کی توجہ غیر حق سے ہٹالی ہے اور اپنے دل کی توجہ مولا کی طرف لگادی ہے اور ہمیشہ خدا میں مشغول ہے اور دنیا اور خلق سے علیحدہ ہوگیا ہے اور اپنے سے نکل آنے کی ہمت کرتا ہے، ایسے شخص پر بھی آپ نے ایمان کا حکم کیا یعنی نفس ایمان کی صفت یہ ہے (انصاف نامہ)

☆☆☆

اکیسواں باب

توکّل :

اپنی استطاعت کے موافق ہر کام اور ہر حالت میں خدا پر توکل فرض ہے اور توکل یہ ہے کہ دشمنان دین کے مقابلے میں رزق کے معاملے میں مصیبت اور بلا کے نزول کے وقت اور کوئی چیز حاصل ہو یا نہ ہو ہر دو صورتوں میں خدا پر بھروسہ کرے اور اسی سے مدد چاہے اور اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو خدا کے حوالے کردے اور جب کسی کام کا ارادہ کرے تو خدا کے بھروسہ پر اس کو شروع کردے کہ خدا پر بھروسہ کرنا پیغمبروں کا کام ہے (حاشیہ)

توکل کا ابتدائی مرتبہ یہ ہے کہ اپنے اسباب وتدبیر پر نظر نہ رکھے ورنہ توکل باقی نہ رہے گا اور یہ بھی ضروری ہے کہ ایسا شخص حرص وطمع سے باز رہے اور اعمال توہمات یعنی تعویذ' طومار وغیرہ سے بچتا رہے کہ یہ باتیں توکل کے خلاف ہیں کا سب اور فقیر دونوں پر ایسا توکل فرض ہے اس کے آگے کا مرتبہ یہ ہے کہ طالب مخلوقات کی قید سے نکل جائے اور خدا ہی پر بھروسہ رکھے اور ضرورت کے وقت اسی سے مانگے ایسے متوکل کے لئے ترک دنیا کے احکام پر عمل کرنا یعنی تدبیر وتردد کو چھوڑنا تعین اور برات کو ترک کرنا اور میراث کو نہ چاہنا اور کسی سے سوال نہ کرنا ضروری ہے کیونکہ توکل دنیا اور مافیہا کا ترک کرنا اور جو اللہ کے نزدیک ہے اس کی آرزو کرنا ہے (انصاف نامہ) اس کے علاوہ فتوح کا انتظار نہ کرنا' فتوح معینہ اور فتوح معلومہ کو چھوڑنا اور ذخیرہ نہ کرنا اس کے شرائط ہیں اس رتبہ پر مردان عزیمت شعار ہی فائز ہوتے ہیں۔

توکل کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ اپنے تمام کاروبار خدا کو سونپ دے اور ایسا ہو جائے جیسا مردہ غسّال کے ہاتھ میں اور رات دن اسی طلب میں رہے کہ خدا کو کب حاصل کروں (حاشیہ) یہ مرتبہ اسی کو نصیب ہوتا ہے جو اپنے اختیار سے بے اختیار ہو جائے''

اسباب وتدبیر پر نظر نہ رکھنا

جو شخص کسب معیشت میں لگا ہوا ہو اس کو چاہئے کہ نفع ونقصان دونوں خدا ہی کی طرف سے سمجھے دنیاوی نفع کی خاطر کسی دنیادار زر پرست عہدہ دار وغیرہ کی خوشامد اور چاپلوسی سخت گناہ ہے۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؒ بے حدّے فقیروں کو فرماتے ہیں کہ ''تم نوکری چاکری کرلو دنیاداروں سے بے غرض رہو عاقبت میں

کچھ بھی نقصان ہوتو بندہ کا دامن پکڑنا‘‘ (انصاف نامہ) حدود دائرہ میں حضرت خوب میاں صاحب پالن پوری اس نقل کو لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ’’مطلب یہ ہے کہ مثلاً مدرسہ کی ملازمت اختیار کی اس کو چاہئے کہ مدرسہ کی نوکری کے بعد شام کو پانچ بجے سیدھا گھر آئے ترقی‘ تنخواہ یا مہربانی حاصل کرنے کی غرض سے کسی امیر یا افسر کے بنگلے پر نہ جائے حسب فرمان حضرت مہدی موعود علیہ السلام عصر سے عشاء تک صف پر بیٹھا ہوا ذکر اللہ کرتا رہے تہجد کی نماز پڑھے اور فجر کی اذاں سنتے ہیں مسجد کو جا کر طلوع آفتاب تک یادالٰہی میں بیٹھا رہے دن نکلنے کے بعد بھی دنیاداروں کے گھر نہ جائے بلکہ تلاوت قرآن لکھنے پڑھنے کے مشاغل اور نیک کاموں میں لگا رہے کھانا کھا کر مدرسہ کو چلا جائے یہ طریقہ رہا تو ایسی نوکری سے حسب فرمودۂ حضرت صدیق ولایتؓ اس کو کچھ نقصان نہیں۔

ترکِ حرص وطمع

طمع توکل کی ضد ہے جس میں حرص کی صفت ہو وہ دوزخی ہے (حاشیہ) اگر کسی بھوکے کو اتنا کھانا مل جائے کہ اس سے بھوک رفع ہوسکتی ہے تو اس سے زیادہ کی خواہش کرنا داخل حرص ہے۔ ستر عورت سے زیادہ کپڑے کی خواہش بھی حرص میں داخل ہے جس چیز کی ضرورت نہ ہو حظِّ نفس کی خاطر اس کی طلب رکھنا حرام ہے حرص وطمع سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ اپنے خرچ کو کم کرے اور ستر عورت اور قوت لا یموت پر قناعت کرے اور ایک دن کی روزی ملے تو دوسرے دن کی روزی کی فکر نہ کرے‘‘

ترکِ اعمال توھّمات

اعمال توہمات میں تعویذ‘ طومار‘ گنڈے‘ پلیتے‘ جھاڑا پھونکی وغیرہ داخل ہیں (حدود دائرہ) کیونکہ اس کی وجہ سے نظر خدا سے اٹھ کر اسباب توہمات اور وسائط مجازی پر جم جاتی ہے ایسا عمل کرنے والوں کو دائرہ سے نکال دینا چاہئے ان افعال کا کرنا کرانا ہر دو ممنوع ہے چاہے اجرت حاصل کرنے کے لئے ہو یا خلق کو نفع پہونچانے۔

ترکِ انتظار فتوح

متوکل کے لئے فتوح کا انتظار ممنوع ہے اگر فتوح کا انتظار کرے گا تو توکل باقی نہ رہے گا نقل مہدیؑ ہے ’’جو شخص فتوح کا منتظر ہو متوکل نہیں ہے‘‘ (نقلیات میاں عبدالرشیدؓ) اگر کوئی شخص اپنے حجرہ میں بیٹھا ہوا ذکر

اللہ میں مشغول رہے اس نے کسی کے پاؤں کی آہٹ سنی اور اس کے دل میں خیال آیا کہ شاید مجھے کچھ دینے کو آتا ہے تو توکل باقی نہ رہا (حاشیہ) اسی طرح اگر کوئی شخص کسی فقیر سے کہے تھوڑی دیر ٹھیر جاؤ تا کہ کچھ لاکر حاضر کروں اگر وہ فقیر ٹھیر گیا تو اس کا توکل باقی نہ رہا (حاشیہ) فقیر وہ ہے جو طمع نہ کرے اور آئے تو منع نہ کرے (حاشیہ) جو فتوح بلا انتظار غیب سے آجائے اس کا قبول کرنا جائز ہے۔ ایسی فتوح حلال طیب ہے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) اور متوکل کو فتوح غیب میں تفحص روا نہیں (نقلیات میاں سید عالمؒ)

ترک فتوح معینه

فتوح معینہ کا قبول کرنا متوکل کو جائز نہیں فتوح معینہ اس کو کہتے ہیں جو ایک ہی مقدار کے ساتھ مقرر ہو جیسے کسی نے ہر روز ایک روٹی یا ہر مہینے کچھ پیسے مقرر کیا تو یہ فتوح معینہ کہلاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی فقیر متوکل کو روزینہ مثلاً روٹی یا کچھ پیسے مقرر کیا یا خود لاکر دیا تو اس کو چاہئے دو روز قبول کرے تیسرے دن نہ لے (انصاف نامہ)

اسی طرح اگر کسی کی طرف سے ماہانہ یا پندرہ روز کو یا ہفتہ واری کچھ مقرر ہے تو دو مرتبہ لے تیسری مرتبہ نہ لے (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؒ) اگر وہ شخص وقت یا مقدار بدل کردے تو لے لے تیسرے دن یا تیسری مرتبہ بھی فتوح قبول کی جاسکتی ہے جیسے حضرت مہدی علیہ السلام نے جہاز میں تین روز تک اہل جہاز کی فتوح قبول فرمائی اس کے بعد قبول نہیں فرمائی (افضل المعجزات)

ترک فتوح معلومه

متوکل کے لئے فتوح معلومہ کا قبول کرنا بھی جائز نہیں فتوح معلومہ وہ ہے جس کے روانہ ہونے کی خبر آگے سے معلوم ہوچکی ہو جس فتوح کے روانہ ہونے کی خبر نہیں ملی اس کا قبول کرنا مباح ہے اگر کسی فقیر متوکل کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص اس کو کچھ بھیجنے والا ہے اور ایسی فتوح اس کو پہونچی تو اس کا قبول کرنا بھی جائز ہے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

ترک ذخیره اندوزی

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''متوکل کو چاہئے کہ جو خدا دے وہ کھالے کل کے لئے ذخیرہ نہ کرے'' (حاشیہ) ذخیرہ کرنا کم ہمتی کی علامت ہے عالی ہمت وہی ہے جو رسانیدہ خدا اسی وقت کھالے مابقی

راہ خدا میں دیدے (حاشیہ) اگر کوئی سوال سے بچنے کے ئے رسانیدۂ خدا کو تھوڑا تھوڑا کر کے خرچ کرے تو جائز ہے حضرت خاتم المرشدؓ فرماتے ہیں ''تنگ کھاؤ مگر منگ نہ کھاؤ'' اور ایک وقت کا کھانا دو وقت کر کے کھاؤ'' (اخبار الاسرار) جو شخص خرچ میں ایسی تنگی کرے اسکی نیت مال کو بچائے رکھنے یا بڑھانے کی نہ ہونی چاہیئے اس لئے فاقہ کی حالت میں مال کو بچائے رکھنے کے بجائے خرچ کرنا چاہیئے۔ جس شخص کے پاس کھانا اور کپڑا ہو اور کسی بھائی کو ننگا اور بھوکا دیکھے تو اس کی مدد کرے ورنہ منافق ہوگا (حاشیہ) جس شخص کے پاس پیسہ ہو اور کسی دینی ضرورت پر اس کو خرچ نہ کرے اور بچا رکھے تو طالب دنیا کہلائے گا۔ (حاشیہ)

فقیر تو وہ ہے اگر خدا اس کو دے تو وہ پھر خدا کو واپس دیدے یعنی راہ خدا میں خرچ کرے (حاشیہ) جو شخص فاقہ پر صبر کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کے لئے ذخیرہ کرنا جائز ہے (حاشیہ) اگر کسی کے پاس صرف تین دن کی قوت باقی ہے تو حضرت شاہ دلاورؓ فرماتے ہیں کہ ''خود نہ کھائے بیوی بچوں کو کھلائے کیونکہ یہ توکل سے ناواقف ہیں'' (حاشیہ شریف)

☆☆☆

بائیسواں باب

عزلتِ خلق:

عزلت خلق نہایت اہم فرض ہے بغیر اس کے نہ ذکر اللہ میں دلچسپی و یک جہتی پیدا ہوتی ہے اور نہ عشق خدا حاصل ہوتا ہے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''مخلوق سے ذرہ بھر بھی احتیاج مت رکھو'' (انصاف نامہ) طالب کو چاہئے کہ دائرہ میں رہ کر یا اگر دائرہ نہیں ہے تو اپنے گھر میں عزلت اختیار کرے اور لوگوں سے میل جول اور ان کے گھروں کو جانا چھوڑ دے اور بدوں اور بدکاروں کی صحبت سے بچارہے مخلوق سے اپنے نفس کو محظوظ نہ کرے بلکہ اپنے خالق پر بھروسہ کرے راہ خدا میں اپنی ذات کو مقید کردے معاش حاصل کرنے کے لئے ابناء دنیا کے پاس نرم نرم باتوں سے چاپلوسی کرتا نہ پھرے کیونکہ فقر پر اہل دنیا سے میل جول رکھنا اور ملوک وسلاطین کے پاس آمدورفت رکھنا حرام ہے۔ (شفاء المومنین)

جو علماء بادشاہوں سے میل جول پیدا کریں ان سے بھی پرہیز کرنے کا حکم ہے کیونکہ ایسے عالم دین کے چور اور راہزن ہیں جو لوگ نماز پڑھتے' روزہ رکھتے ہوں اور پچھلی رات کو اٹھ کر عبادت کرتے ہوں لیکن اگر دنیا ان پر ظاہر ہو تو اچھل پڑیں جن لوگوں میں یہ صفت ہو ان کی طرف میل کرنے ان سے محبت رکھنے اور ان کے گھروں کو جانے سے حضرت مہدی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے (انصاف نامہ) ابیات

نہ رکھ مخلوق سے یک ذرّہ حاجت　　　کہ تیرے واسطے کافی ہے مولیٰ
رکھے گا اہل دنیا سے اگر میل　　　تو دیں گے راہ سے وہ تجھ کو بھٹکا

نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ خلق ایسی ہے کہ آسمان سے زمین پر لاتی ہے جب لوگ دیکھتے ہیں کہ یہ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو اس کے معتقد ہوجاتے ہیں اور اس سے موافقت کرنا شروع کردیتے ہیں۔ جب کوئی مہمانی کرتے ہیں تو نہایت عاجزی سے کہتے ہیں کہ بغیر خوندکار کے ہمارا یہ کام نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ بہت عذر کرتا ہے مگر یہ نہیں چھوڑتے جب تک کہ اس کو گھر نہ لے جائیں جب وہ ایک شخص کے گھر جاتا ہے تو دوسرے معتقد کے لئے حجت ہوجاتی ہے کہ کیا میں اس سے بھی بدتر ہوں کہ خوند کار میرے گھر نہیں آتے اور میری مہمانی میں تشریف لاکر مشرف نہیں کرتے بیچارہ کیا کرے ضرور تا جاتا ہے تیسرا آدمی بھی پھر ایسا ہی کرتا ہے اب اس کو گھر گھر جانے کی عادت ہوجاتی ہے اور دل میں سمجھتا ہے کہ خلق

میری مطیع ہوگئی ہے کہ بجز میرے کوئی کام نہیں کرتی لیکن یہ نہیں سمجھتا کہ میں ان کا مطیع ہو گیا ہوں جو در بدر سر گردان پھر رہا ہوں'' (نقلیات میاں سید عبدالرشیدؒ)

اتقاً اور ما سوی اللہ سے پرہیز کرنا بھی عزلت میں داخل ہے اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی خدا کے خوف سے گناہوں سے پرہیز کرے اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ ممنوعات دین سے علیحدہ رہتے ہوئے ہر اس چیز سے الگ ہو جائے جس پر غیر اللہ ہونے کا اطلاق عائد ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنے وجود اور میں پنے کو بھی چھوڑ دے۔

عزلت دو طرح کی ہے ایک ظاہری ایک باطنی ۔ ظاہری عزلت مخلوق سے اور ان اسباب سے علیحدہ ہو جانا ہے جو خدا کی عبادت اور توجہ الی اللہ کے مانع ہوں کیونکہ خلق کے میل جول سے پابندی اوقات میں خلل واقع یا مکروہات اور شرور وفتن میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے لوگوں سے علیحدگی فرض ہے حضرت عبد اللہ بن عامر جہنیؓ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے پوچھا نجات کیا چیز ہے فرمایا ''تیرا گھر تجھے سمالے'' (شفاء المومنین) حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں مرید کے دس فرائض میں ایک فرض یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ''آنکھ محارم سے بند کر دے اور وہ بغیر عزلت کے حاصل نہیں ہوتی۔ شعر

صحبت بد سے ہمیشہ بھاگ تو ورنہ بن جائے گا کالا ناگ تو

باطنی عزلت یہ ہے کہ سالک کا باطن ہر وقت خدائے تعالیٰ کی طرف مائل رہے اور صحبت خلق سے اس کو تشویش نہ ہو۔ یہ عزلت' ذکر دوام کے حصول پر موقوف ہے خلق کی صحبت ایسے شخص کو نقصان نہیں پہونچا سکتی جو شخص خود کو لا کر کے الا اللہ میں محو ہو کر اپنی ذات میں خدائے تعالیٰ کی تجلی دیکھے اور اپنی حقیقت کی تجلی تمام اشیاء میں مشاہدہ کرے اس کو عزلت حقیقی حاصل ہے (اذکار طریقت)

ظاہری عزلت بھی دو طرح کی ہے ایک تو یہ کہ خلق سے بقدر ضرورت یعنی کاروبار یا ملازمت یا تجارت کی حد تک تعلق رکھے اور فراغت کسب کے بعد لوگوں سے علیحدہ ہو جائے۔ اور ما بقی وقت گوشہ عافیت یاد الٰہی اور صحبت مرشدین میں گزار دے بلا ضرورت کسی سے نہ ملے اور کسی مشغولیت و مصروفیت کی وجہ نماز اور ذکر سے غافل نہ ہو جائے' بازاروں اور ہوٹلوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے بازاروں کو بدترین جگہ فرمایا ہے (مسلم) ایسی عزلت کا سبوں کے لئے ضروری ہے۔

دوسرے یہ کہ دنیاداروں کا سبھوں بلکہ فقیران غیر مہاجر سے بھی الگ رہے اور دائرہ چھوڑ کر کہیں نہ جائے اور پانچ پہر کی تکمیل کے ساتھ ذکر خدا میں مشغول رہے ایسی عزلت فقیر کے لئے ضروری ہے اور اہل دنیا سے اپنا تعلق توڑنا اور ان سے مستغنی اور لاپرواہ رہنا اور اپنے قدم کو خدا کی راہ میں قید کر دینا لوازمات عزلت ہیں۔

قطع تعلق

قطع تعلق ان تین قسم کے لوگوں سے کرنا چاہئے مخالفین مذہب یعنی غیر مذہب والے، بدعتی اور دنیادار

مخالفین سے قطع تعلق

مخالفین اور دیگر مذہب کے لوگوں سے قطع تعلق اور علیحدگی ضروری ہے اگر اپنے باپ بھائی بھی کافر ہوں تو ان سے دوستی جائز نہیں کیونکہ صحبت کے اثر سے عقائد میں تزلزل واقع ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ مخالفین کے گھروں کو کھانا کھانے یا کسی دنیوی غرض سے جانے ان سے علم پڑھنے اور ان کی مسجد میں وعظ سننے جانے کی اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت ہے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) اور جو شخص ملاّوں کے گھروں کو جائے اور ان سے دوستی کرے وہ آیت قرآن اور حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان کا مخالف ہے (انصاف نامہ) بلاضرورت مخالفین سے میل جول رکھنا ان کو اپنی لڑکیاں دینا اور ان کی قبروں پر فاتحہ پڑھنا منع ہے (جامع الاصول) لیکن تبلیغ دین کے لئے ان کی مسجدوں اور مجالس میں جانا اور ان پر اپنے دین کو پیش کرنا اظہار حق کے لئے ان سے خط و کتابت رکھنا اور ان کو سلام کرنا جائز ہے۔ (شرح عقیدہ میاں سید حسین عالمؒ) ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنا بھی جائز ہے (جامع الاصول)

بدعتیوں سے قطع تعلق

جو لوگ دین میں نئی بات نکالیں وہ بدعتی ہیں حضرت بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہؒ فرماتے ہیں کہ ''دین میں فساد کرنا زمین میں فساد کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ ایسے بدعتی اور گمراہ کو جو شخص اپنے پاس رکھتا ہے وہ بھی وہی حکم رکھتا ہے (ماہیت التقلید) حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''ہر گمراہ کرنے والا جو راہ ضلالت سے باز نہ آئے وہ واجب القتل ہے (نقلیات میاں سید عالمؒ) بدعتیوں سے اتنا قطع تعلق رہنا چاہئے کہ ان سے بالکل میل جول نہ رکھیں ان کے گھر مطلق نہ جائیں اس کو سلام نہ کریں اگر وہ سلام کریں تو جواب نہ دیں اور ان کی پیروی بالکل حرام سمجھیں (ماہیت التقلید)

دنیا داروں سے قطع تعلق

اہل دنیا سے جو صحبت رکھے یا محبت رکھے یا ان کے گھر کو جائے اس کے متعلق حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''وہ ہمارا نہیں محمدؐ کا نہیں اور خدا کا بھی نہیں'' (انصاف نامہ) حصرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ سلوک دنیا تو انگروں، بادشاہوں کی صحبت اور خواہش نفسانی کو چھوڑنا ہے'' (شفاء المومنین) دنیادار اس کو کہتے ہیں جو دنیا کی طلب میں رہے اور حد سے زیادہ اسی میں مشغول ہو جائے۔ ایسے لوگوں سے قطع تعلق کی صورتیں یہ ہیں۔

۱۔ دنیاداروں سے بالکل میل ملاپ نہ رکھیں اور ان کی صحبت سے گریز کرتے رہیں کیونکہ تو انگروں اور دنیاداروں کی صحبت سے دل مرجاتا ہے (انصاف نامہ) کسی دنیاوی غرض یا ملاقات کی خاطر ان کے گھر جانا بالکل ممنوع ہے البتہ اہل دنیا سے کوئی عزیز وا قارب دائرہ میں آ کر ملاقات کریں تو ان سے مل سکتے ہیں (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

نقل ہے کہ بندگی میاں شاہ نعمتؒ نے فرمایا ''ایک مردار خوار مسلمان ہو گیا تھا ایک روز مردار خواروں کے گھر گیا ایک گھنٹہ تک ان سے گفتگو کی اس کے بعد کھڑا ہوا انہوں نے کہا ہمارے پاس کھا کر جاؤ اس نے کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں تمہارے گھر کیسے کھاؤں تو انہوں نے کہا آٹا لو اور نیا برتن کمہار سے خرید کر پکالو اس نے ایسا ہی کیا اپنے ہاتھ سے روٹی پکائی اور کھانے بیٹھا روٹی روکھی تھی کہا تمہارے گھر میں کچھ سالن ہے انہوں نے کہا تم تو جانتے ہو ہم جو سالن رکھتے ہیں (یعنی مردار گوشت کا) اس نے کہا تھوڑا شوربہ لاؤ انہوں نے شوربہ لا دیا اس نے اس شوربے سے روٹی کھائی اور مردار خوروں میں مل گیا'' (حاشیہ) یہی حال اس فقیر کا ہے جو ترک دنیا کے بعد اہل دنیا کے گھر آمد و رفت رکھے۔

گر بعد فقر پھر سگ دنیا ہوا فقیر کم بخت پاک ہو کے پلیدوں میں مل گیا

۲۔ دنیاداروں کی پیروی نہ کریں (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

۳۔ ان کے گھر کھانا کھانے نہ جائیں لیکن یہ فعل عزیمت ہے اور رخصت یہ ہے کہ بغیر عادت کے کبھی کہیں کا سب کے گھر کھانے کے لئے چلے جائیں حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ ایک مرتبہ نظام الملک بادشاہ احمد نگر کی دعوت قبول فرما کر اس کے گھر گئے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرہ مبارک میں ایک مرتبہ کسی

خراسانی امیر کے گھر کھانے کے لئے جانے کی بعض اصحاب کو اجازت دی تھی بعض لوگ گئے اور حضرت شاہ دلاورؓ نہیں گئے۔ بندگی میاں سید سلام اللہؓ نے حضرت شاہ دلاورؓ سے کہا آپ کیوں نہیں آئے اس پر بات بڑھی حضرت مہدی علیہ السلام کو معلوم ہونے پر فرمایا کہ ''جو لوگ کہ نہیں گئے بہت اچھا کیا'' (نقلیات میاں عبدالرشیدؓ)

حضرت مہدی علیہ السلام کے صحابہؓ کے زمانے میں دعوت کا طریق یہ تھا کہ کھانا پکوا کر سب کی سب دیگیں دائرہ میں بھیج دیتے تھے یہی طریق حضرت رسول خدا ﷺ کے زمانے میں تھا۔ چنانچہ محمد بن سلام سکندریؒ فرماتے ہیں کہ ''دعوت ولیمہ میں طریق سنت متروک ہوگیا ہے دستور تھا کہ ولیمہ کی دعوت کے لئے بھرے ہوئے طباق صبح کو مسجد میں لائے جاتے اور تمام موجودہ لوگ کیا غنی اور کیا محتاج اور کیا ذلیل وشریف سب کھاتے اگر دعوت دینے والا صرف غنی ہی کو مخصوص کرتا تو کوئی بھی نہ کھاتا اور کہتے کہ یہ برا کھانا ہے (اخلاق سلف) نیز حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی دعوت میں نہ جاتے تھے (ایضاً)

اگر کوئی فقیر ضرورت کے تحت کسی دوسرے مقام کو جائے اور کسی موافق کے گھر ٹھیرنا پڑے تو کھانے کے لئے لوگوں کے گھر نہ پھرے بلکہ جو شخص دعوت دے اس کو چاہئے کہ وہیں لاکر کھانا کھلا دے (انصاف نامہ)

کسی دینی ضرورت جیسے تبلیغ دین یا وعظ و بیان یا شرکت مجلس نکاح وغیرہ کے لئے اہل دنیا کے گھر جانا روا ہے۔ حضرت شاہ دلاورؓ نے راجے سون اور راجے مرادی کی درخواست پر ان کے گھر جا کر بیان قران کیا تھا (پنج فضائل) کسی دنیاوی غرض سے دنیاداروں کے گھر جانا داخل بدعت وار حضرت مہدی علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ کی روش کے خلاف ہے (انصاف نامہ)

۴۔ اگر کوئی شخص بلا ترک دنیا مرجائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں یا مشت خاک نہ دیں یہی عمل بزرگوں کا رہا ہے۔ حضرت رسول خدا ﷺ نے بعض ایسے لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھی ہے جن کے ذمے قرض تھا اور صحابہؓ سے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو' ہمارے پاس بھی بلا ترک وتوبہ مرنے پر نماز جنازہ نہ پڑھنے یا مشت خاک نہ دینے کا جو عمل ہے اس کی بنیاد اسی سنت پر ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ آئندہ نسلوں میں عبرت پیدا ہو اور وہ ترک دنیا پر حریص رہیں بندگی میاں شاہ قاسمؒ لکھتے ہیں کہ گنہ گار مصدق پر نماز جنازہ پڑھو جبکہ وہ حرام کو حلال قرار دینے کے بغیر تصدیق پر مرے اور جس نے اس پر نماز نہ پڑھی تو کوئی

نزاع نہیں (جامع الاصول) بزرگان سلف کے دائروں میں نماز جنازہ پڑھنے' مشت خاک دینے اور میت کے دفنانے کے حسب ذیل طریق رہے ہیں۔

الف۔ اگر کوئی شخص مرنے سے پہلے حالت بیماری میں ترک دنیا کرتا اور اس کے متعلقین اس کو دائرہ میں لے آتے یا ترک دنیا یا ہجرت کا لفظ زبان یا اشارے سے ادا کرنے کے بعد راستے میں یا پلنگ اٹھتے ہی مرجاتا تو مرشد دائرہ اور جملہ فقراء اس پر نماز جنازہ پڑھتے اور مشت خاک دیتے۔

ب۔ اگر کوئی شخص بلا ترک وتوبہ مرجاتا تو اس کی میت لاکر گاؤں اور دائرہ کے بیچ کے مقام پر رکھی جاتی مرشد دائرہ بعض فقیروں کو بھیج دیتا تاکہ وہ نماز پڑھا کر واپس آجائیں مشت خاک نہ دیں۔

ج۔ اگر کوئی شخص مرتے وقت ترک دنیا تو کرے اور ہجرت سے بے نصیب رہے تو اس کی میت دائرہ کی پھاٹک کے باہر لاکر باڑ سے متصل مسجد کے صحن میں رکھ کر مرشد کو اطلاع دینے پر مرشد کے حکم سے بعض فقراء اس کی نماز پڑھا کر واپس آجاتے۔

د۔ میت کے دفن کرنے میں بھی اس امر کا خیال رکھا جاتا کہ فقراء کے ہدواڑ الگ ہوتے اور کاسبوں کے الگ اور پہلے ہی سے چار دیواری یا چبوترہ یا چوطرفی خندق کھود کر فقیروں اور کاسبوں کے ہدواڑ میں حد فاصل کردی جاتی اور فقیروں میں بھی مرشد کے خلفاء اور خاص خاص متعلقین مرشد کے مزار کے قریب دفن کئے جاتے اور عام فقراء مرشد کی مزار کے ذرا فاصلے پر (حدود دائرہ)

۵۔ دنیاداروں کو دائرہ میں بالکل ٹھیرنے نہ دیں بزرگوں کے زمانے میں اگر کوئی ایسا شخص تحقیق دین کی غرض سے یا بیان قرآن سننے یا اپنے لواحقین سے ملنے دائرہ میں آتا تو نماز عشاء کے بعد اپنے گھر چلے جاتا البتہ جو شخص کاسب ہے اور حدود کسب کی حفاظت کررہا ہے اس کو دائرہ میں ٹھیرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ چنانچہ حضرت بندگی میاں سید ابراہیمؒ نے کاسبوں کو اپنے دائرہ میں رہنے کی اجازت ان شرائط کے ساتھ دی ہے کہ تمام فقراء کے ساتھ کاسب بھی اجماع اور بہرہ عام میں شریک رہیں۔ نوبت جاگیں نماز پنجوقتہ جماعت سے پڑھیں۔ سلطان اللیل اور سلطان النہار یعنی عصر سے عشاء تک اور فجر سے دن نکلنے تک مصلے پر بیٹھے ذکر اللہ میں لگے رہیں۔ تجارت میں کوئی فعل خلافِ شرع نہ کریں ضرورت کے وقت فقیروں کو قرض حسنہ دیں عشر اور زکواۃ نکالیں' کوئی دینی ضرورت پیش آجائے تو اپنے مال سے مدد کریں اور باوصف ان تمام شرائط کی تعمیل کے ترک دنیا کرنے پر ہر وقت افسوس کرتے رہیں"

حضرت بندگی میاں سید فضل اللہؒ تحریر فرماتے ہیں کہ سوداگروں اور اہل دنیا کو دائرہ میں نہ رکھنا چاہئے۔ کہ اس سے حدود دائرہ میں فساد واقع ہوگا۔ اگر کوئی کسی کو رکھنا چاہے تو ایک دو آدمی کو رکھنے کی رخصت ہے۔ مگر ان شرائط کے ساتھ کہ ''وہ شخص شریعت کے موافق حلال روزی کھائے اور تمام حدود دائرہ کو نگاہ میں رکھے اور اپنے مال سے گذشتہ سال کی زکواۃ سال بہ سال علیحدہ کرے اور تجارت جدید سے عشر بھی نکالے اور اپنے مال کے چوتھے حصے کو فقراء اور مرشد کو قرض دینے کے لئے علیحدہ کر کے رکھے اور ان کو ضرورت پر قرض دے اگر ایک سال تک مرشد و فقراء سے قرض وصول نہ ہو تو مرشد سے گوش گزار کرے تا کہ اس کو اس کے عشر و زکوۃ میں شمار کریں اور فقراء پر مشقت کی صورت میں اپنا آدھا مال مرشد کی خدمت میں گذرانے اگر مرشد کو اپنے دائرہ کے ساتھ ہجرت درپیش آئے تو ہمراہ ہو جائے اور دینی کاموں میں سستی نہ کرے اور اس کے تمام کام خدا کے لئے ہوں اور مرتے دم تک اپنے عمل پر قائم رہے ایسے ایک دو آدمیوں کو مرشد اور فقیروں کے قرض کے لئے رکھنا چاہئے۔ تا کہ ان کو کار دین اور اختیار مدعا میں آسانی ہو اور اس کو ثواب پہونچے (سنت الصالحین)

۶۔ دنیاداروں کو بیٹی نہ دیں بزرگوں کا عمل یہی تھا کہ انہوں نے اپنی لڑکیاں اپنے عزیز واقارب میں نہ دے کر دائرہ کے اندر طالبان خدا کو دی ہیں اور حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بعض ایسے فقراء پر زجر فرمایا اور کچھ عرصہ ان کی صورت نہیں دیکھی ہے۔ جنہوں نے اپنی بیٹی اہل دنیا میں دی تھی لیکن اہل دنیا کی بیٹی نکاح کر کے دائرہ میں لانا جائز ہے۔ بعض لوگوں نے بیٹی لانے سے بھی احتیاطاً احتراز کیا ہے (انصاف نامہ)

۷۔ دنیادار کا سب بلکہ فقیر غیر مہاجر کو بھی اپنے مال کا وارث نہ کریں کیونکہ آیت قرآن سے ثابت ہے کہ جب تک کوئی شخص ہجرت کر کے مہاجرین میں آنہ ملے وہ ان کے مال کا وارث نہیں ہوسکتا (پارہ ۱۰ رکوع ۶) اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں بھی یہی عمل تھا کہ مہاجر کے مال کے وارث صرف مہاجرین اور انصار ہوتے جو لوگ ایمان لائے لیکن مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ نہیں آئے تھے وہ اپنے قرابت دار مہاجر کے وارث نہیں ہوسکتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مہاجرین اور انصارؓ ہجرت کے لحاظ سے باہم وارث ہوتے اور ان کے قرابت دار ذی رحم وارث نہیں ہوتے تھے۔ اور جو شخص ایمان لایا ہو مگر ہجرت نہ کیا ہو وہ اپنے قرابت دار مہاجر کا وارث نہیں ہوتا تھا (تنویر الابصار) اس لئے بزرگوں نے بعض فقرائے دائرہ کے انتقال پر جب ان کے پاس کچھ مال برآمد ہوا تو فقرائے دائرہ میں اس

کی سویت کردی ہے اور اس کے اہل نفس سگوں کے پاس وہ مال روانہ نہیں کیا (انصاف نامہ) البتہ فقرائے دائرہ میں کوئی اس کا وارث موجود ہے تو پھر وہی اس کا مستحق ہوگا کیونکہ فقیر جو کچھ چھوڑ کر مرے وہ اس کی ذاتی ملک نہیں بلکہ اس کا مال واسباب للہ فی اللہ ہے اس لئے قاعدین میراث اس وقت لے سکتے ہیں جبکہ ہجرت کر کے دائرہ میں آ جائیں (انصاف نامہ)

استغنائی

یعنی لوگوں سے بے پرواہ رہنا' یہ بھی تارک الدنیا گوشہ نشین شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیاداروں سے بے پرواہ رہے اور ان کے فعل سے بالطبع نفرت رکھے تا کہ ان کو دنیا سے نفرت ہو اور اپنی ذات پر ملامت کریں۔

دنیاداروں اور تو انگروں کے پاس کچھ بھیجنا منع ہے ان کے گھروں سے بلانا بھی منع ہے (انصاف نامہ)

دنیاداروں کو تعظیم نہیں دینی چاہئے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) حضرت بندگی ملک جیؒ نے اپنے ایک فقیر دائرہ کے نظام الملک بادشاہ احمد نگر کو تعظیم دینے پر جو دائرہ میں حضرت کی قدمبوسی کو حاضر ہوا تھا اس کو دائرہ سے نکال دیا ہے (حاشیہ) جالور کا بادشاہ عموماً بندگی میاں سید خوندمیرؒ کی مجلس میں حاضر ہوتا آپ کے کسی فقیر نے کبھی اس کو تعظیم نہیں دی ایک مرتبہ خود اس کے نوکروں نے جو اس کے پہلے مجلس میں حاضر ہو گئے تھے اس کو تعظیم نہیں دی واپسی میں جب اس نے ان نوکروں سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؒ کی عظمت ہمارے دل پر ایسی بیٹھ گئی تھی کہ ہم آپ کی تعظیم نہ کر سکے۔ (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

دنیاداروں اور اہل نفس سے فرمائش نہیں کرنی چاہئے کہ اس سے توکل ٹوٹ جاتا ہے (شفاء المومنین)

حدیث شریف ہے کہ ''لوگوں سے بے نیاز ہو جاؤ اگر چہ مسواک شوی کی حد تک کیوں نہ ہو'' (ایضاً)

دنیادار اپنی کوئی چیز جیسے سواری وغیرہ پیش کرے تو جھٹ قبول نہیں کر لینا چاہئے چاہے اس کی ضرورت ہی کیوں نہ ہو جب تک کہ وہ بار بار اصرار نہ کرے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) اس سے کمتر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر سوال کے سواری یا اور کوئی چیز پیش کرے تو قبول کرے خود سوال نہ کرے (انصاف نامہ)

دنیادار اپنی کوئی خدمت پیش کرے جیسے فلاں کام کر دیتا ہوں یا فلاں چیز لا دیتا ہوں تو بھی قبول نہیں کرنا چاہئے۔ تا کہ اس کی طرف سے لاپرواہی کا اظہار رہے (نقلیات میاں عبدالرشیدؒ) اگر کوئی دنیادار خدمت

میں حاضر ہو یا کسی دنیادار سے ملاقات ہوجائے تو اس کی طرف توجہ اور التفات نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ ایسے رہنا چاہئے جیسے اس کی کوئی وقعت دل میں نہیں ہے۔اور جب وہ واپس ہو تو مشائعت نہ کرے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے پاس ملک فخرالدین ملک لطیف ملک شرف الدین وغیرہ امراء جاگیردار حاضر ہوکر آپ کے قدموں پر گر پڑتے تو بھی آپ ان کی طرف کوئی التفات نہ فرماتے (ایضاً)

قیدِ قدم

قید قدم یہ ہے کہ طالب اپنے قدم کو دائرہ میں مقید کردے اور دائرہ کے باہر جلتی ہوئی آگ سمجھ کر پاؤں باہر نہ رکھے۔اور بغیر کسی دینی ضرورت اور خدا واسطے کے دائرہ سے باہر نہ نکلے اور عزلت حقیقی یہی ہے کہ خدا کے سوا جتنی چیزیں ہیں ان کے اطراف لکیر کھینچ دے۔حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’عزلت اور لذت کو چھوڑ اور دم اور قدم کو نگاہ رکھ‘‘ (شرح عقیدہ) اور حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ فرماتے ہیں کہ ’’مبتدی کے لئے حجرہ کے باہر جانے میں بہت نقصان ہے کیونکہ جو چیز دیکھے گا اسی کی آرزو کرے گا‘‘ (نقلیات میاں سید عالمؒ)

تجرد اور تنہائی کی ممانعت

عزلت یا خلوت کا منشاء مجرد اور تنہا زندگی گذارنے کا نہیں ہے ایک دفعہ حضرت شاہ نظامؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے ہمیشہ خلوت میں رہنے کی اجازت چاہی تو فرمایا ’’ایسی جگہ رہو کہ کسی سے دینی باتیں سنو یا کسی کو سناؤ‘‘ (انصاف نامہ) اور حکم یہ ہے کہ دو برادران دینی ایک جگہ رہیں اور ایک دوسرے کی خدمت کریں تاکہ خدا کی عبادت دونوں کے لئے آسان ہو (ایضاً) اس لئے ایسی جگہ رہنا چاہئے کہ کسی سے کوی بات سنیں یا خود کہیں اور دوسروں کو سنائیں حدیث میں ہے کہ ’’جو شخص اللہ کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوست صالح عطا کرتا ہے دوست صالح یہ کام کرتا ہے کہ اگر وہ اللہ کو بھولتا ہے تو اسے اللہ کی یاد دلاتا ہے اگر وہ اللہ کی یاد کرتا ہے اس کی مدد کرتا ہے (شفاء المومنین)

نقل ہے کہ بعض برادرانِ دائرہ خدا کے ذکر کے لئے دائرہ کے باہر گئے حضرت مہدی علیہ السلام نے وہاں جاکر پوچھا یہاں کس لئے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا خدا کے ذکر کے لئے آئے ہیں دائرہ میں بچے شور کرتے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اس گوشہ سے وہ شور بہتر ہے تاکید کرکے فرمایا واپس آؤ اور

دائرہ میں رہو کیونکہ خدائے تعالیٰ مرشد کے واسطے سے دائرہ میں نگہبانی کرتا ہے‘‘ (حاشیہ)

حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ نے میل جول کے فوائد یہ تحریر فرمائے ہیں کسی کو تعلیم دینا‘ کسی کو نفع بخشنا‘ کسی سے نفع اٹھانا‘ کسی کو ادب سکھانا‘ ثواب حاصل کرنا‘ حقوق کی بجا آوری میں کسی کو فائدہ پہونچانا‘ بیمار پرسی کرنا ‘تواضع سے پیش آنا ‘احوال کے مشاہدہ سے تجربے اٹھانا‘ احوال کے مشاہدہ سے عبرت حاصل کرنا‘‘ (شفاء المومنین)

☆☆☆

تیئسواں باب

عشر کا بیان :

عشر بھی منجملہ فرائض ولایت کے ہے اور یہ مال کے دسویں حصہ کو کہتے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو کچھ بھی خدائے تعالیٰ تم کو دے اس کا عشر دو چاہے بہت دے یا تھوڑا اگر بہت تھوڑا ہو تو اس تھوڑے میں سے تھوڑا چیونٹی کو ڈال دو‘‘ (حاشیہ)

عشر کا سب اور فقیر پر یکساں فرض ہے عشر کے لئے کسی مدت کے گذرنے یا ادائی قرض کے بعد مال کے بچ جانے یا مقدار مال کی کوئی شرط نہیں ہے کم زیادہ جو کچھ بھی ملے اس پر عشر ہے چاہے وہ مال کسب وتجارت سے حاصل کیا ہو یا مال متروکہ ہو یا کسی نے بخش دیا ہو۔ ادائی عشر میں تاخیر کرنی بھی مناسب نہیں ہے اشیاء عشر کے حاصل ہوتے ہی عشر ادا کردینا واجب ہے نقد پیسہ‘ اناج‘ کپڑا‘ جانور یا جو چیز بھی خدا دے اس میں عشر ضروری ہے۔

عشر بغیر منہائی اخراجات کے ادا کیا جائے گا جیسے ضروری ماہوار خرچ یا حصول مال کے لئے جو اخراجات ہوں ان کے منہا کرنے کے بغیر عشر ادا کرنا چاہئے اگر کسی نے سو روپیہ میں کوئی چیز خریدی اور ایک سو پانچ میں بیچ دی تو پانچ روپیہ پر عشر دینا ہوگا۔ کیونکہ ہر جائز آمدنی پر عشر ہے تاجر جس وقت اپنے منافع کا حساب کریگا اس پر عشر دینا فرض ہے مال میں نقصان آنے کی صورت میں عشر نہیں ہے۔ ملازم کو جتنی تنخواہ ملے اور مزدور کو جتنی مزدوری ملے اس کا دسواں حصہ نکالے فقیر کو جو کچھ فتوح حاصل ہو اس میں عشر فرض ہے۔ جو مال متروکہ بطور وراثت کے ملے اگر وہ ناقابل تقسیم ہو جیسے مکان‘ باغ‘ زمین گھر کا اسباب وغیرہ تو ان کی قیمت کا حساب لگا کر عشر نکالے اگر نقد پیسہ ہے تو اس میں دسواں حصہ راہ خدا میں دے زراعت سے جو اناج یا میوہ حاصل ہو اس میں عشر دینا ہوگا۔ اگر کسی فقیر کو میوہ یا اناج نام خدا پر پہونچے تو اس کا عشر نکالے یا اس کی قیمت کا اندازہ کر کے دسواں حصہ خیرات کردے طعام دعوت اگر آجائے اس میں عشر نہیں ہے۔ جتنا کھا سکتا ہے کھالے بچا ہوا کھانا واپس کردے جس فقیر کو سویت سے حصہ وصول ہو وہ اس وصول شدہ حصہ سے عشر نکال کر کسی فقیر مضطر کو دیدے جو جانور بغرض تجارت خریدے جائیں ان کی فروخت کے منافع پر عشر ہے ان کی

زکواۃ سے عشر کی ادائی پر اثر نہ پڑے گا۔ جو جانور دودھ یا زراعت کے لئے خریدے جائیں ان پر عشر نہیں ہے البتہ ان سے اگر کوئی آمدنی ہو جیسے ان جانوروں کا دودھ یا ان کو کرایہ پر چلانا وغیرہ تو اس آمدنی پر عشر دینا ہوگا۔ ایسے جانور اگر فروحت کر دیئے جائیں اور منافع حاصل ہو تو بھی عشر دینا ہوگا۔ گھر کے جانوروں کی نسل فروخت کی جائے تو اس میں بھی عشر ہے اگر کسی فقیر کو نام خدا پر کوئی جانور ملے اور اس نے فروخت کر دیا تو قیمت پر عشر دیدے رکھ لے تو قیمت کا اندازہ کر کے عشر دے ذبح کر دے تو گوشت میں عشر نکالے یا اس کی قیمت' ایسے ہی سیکل' گھڑی' گاڑی وغیرہ اشیاء نام خدا پر وصول ہوں تو قیمت کا اندازہ کر کے عشر دے کپڑا وغیرہ اللہ آجائے تو اس میں سے ایسا ہی کرے اگر کسی فقیر کو مکان' زمین' باغ یا کوئی درخت یا کوئی دوسرا اسباب خانہ داری وغیرہ نام خدا پر مل جائے تو ان کی قیمت کا اندازہ کر کے عشر نکالنا چاہئے اگر کسی نے گھر کی کوئی چیز بیچ دی اور یہ یاد نہیں ہے کہ کتنے میں خریدی تھی تو منافع کا اندازہ قائم کر کے عشر دیدے ایک مرتبہ کسی مال کا عشر دینے کے بعد پھر اس کا عشر واجب الادا نہ ہوگا۔ چاہے وہ مال کئی سال تک رکھا رہے۔

عشر کے مستحق فقرائے متوکل وفاقہ کش ہیں مہاجرین مہدی علیہ السلام ہمیشہ موافقوں کو نصیحت فرماتے تھے کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہتے ہو تو ان فقیروں کو دو جو متوکل بخدا اور تم سے بے پرواہ ہیں۔ (انصاف نامہ)

عشر قریبی رشتہ داروں کو والدین کو یتیموں کو مسکینوں کو مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور غلاموں کے چھڑانے کے لئے بھی دیا جاسکتا ہے (کحل الجواہر) زینب بنت ابو معاویہ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی) کی دریافت پر کہ آیا اپنے شوہر یا خاندان کے یتیموں کو صدقہ دینے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ان کو دو ثواب ملیں گے صدقہ کا اور قرابت کا'' (اسد الغابہ واستیعاب)

مرشد کو چاہئے کہ عشر کے باب میں اپنے مرید کو مقید کر کے نہ کہے کہ ہم کو دے دوسرے کو مت دے حضرت ثانی مہدیؓ کا حکم ایسا ہی ہے۔ (حاشیہ) ایک دفعہ میاں عبدالرحمٰنؒ کا ایک مرید آپ کے پاس عشر لایا تھا آپ نے واپس کر کے فرمایا فقیروں کو دو'' (نقلیات میاں سید عالمؒ) لیکن بعض مرتبہ بزرگوں نے کسی غیر مرید کے عشر پیش کرنے پر اس کو یہ تاکید کی ہے کہ اپنے مرشد کو دو'' اسی طرح اپنے فقراء کی پرورش کے خیال سے اپنے مریدوں اور معتقدوں سے عشر حاصل کرنے یا کسی مرید کے عشر کم پیش کرنے پر اس سے پورا عشر وصول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت بندگی میاں شاہ نصرت مخصوص الزماںؒ کی خدمت میں ایک مرتبہ

آپ کے فرزند میاں سید عالمؒ نے اپنی تنخواہ کا عشر کم پیش کیا تو آپ نے قبول نہیں کیا جب انہوں نے پورا عشر خدمت میں گذرانا تو قبول فرما کر فقراء میں اس کی سویت کردی اور فرمایا میں نے اپنے فقراء کی خاطر ایسا کیا ہے‘‘(تذکرۃ المرشدین)

عشر اگر اسی وقت راہ خدا میں نہیں دے سکتا ہے تو نکال کر علیحدہ کردے پھر بعد میں جب موقع ہو فقیروں میں تقسیم کردے۔

☆☆☆

چوبیسواں باب

متفرقات:

مومن کی ہمت نماز روزے میں صرف ہوتی ہے اور کافر کی ہمت کھانے پینے میں حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ آدمی کی قیمت اس کی ہمت کے موافق ہوتی ہے'' (انصاف نامہ)

منافق کی مثال اس بکری کے مانند ہے جو بز کی خواہشمند ہو اور اپنی خواہش پوری کرنے کبھی اُس ریوڑ کی طرف دوڑتی ہے کبھی اِس ریوڑ کی طرف'' (مسلم) جو شخص راہ خدا میں قدم رکھتا ہے دنیا اس کی دشمن اور اہل زمانہ اس کے درپئے آزار ہو جاتے ہیں۔ طالب حق کو چاہئے کہ کسی کی پرواہ کئے بغیر دین پر مضبوطی سے جما رہے مومن کی آزمائش کے لئے بے شمار طریقے ہیں مومن کو چاہئے کہ ہر حال میں حکم الٰہی پر نظر رکھے' فقیر کی اہانت کرنا اور اس کو حقارت سے دیکھنا حرام ہے (انصاف نامہ)

حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت بندگی میاںؓ کی آل و اولاد کے ساتھ محبت رکھنا اور ان کی خدمت کرنا سعادت مندی ہے لیکن کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حسب ونسب کے غرور میں مبتلا رہے حضرت ثانی مہدیؓ فرماتے ہیں کہ کبھی میرے دل میں یہ خطرہ نہ آیا کہ میں مہدی کا فرزند ہوں (شواہد الولایت) حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ میری آل وہی ہے جو میرے طریقے پر چلے'' (شرح عقیدہ) ایمان کی علامت خدا کی محبت ہے خدا کی محبت کی علامت رسول خدا ﷺ کی محبت ہے رسول خدا ﷺ کی محبت علامت رسول خدا ﷺ کے طریقے پر چلنا ہے۔ اور رسول خدا ﷺ کا طریقہ دنیا سے علیحدہ ہو جانا ہے'' (زاد الناجی) حضرت خاتم المرشدینؓ فرماتے ہیں کہ ''ایمان حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان اور آپ کے مدعا پر منحصر ہے حسب ونسب پر دین و ایمان نہیں ہے (اخبار الاسرار)

عشق یوسفؑ را دریں سودا بدینار فروخت بندگی خواہد پیمبر زادگی منظور نیست

عشق نے یوسفؑ کو اسی سودا (فخر ونسب) کی وجہ ایک دینار میں فروخت کرادیا چونکہ وہ تو صرف بندگی چاہتا ہے اس کو پیمبر زادگی منظور نہیں۔

فقراء و مساکین کی خدمت اور ان کو دیتے دلاتے رہنا جود وسخا ہے۔ دستار' گفتار' رفتار میں بزرگوں کی تقلید کرنی چاہئے۔ (اخبار الاسرار) ہمیشہ سچ بولنے اور حلال روزی کھانے سے سالک کو بڑی مدد ملتی ہے

جس کے پیٹ میں رزق حلال جاتا ہے تو اس کا دل ذکر میں لگ جاتا ہے اور وہ خدا کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور وہی ترک دنیا کرتا ہے اور خدا بین ہوتا ہے۔ اور جس کے پیٹ میں رزق حرام جاتا ہے وہ دنیا میں مشغول رہ کر خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ اگر اسی حالت میں مرتا ہے تو دوزخ میں جاتا ہے (حاشیہ)

اگر حضر میں مرشد کی حضوری حاصل ہے تو اس کو چھوڑ کر سفر کرنا کفران نعمت ہے حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ پانچ آدمیوں کی صحبت سے عذر کر جھوٹا' احمق' بخیل' ڈرپوک' فاسق'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو فرمایا کرتے تھے اگر تم خداوند کریم کی رضا چاہتے ہو تو گنہگاروں کے دشمن بنو اگر خدا کی نزدیکی مطلوب ہے تو اس کے دشمنوں سے دور رہو'' (غنیۃ الطالبین)

ایماندار مرد اور ایماندار عورت اپنی ذات' اولاد اور مال کی وجہ ہمیشہ مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں یہاں تک کہ خدا سے جا ملتے ہیں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں'' (موطا امام مالکؒ) سب سے زیادہ مصیبت پیغمبروں پر آتی ہے پھر ان سے کم درجہ لوگوں پر پھر ان سے کم درجہ لوگوں پر' ہر شخص کو اپنے دین کے موافق مصیبت میں حصہ ملتا ہے۔ (ترمذی)

طالب کو چاہئے کہ جملہ امور میں چاہے وہ عبادت سے متعلق ہوں یا اس کے سوا ان کے آداب کا خیال رکھے۔ ریاضت کی تین قسمیں ہیں ایک جسمانی ریاضت' دوسرے قلبی' تیسرے روحانی ریاضت'' جسمانی ریاضت یہ ہے کہ جو کچھ شریعت میں ممنوع ہے اس سے باز رہے اور قلبی ریاضت یہ ہے کہ اپنے دل کو ماسوی اللہ کے خطروں سے محفوظ رکھ کر ذکر اللہ سے معمور رکھے اور روحانی ریاضت یہ ہے کہ ذکر اللہ کی معنی حاصل کرے یعنی ذکر اللہ کے نور کو خود اپنے آپ میں اور غیر میں ایک ہی مشاہدہ کرے'' (اذکار طریقت)

حق کی یاد میں رہنے والا اکثر اوقات تنہا رہے گا بقدر ضرورت لوگوں میں رہے گا تصوف محض جبہ و دستار نہیں ہے مرد خدا پرست کو کسی کے آنے جانے کا انتظار نہیں ہے'' (مکتوب میاں شیخ مصطفیٰ نمبر۱)

صبح کے آغاز سے آفتاب کے طلوع ہونے تک بہت بزرگی رکھنے والی گھڑیاں اور بہت قابل قدر اوقات ہیں اللہ کے ساتھ مشغول ہونے کی کوشش ان اوقات میں بہت ہونی چاہئے۔

کسی کو کوئی مشکل درپیش ہو تو پوچھ کر تحقیق کر لے ورنہ اس کا وبال باقی رہے گا اگر صحبت مرشدوں اور صالحوں کی نصیب نہ ہو تو ان کی کتابیں پڑھنا صحبت کا اثر رکھتا ہے۔ حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں ''مومن ہی کے ساتھ رہو اور تمہارا کھانا پرہیزگار ہی کھائے'' (انتخاب صحاح) اگر ترک دنیا میسر نہ ہو تو

تارکانِ دنیا کی محبت اور اطاعت بھی دینی مراتب سے ایک مرتبہ ہے (مکتوب میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ ۴۶)
حدیث شریف میں ہے جو شخص شہادت یعنی خدا کی راہ میں مقتول ہوجانے کا آرزومند ہوا گرچہ بستر پر مرے مگر شہادت کا مرتبہ پائے گا" بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ تحریر فرماتے ہیں سب خوبی اور کمال اس گروہ کا بے ٹھکانہ رہنے اور خلق کی مار ملامت سہنے میں ہے (مکتوب نمبر ۷۷)
حضرت رسول خدا ﷺ نے حضرت مہدی موعودؑ کی قوم کے یہ اوصاف بیان فرمائے ہیں "وہ اپنے باپ اپنی ماں اپنے بھائی اپنی بہنوں اپنے بیٹوں سے خدا کی خوشنودی کے لئے الگ ہوجائیں گے وہ اپنے مال کو خدا کے لئے چھوڑ دیں گے اور کمال تواضع کے باعث اپنی ذات کو ذلیل سمجھیں گے خواہشات اور دنیا کی فضول چیزوں کی طرف رغبت نہ کریں گے اور محبت الٰہی کیوجہ خدا کے کسی گھر میں جمع ہوں گے عشق الٰہی میں مغموم ومحزون رہیں گے ان کے دل خدا کی طرف لگے کے لگے ہوں گے ان کی روحیں اللہ سے واصل ہوں گی ان کے عمل اللہ کے واسطے ہوں گے" (رسالہ شریفہ)
حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "مہدی اور مہدوی نزول عیسیٰؑ تک رہیں گے" نیز آپ فرماتے ہیں کہ "میری تصدیق کی علامت یہ ہے کہ نامرد مرد ہوجائے یعنی طالب دنیا طالب خدا ہوجائے، بخیل سخی ہوجائے یعنی جو ایک دینار راہ خدا میں نہ دے سکے وہ اپنی جان دیدے۔ امی عالم ہوجائے یعنی جو ایک حرف بھی نہ جانتا ہو وہ قرآن کے معنی بیان کرنے لگے" (جنت الولایت) آپ نے اپنے مصدقوں کی چار علامتیں بتائی ہیں ہجرت، اخراج، ایذا و قتال (عقیدہ شریفہ) نیز آپ نے فرمایا "مہدی اور قوم مہدی کو کسی جگہ مقام ومسکن نہیں ہے" (شواہد الولایت) نیز فرمایا "تصدیق بندہ بینائی خدا" (شرح عقیدہ) نیز فرمایا" ہمارے کوئی (ہمارے لوگ) خدا کو دیکھتے دکھلاتے مریں" (حاشیہ) نیز فرمایا "ہمارے کوئی اندھے نہیں مریں گے" (حاشیہ) نیز فرمایا "ہمارے کوئی ازوڑتے اڑکھڑتے مریں گے" (انتخاب المموالید) یعنی ہمیشہ بے اختیار اور خدا کے عشق میں مخمور رہیں گے اور اسی حالت میں مریں گے نیز آپ فرماتے ہیں۔

"پھاٹا پیریں ٹونکا کھائیں راول دیول کبھو نہ جائیں
ہم گھر آئی یاہی ریت پانی دیکھیں اور مسیت"

ترجمہ:۔ پھٹا پرانا پہن لو اترا اور سوکھا کھالو امیروں اور غیر متشرع مکانوں میں کبھی مت جاؤ ہمارا طریقہ یہی ہے کہ (سفر اور حضر میں) پانی اور مسجد کا آرام دیکھتے ہیں (حاشیہ)

نیز حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ دوہرہ

بیّوں نتی پکھال توں کپڑا دھوئے مدھوئے اجّل ہووے نچھوت سے سکھ نند رامت سوء

ترجمہ:۔ ہر روز اپنا دل دھوتا رہ کپڑے دھویا مت دھو، دل ماسوی اللہ کے نہ چھونے (یعنی خیال غیر حق کے پرہیز) سے صاف ہوتا ہے (جب تک خدا کا دیدار حاصل نہ ہو) تو آرام اور بے فکری کی نیند مت سو‘‘

(انصاف نامہ)

نیز ارشاد فرمایا ’’دانا کا ایمان دانا‘ نادان کا ایمان نادان‘‘ (رسالہ محمود) نیز آپ فرماتے ہیں ’’ایک دل خدا کو دیجئے من مانا سو کیجئے‘‘ (حاشیہ) نیز فرمایا ’’طالب خدا کے لئے دونوں حالتیں اچھی ہیں اگر جلدی مرا بھی تو بہتر اور اگر چند روز زندہ رہا اور عمل صالح کئے بھی تو بہتر‘‘ گجری میں فرماتے ہیں ’’دونو ہاتھ لاڈو موٗوے جیوے مومن کے‘‘ (شرح عقیدہ) نیز فرمایا دعوی بے عمل مردود‘‘ (انصاف نامہ) نیز فرمایا ’’قبولیت بندہ عمل است بغیر عمل قبولیت مردود‘‘ (ایضاً) نیز ارشاد ہوا ’’بے صورت بے معنی کافر صورت بے معنی مردود معنی بے صورت نقصان صورت با معنی کامل‘‘ (نقلیات میاں سید عالمؓ) نیز فرمایا جس نے میری حدیں توڑیں اس نے اپنی مرادیں توڑیں (شرح عقیدہ) نیز فرمایا ’’اس بندہ کے بعد چپڑی چوندھلی بینائی تو بھی حاصل کر کے زندہ رہو اور وہ نابینا بھی اچھا ہے جو بلا کے وقت ثابت قدم رہے (انصاف نامہ)

حضرت بندگی میاں سید تشریف اللہؓ فرماتے ہیں کہ جو مہدوی پانچ کام کرے خدا اس کو بخش دے گا۔ اول یہ کہ خدا جو مطلق بھیجے کھائے‘ دوسرے نماز با جماعت‘ تیسرے قول موافق اجماع‘ چوتھے دائرہ کی باڑ میں رہے‘ پانچواں ایک پہر نوبت جاگے (اخبار الاسرار)

حضرت سید نجی خاتم المرشدؒ نے پانچ باتوں کی رخصت عطا کی ہے پہلا یہ کہ قرآن کا بیان تفسیر پر کرو‘ دوسرا یہ کہ قرآن کی معنی سمجھنے کے لئے کچھ علم پڑھو‘ تیسرے رسانیدۂ خدا دو وقت کر کے کھاؤ چوتھے حجرہ توڑ کر لوگوں میں رہ کر خدا کی یاد میں مشغول رہو‘ پانچویں جہاں امن اور آرام دیکھو وہاں دائرہ باندھ کر رہو (اخبار الاسرار)

حضرت میاں سید میرانجی مرشد الزماںؒ لکھتے ہیں کہ ’’گروہ مہدی علیہ السلام کی پیروی بجالانا چاہئے صادقوں کی صحبت سے باز نہ رہنا چاہئے اور چاہئے کہ پانچ وقت نماز جماعت سے گذاریں اور ایک پہر کی نوبت ادا کریں اور اجماع میں حاضر رہیں اور دونوں وقت ذکر کی حفاظت کریں یعنی صبح سے طلوع آفتاب تک اور عصر سے عشاء تک اور عشر جیسا کہ اس کا حق ہے ادا کریں اور جو کچھ امر ہے اس کو بجالائیں اور نہی سے

پرہیز کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ موافقت سے مل جل کر رہیں اور آپس میں احسان وسلوک کریں جھگڑا ومخالفت نہ کھائیں اور ہمیشہ ذکراللہ کی کوشش میں رہیں'' (زادالناجی)

حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ لکھتے ہیں کہ ''شیخ نظام الدین (محبوب الٰہی) قدس سرہ العزیز نے اپنے مریدوں سے اپنی وفات کے دن کہا کہ مجھ کو سنیّوں کے قبرستان میں دفن کرواور میری تجہیز وتکفین انہی کے طریقہ کے موافق کرو یہ سن کر مریدوں کو سخت حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا اے پیر دستگیر ہم کو یقین ہے کہ آپ اہل سنت و جماعت کے مذہب پر ہیں پھر یہ حکم دینا کیا معنی رکھتا ہے شیخ نے جواب میں فرمایا کہ میں ہر ایک گروہ سے اس طریق سے ملتا رہا کہ وہ سمجھتے تھے نظام الدین ہمارے راستے پر ہے۔ اس لئے تم کو واضح طور پر کہہ رہا ہوں کہ ''میرا اعتقاد سنت جماعت کے مذہب پر مستحکم ہے'' (مکتوب ۸۱)

افعال امامت یہ ہیں۔ امامت کرنا' نکاح پڑھانا' بچوں کو بسم اللہ پڑھانا' سویت کا عہدہ قبول کرنا'' (مخزن الولایت)

افعال بانگی چار ہیں ''اذاں دینا' تکبیر کہنا' بچوں کا نام رکھنا' مسجد میں چراغ روشن کرنا'' (ایضاً)

محافظ حظیرہ کے افعال چار ہیں ''جو کچھ خدا کی راہ میں حظیرہ کے نام پر وصول ہو وہ اس کا حق ہے' مردہ کی سیجو لی لینا' حظیرہ پاک رکھنا' مردہ کا پلنگ لینا' ان اشیاء میں دوسرے کا حق نہیں'' (ایضاً)

مہمان جس قدر بھی میزبان کے گھر میں اچھی سے اچھی غذائیں کھائے اعلیٰ درجے کا لباس پہنے' لذیذ سے لذیذ شربت پئے' قیامت کے دن اس کا کوئی محاسبہ نہیں'' (الجنۃ البالغہ)

شوہر اپنی بیوی کو یا مالک اپنے غلام وکنیز کو جو کچھ کھلائے یا پہنائے جب تک وہ مباح شرعی کی حد میں رہے اس کی بیوی یا غلام وکنیز کے لئے ان کھانے پینے کی چیزوں کی قیامت کے دن کوئی پرسش نہیں ہے'' (ایضاً)

مہمان کے لئے کوئی تکلف روا نہیں ہے جو کچھ موجود ہو کھلا دے'' (انصاف نامہ)

حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ ''ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں ان دس میں سے جو تم کرتے رہو ایک بھی اگر کوئی بجالائے تو اس کے واسطے بس ہے کیونکہ وہ لوگ اپنے لئے کوئی مددگار نہیں رکھیں گے اور غریب رہیں گے'' نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''قریب میں میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ بدعت کو اسلام پر ترجیح دیں گے میں ان سے بیزار ہوں ان پر اللہ اور جملہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے

صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون ہوں گے فرمایا ''ان کے امرا ظالم' علماء لالچی' تاجر سود خوار' اوران کا غلام ان کی ریاست پر دنیا کی زینت کے ساتھ ہوگا'' (حاشیہ) نیز حضرت سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ قریب میں لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ نہیں سلامت رہے گا کسی دیندار کا دین بجز اس شخص کے جو اپنے دین کو لے کر ایک قریہ سے دوسرے قریہ میں ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف اور ایک پتھر سے دوسرے پتھر کی طرف بھاگے مانند اس لومڑی کے جو بہانہ کرنے لگتی ہے' صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایسا کب ہوگا تو آپ نے فرمایا جب روزگار سوائے خدا کی معصیت کرنے کے نہ ملے جب یہ وقت آئے گا تو بغیر عورت حلالہ کے رہنا حلال ہو جائے گا عرض کیا یا رسول اللہ وہ زمانہ کیسا ہوگا حالانکہ آپ نے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے تو فرمایا جب یہ وقت آئے گا تو ہلاک ہوگا آدمی اپنے ماں باپ کے ہاتھوں پر پس اگر اس کو ماں باپ نہ ہوں تو اپنی عورت بچوں کے ہاتھوں پر اور اگر اس کو عورت بچے نہ ہوں تو اپنے قرابت داروں کے ہاتھوں پر ہلاک ہوگا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کس طرح ہوگا تو فرمایا لوگ اس کو تنگ دستی کا عیب لگائیں گے تو طاقت سے زیادہ تکلیف اٹھائے گا حتیٰ کہ مقام ہلاکت کو پہونچ جائے گا'' (انصاف نامہ)

حضرت علیؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عنقریب ایک زمانہ لوگوں پر آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن کا صرف اسم یعنی قرآن کی تجوید اور درستگی الفاظ کی طرف توجہ کریں گے لیکن عمل سے دور رہیں گے ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت اور یاد الٰہی سے خالی ہوں گی اور ان کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے بدتر ہوں گے انہی سے فتنے نکلیں گے اور انہی میں یہ فتنے لوٹیں گے'' (بخاری)

حکایت:۔ بنی اسرائیل میں ایک آدمی نے اسّی (۸۰) تابوت علم کے جمع کئے اور اپنے اس حاصل کئے ہوئے علم سے نفع نہیں اٹھایا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی کو وحی بھیجی کہ اے نبی اس علم کے جمع کرنے والے کو کہدے اگر تو اس سے بھی زیادہ علم جمع کرے گا تو تجھے نفع نہ دے گا مگر یہ کہ تو تین چیزوں پر عمل کرے اول یہ کہ تو دنیا کی محبت مت رکھ کیونکہ یہ مومنوں کا گھر نہیں ہے۔ دوم یہ کہ تو شیطان کا مصاحب مت بن کیونکہ یہ مومنوں کا رفیق نہیں ہے۔ سوم یہ کہ تو کسی کو تکلیف مت دے کیوں کہ یہ مومنوں کا پیشہ نہیں ہے'' (انصاف نامہ)

نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہزار طالبان خدا نے ترک دنیا کر کے راہ خدا اختیار کی فرشتوں کو حکم ہوا کہ دنیا جیسی کچھ ہے آراستہ کر کے ان کو دکھلاؤ جب ان کو دنیا دکھلائی گئی یعنی فتوح اور رجوع

ان کو بہت ہونے لگی تو ہزار میں نو سو دنیا کی طرف متوجہ ہوئے اور لپٹ گئے اور خدائے تعالیٰ کی راہ پر سو طالب رہے پھر فرمان ہوا ان کو آخرت جیسی کچھ ہے بتلاؤ جب دکھلائے تو نو دطالبوں نے آخرت کو پسند کیا دس اشخاص خدائے تعالیٰ پر رہے انہوں نے کہا ہم کو دنیا اور آخرت سے کام نہیں ہم خدا کے طالب ہیں فرمان ہوا ان پر بلائیں مقرر کرو جیسا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ مومنوں کو بلا نازل کر کے آزماتا ہے جیسے کہ تم میں کوئی شخص سونے کو آگ پر رکھ کر پرکھتا ہے۔ شعر

بلائے ہر دو عالم دام کر دند		پس آں را عشق بازی نام کردند

ترجمہ:۔(عاشقوں) نے دونوں عالم کی بلاؤں کو قرض لیا اور اس کا نام عشق بازی رکھا۔

جب ان پر بلائیں نازل کی گئیں تو نو اشخاص بلا سے بھاگ گئے اور ہزار طالبوں میں ایک شخص خدا پر رہا (انصاف نامہ)

نقل ہے کہ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے فرمایا کسی بزرگ کا قول ہے کہ اس زمانے میں دین کی حکایت بیان کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص چارپائی پر گائے کا گوشت رکھ کر کافروں کے محلے میں جا کر آواز بلند پکارے کہ کیا کوئی گوشت خریدے گا ایسی صورت میں لوگ اس کو ماریں گے اور سنگسار کریں گے یا نہیں ظاہر ہے کہ لوگ اسکو مار ڈالیں گے (انصاف نامہ)

ہر اس قول کو چھوڑ دینا چاہئے جو حضرت مہدی علیہ السلام کے قول کے خلاف ہو جو کام حضرت مہدی علیہ السلام اور آپ کے صحابہؓ نے کیا ہے جس میں تکبر اور ریا نہیں ہوتی وہی کام اولیٰ اور عالیت ہے (منہاج التقویم)

جو ظاہری امور دل کی صفائی کے مانع نہ ہوں اس میں تساہل جائز ہے اور دو کاموں میں آسان کام اختیار کرنا ہی سنت ہے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔ (ایضاً)

جو امور مباح تو ہیں لیکن ذکر و فکر اور توجہ الی اللہ سے مانع ہوتے ہیں جیسے تجارت اور زراعت اور تمام پیشے جو شرع میں جائز رکھے گئے ہیں ان سے روگردانی کرنے میں مبالغہ کرنا ہی عالیت ہے'' (ایضاً)

حضرت مہدی علیہ السلام نے بشری ضروریات کے عادتی امور کی تحصیل میں اسباب کی رعایت اور مباحات کے اختیار کو حلال فرمایا اور ترک اختیار در مباحات مع ترک رعایت اسباب کو حلال طیب فرمایا ہے اور حلال کے لئے آپ نے فرمایا محاسبہ ہے اور حلال طیب کے لئے محاسبہ نہیں ہے۔ حضرت مہدیؑ کا گروہ

مہدی علیہ السلام کے مقتداؤں کا عمل ترک رعایت اسباب اور ترک اختیار پر ہے“ (الحجۃ البالغہ)

جوامر لازم نہیں اس کے لزوم کو ترک کرنا ہی لازم ہے کیونکہ اس کو لازم کرلینا پیغمبر کے ادب کو ترک کرنا ہے۔ جو کچھ خدا اور رسول خدا ﷺ نے لازم نہیں کیا اس کو لازم کرلینا دین کا خلاف اور صراط مستقیم سے کنارہ کشی ہے اگر بغیر لازمی قرار دینے کے کسی نے کبھی ایسا کیا تو اس کو کوئی اندیشہ نہیں ہے بلکہ موجب اجر ہے (ایضاً)

جو شخص حرام چیزوں سے پرہیز کرے اور اپنے اہل وعیال کے معاملے میں خدا پر بھروسہ رکھے رسول اللہ ﷺ نے اس کا شمار اہل جنت میں کیا ہے“ (مسلم)

اگر آپس میں کوئی تنازعہ ہو تو اپنی ہی گروہ کے فقراء سے رجوع ہو کر اس کا تصفیہ کرلینا چاہئے حاکم مخالف کے پاس یا عدالت میں جانا قومی روش کے خلاف ہے (حدود دائرہ) بندگی عبدالملک سجاوندیؒ لکھتے ہیں کہ ہم اپنے اہل زمانہ میں جو ہستی افضل ہوگی اس کی رائے کے موافق عمل کریں گے“ (سراج الابصار)

جو شخص کسی تو انگر کی تواضع اس کی تو انگری کی وجہ سے اور کسی فقیر کی اہانت اس کی محتاجی کی وجہ سے کرے اس کا نام خدا اور پیغمبروں کے دشمنوں میں لکھا جاتا ہے (انصاف نامہ) فقیر کی معراج فاقہ کی رات ہے (ایضاً) جس کی آنکھ نہیں روتی اس کو چاہئے دل سے روئے اور دل کا رونا غم اور خوف ہے (ایضاً) خدائے تعالیٰ نے آدمی کے وجود میں چار گوہر پیدا کئے ہیں اور ان کے چار دشمن بھی پیدا کئے ہیں اول گوہر ایمان ہے اس کا دشمن جھوٹ ہے دوسرا گوہر عقل ہے اس کا دشمن غصہ ہے تیسرا گوہر علم ہے اس کا دشمن غرور ہے، چوتھا گوہر شرم ہے اس کی دشمن طمع ہے۔ (حاشیہ)

حلال وحرام ظاہر میں مشتبہ چیزیں ان کے درمیان ہیں جس نے دین کی حفاظت کے لئے ان سے دامن بچایا وہ سلامت رہا۔ (ترمذی)

حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ”جس کی باتیں زیادہ ہوں گی اس کے گناہ زیادہ ہوں گے اس کا دل مرجائے گا جس کا دل مرجائے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ (حاشیہ)

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں وہ وقت زاری کا ہے جب میرا مدعا اور خدا کی یاد تم سے چلی جائے“ (مجلس امام) راہ خدا کو اختیار کرنے کے بعد دنیا کی طلب کرنا مرتدی ہے“ (نقلیات میاں سید عالمؒ) اس مقام پر نہیں بیٹھنا چاہئے جہاں کوئی شخص اپنے مرشد کی مذمت کرے (پنج فضائل) نقل مہدیؑ ہے

کہ خدا کے دین کو دو چیزوں سے نصرت ہے وہ یہ کہ ایک دوسرے کی موافقت اور سلوک کریں اور دو چیزوں سے ہزیمت ہے وہ یہ کہ جھگڑا مخالفت اور بخل کریں'' (انصاف نامہ) بندگی ملک جیؒ فرماتے ہیں جو شخص اصول میں پورا ہوگا فروع میں پورا ہوگا جس کے اصول میں نقصان ہوگا فروع میں بھی نقصان ہوگا (نقلیات میاں سید عالمؒ) آدمی کے کمال کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے محقق ہونے کے دعوی کو اپنے سر سے پھینک دے اور تقلید کی حد سے قدم باہر نہ رکھے (دلیل العدل والفضل) اور تقلید سوائے اس کے نہیں کہ دلائل چھوڑ کر شخصی قول پر اکتفا کریں (ایضاً)

جو کام اللہ واسطے ہو تو بہتر ہے ورنہ ضائع ہے۔ (حاشیہ) زاہد وہ ہے جو بری بات کہنے کو ترک کرے اور عاشق وہ ہے جو اپنی خودی کو چھوڑ دے۔

سیر زاہد ہر مہے یک روزہ راہ پس آں را عشق بازی نام کردند

یعنی زاہد کی سیر ایسی ہے کہ وہ ہر ماہ ایک روز کی راہ طئے کرتا ہے اور عارف کی سیر کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر دم شاہ کے تخت (عرش) تک پہونچ جاتا ہے۔

حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؒ کی عادت مبارکہ تھی کہ ہر مہینے کو جب چاند نظر آتا آپ کے تمام تابعین جمع ہو کر ایک دوسرے کے بغلگیر ہوتے آپ فرماتے ہیں اس ملنے ملانے کا مقصود یہ ہے کہ اگر کسی فقیر کے دل میں کسی کی طرف سے کچھ میل آ گیا ہے تو دور ہو جائے'' (پنج فضائل) حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مخلوق چاند کو دیکھتی ہے اور خوشی کرتی ہے ان کو خوشی نہیں بلکہ زاری کرنی چاہئے اور افسوس کرنا چاہئے کہ عمر ضائع ہوی اور موت نزدیک آئی کیوں وہ اپنی ذات پر ملامت اور استغنا نہیں کرتے اور کیوں تائب نہیں ہوتے (حاشیہ)

عاشورہ محرم کے دن تمام مصدقین کا آپس میں ایک دوسرے سے اپنی بول چال اور گفت وشنید معاف کرا لینے کا طریقہ سلف سے چلا آ رہا ہے مشہور ہے کہ حضرت امام حسینؓ نے اس روز علی الصبح میدان جنگ کو جاتے وقت اپنے اہل بیت سے اپنا کہا سنا معاف کروایا تھا اور ایک سماعی نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس طریقہ کو جاری اور حضرت امام حسینؓ کی اس سنت کو زندہ فرمایا''

حضرت خلیفہ گروہؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص دائرہ کی باڑ میں مرے وہ مومن ہے'' (حاشیہ) نیز آپ کا ارشاد ہے گھانس کے ٹوکرے ڈال کر دائرہ میں رہو لیکن دائرہ کے باہر جا کر گھوڑے پر سوار ہونے کی ہوس

مت کرو(اخبارالاسرار)جو شخص بغیر خدا کی طلب کے تین دن غیر کا کام کرے وہ طالب دنیا ہے(حاشیہ)

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء اللہ کی طبیعت سانپ بچھو کے جیسی ہوتی ہے کہ ان کو خلق خدا سے اذیت پہونچتے ہی اس کو تیر لگا دیتے ہیں اور بعض اولیاء اللہ پیغمبروں اور اولیائے کاملین کے طریقے پر مچھلی کے جیسے ہوتے ہیں کہ مچھلی کو ایذا دیتے ہی دور بھاگتی ہے' انتقام کے درپئے نہیں ہوتی یوں یہ بندگان خدا بھی ایذا اور تکلیف پر صبر کرتے بلکہ ان کے لئے خدا سے بخشش ومعافی چاہتے ہیں''(حاشیہ شریف)

حضرت ثانی مہدیؓ فرماتے ہیں مومن کامل کی شناخت تین علامتوں سے ہے ایک ملامت دوسرا سفر تیسرا فقر(ایضاً)

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں''شاہ کی چوٹ شکر کی پوٹ''(اخبارالاسرار)

نیز فرمایا''صدقہ خوار نہیں ہونا چاہئے مرد بننا چاہئے(انصاف نامہ)

جب کوئی بندۂ خدا بیمار ہوتا ہے یا سفر میں جاتا ہے تو اس کے اعمال صالحہ اسی طرح لکھے جاتے ہیں جس طرح وہ حالت صحت اور حالت اقامت میں کرتا تھا(بخاری)

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے پہلے غنیمت سمجھو''بڑھاپے سے پہلے جوانی کو' بیماری سے پہلے صحت کو' افلاس سے پہلے خوشحالی کو' مشاغل سے پہلے فراغت کو' موت سے پہلے زندگی کو' زیادہ جلد مقبول ہونے والی دعا وہ ہے جو ایک غائب دوسرے غائب کے لئے کرے''(ابوداؤد) حضرت شاہ دلاورؓ فرماتے ہیں''اگر تو عالم باطنی کو دیکھے گا تو عارف ہوگا اور خدا کو دیکھے گا۔''(حاشیہ شریف)

خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ رسالہ پورا ہوا خدائے کریم تمام مصدق بھائیوں کے صدقہ میں مجھے عمل کی توفیق عطا کرے۔آمین

فقط

محمد نورالدین عربی

مورخہ ۴/ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ یوم جمعہ

بروز عرس مبارک حضرت ثانی مہدیؓ مقام ڈبھوئی(علاقہ گجرات' ہند)